قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احيا سنتي فقد احياني

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ تصنیف جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ

فیوض الحرمین

مسمیٰ

ترجمہ اردو

سعادت کونین

برائے افادۂ عام ہر خاص و عام سلیس کیا ۔ فقیر پر تقصیر سید ظہیر الدین عرف سید احمد دہلوی نے

[illegible]

الکاتب دہلوی

[illegible]

الکاتب دہلوی

رجسٹری شدہ

قال رسول اللہ صلعم من رأی فقد رأی الحق

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ از تصنیف جد امجدنا حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ

فیوض الحرمین

ترجمہ اردو

سعادت دارین

برائی افادہ ہر خاص و عام بسعی تمام فقیر پر تقصیر سید ظہیر الدین عرف سید احمد دہلوی

[illegible]

رجسٹری شدہ

الکاتب دہلوی

قیمت فی جلد [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

لي الحمد والثناء واستغفرك واستعين بك واعلم انه
لا يغفر الذنوب الا انت ولا يعينني غيرك في الشدة
والرخاء وجهت وجهي اليك واسلمت نفسي اليك نسكي
وصلوتي ومحياي ومماتي تعاليت عن شركة
الشركاء واعوذ بك من شرور نفسي ومن سيئات
اعمالي والح عليك في سؤال الهداية لمحاسن الاخلاق
ومكارم الاعمال واعتقد انه لا يعينني من هذه
ولا يهديني لهذه الا الذي فطرني وفطر الارض
والسماء واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك
له واشهد ان محمدا عبده ورسوله افضل الرسل
والانبياء صلى الله عليه وعليهم وعلى اله واصحابه
ما تعاقب الملوان وما اظلت الخضراء واقلت الغبراء
اما بعد فيقول العبد الضعيف ولي الله

حمد و ثنا میں کا صر ہون تجھی سے مغفرت چاہتا ہون اور تجھی سے
مدد مانگتا ہون اور خوب جانتا ہون کہ سوا تیرے کوئی گناہ نہیں
بخشتا اور سوا تیرے کوئی میری مدد نہیں کرتا رنج و راحت
مین اور تیری ہی طرف متوجہ ہون اور تجھی کو اپنے تئین
سونپتا ہون تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادات اور میری زندگی اور
موت تیری ہی ہاتھ ہے کوئی تیرا شریک نہیں اور پناہ چاہتا ہون تجھ سے اپنے
نفس کے برائیون سے اور اپنی اعمال کی برائیون سے اور کمال عجز سے
سوال کرتا ہون کہ اچھی خلاق اور اچھی اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے
کہ کوئی نہیں ان برائیون سے بچاتا اور بھلائیون کی ہدایت کرنیوالا مگر جس نے مجھے پیدا کیا
اور زمین آسمان کو اور گواہی دیتا ہون کہ سوا تیرے کوئی معبود نہیں تو وحدہ لا شریک ہے
اور گواہی دیتا ہون کہ محمد تیرے بندہ اور رسول ہیں سب رسولون سے افضل اور
سب نبیون سے برتر صلی اللہ کا درود ہو ان پر اور انکی آل و اصحاب پر ہمیشہ
جبتک کہ رات دن بدلتے رہین جبتک آسمان سایہ کرے اور زمین اٹھا اما بعد کہتا ہے یہ بندہ ضعیف ولی اللہ

بن عبد الرحیم الدهلوی عاملهما الله تعالی
بلطفه وتغمدهما برحمته من اعظم نعم الله تعالی
علی ان وفقنی لحج بیته وزیارة نبیه علیه افضل الصلوة
والسلام سنة ثلث واربعین والتی تلیها من المائة
الثانی عشر واعظم من هذه النعمة بمثلین ان
جعل الحج حج الشهود والمعرفة لا حج الحجب والنکرة
وزیارة زیارة مبصرة لا زیارة عمیاء فتلک نعمة
اعظم عندی من جمیع النعم فاحببت ان اضبط
اسرار تلک المشاهدة کما علمنیه ربی تبارک وتعالی
وکما استفدته عن روحانیة نبینا صلی الله علیه وسلم
تذکرة لی وتبصرة لاخوانی عسی ان یکون ذلک اداء
لبعض ما وجب علی من شکرها وسمیت الرسالة
بفیوض الحرمین حسبنا الله ونعم الوکیل و
لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم فمن

تلک المشاهد انی رایت فی المنام
جماعة غفیرة من اهل الله شطر منهم اهل الاذکار والیا
داشت قد ظهرت علی قلوبهم الانوار وعلی
وجوههم النضارة والجمال وهم لا یعتقدون
وحدة الوجود وشطر منهم یعتقدون وحدة
الوجود ویشتغلون بنوع من الفکر فی سریان
الوجود ظهرت علی قلوبهم خجالة وانجحام فی
جنب الحق القائم بتدبیر العالم عموما والنفوس
خصوصا وعلی وجوههم سواد وقتور فاحتج
الفریقان فان اهل الاذکار والاوراد الا ترون
هذه الانوار والجمال علینا فنحن اهدی طریقة منکم

ابن عبد الرحیم الدہلوی کی خدا تعالیٰ دونو پر اپنی مہربانی فرمائے
اور رحمت کرے کہ مجھکو اللہ کی نعمتون سے یہ بڑی نعمت عنایت
ہوئی کہ مجھے توفیق دی حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ۱۱۴۳ ہجری ایکہزار ایکسو تینتالیس مین اور اسکے
یہ اور بڑی نعمت ملی کہ میرا حج مشاہدہ کے ساتھ ہوا اور معرفت کے
نہ حجاب اور نامعلومی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت
آنکھون والون کی نہ زیارت اندھون کی سو یہ میرے نزدیک
سب نعمتون سے بہت بڑی نعمت ہے مین نے چاہا کہ مین لکھون
ان مشاہدہ کے اسرار جیسے مجھے اللہ نے معلوم کرائے ہین اور
جیسے مجھے فائدے پہنچے ہین روحانیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اسلیئے کہ یہ میرے لیئے یادگار رہے
اور میرے بھائیون کے واسطے بصیرت ہو اس سے
امید ہے کہ کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام مین نے
فیوض الحرمین رکھا کافی ہے اللہ ہمکو اور اچھا
کارساز ہمارا برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اسی سے ہے

ان مشاہدون سے **مشاہدہ اول** مین نے خواب مین ایک
جماعت کثیر اہل اللہ کے دیکھے ایک فرقہ اہل ذکر و یادداشت کا
ان کے دلون مین نور و چہرے تر و تازہ اور صاحب جمال تھے
ان کا عقیدہ وحدت الوجود نہ تھا اور دوسرا فرقہ وحدت الوجود
والے جنکا شغل فکر سریان وجود مین تھا ان کے دل مین
شرمندگی و خجالت اس حق امر سے کہ عالم
کے تدبیر کو عموما اور نفسون کی خصوصا حق ہے ان کے
چہرے سیاہ اور متغیر شو کیے ہوئے دونو جھگڑتے
مین اہل ذکر و ورد نے کہا کیا تمکو ہمارا نور و جمال
نظر نہین آتا ہمارا طریقہ تم سے بہت ہدایت پہ ہے

وقال اهل وحدة الوجود ليس ان اضمحلال الوجو
دات في الوجود الحق امر حق مطابق للواقع
فعلمنا سرا جهلتموه فلنا الفضل عليكم فلما التز
التشاجر (تنازع) بينهم حكموني ورفعوا الى مشاجرتهم
فقمت بين هؤلاء وهؤلاء ثم قلت من العلوم
الصادقة ما تتهذب به النفس ومنها ما لا يتهذب
به النفس وذلك لان الله تعالى خلق النفوس
باستعدادات شتى ولكل نفس مشرب من العلوم
الحقة اذا استغرقت فيه تهذبت وصلحت واذا
لم تستغرق فيه لم تتهذب ولم تصلح فهذه المسئلة
وان كانت من العلوم الحقة ولكنكم جميعا ليس
هذه مشربكم وانما مشربكم التوجه الى الحقيقة
الجامعة بحسب تضرعات الملاء الاعلى اما اصحاب
الانوار فانهم وان جهلوا هذه المسئلة لكنهم
لم يخطئوا مشربهم من الحق فتهذبت نفوسهم
وصلحت وبلغت ما خلقت لاجله من الكمال واما
اصحاب وحدة الوجود فانهم وان اصابوا في
المسئلة لكنهم اخطأوا مشربهم من الحق لانهم
لما سرحوا (چرانیدند) افكارهم في مرعى (چراگاہ) السريان ضاع
من ايديهم التعظيم والمحبة والتاثر التي عرفت
بها الملاء الاعلى ربها وورثتها من قوى الافلاك
بحكم الفطرة فامتلاء العالم ببعض فتهم وما
ورثوا منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ
ما خلقت لاجله فانتم ايها القائلون بوحدة
الوجود وسريان الوجود في العالم نطق منكم

اور وحدت الوجود والے کہتے ہیں کیا سب موجودات کی
ہستی حق کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق واقع نہیں
ہمیں وہ راز معلوم ہوا جس سے تم جاہل رہے
پس ہمکو تمپر فضیلت ہے جب اونمیں تنازع پڑی مجھکو منصف بنایا
پھر میں ان دونو فرقوں میں منصف بنا اور کہا بعض علوم
صادقہ ایسے ہیں جنسے نفس مہذب ہوتا ہے
اور بعضے ایسے ہیں جنسے نفس تہذیب نہیں پاتا اسواسطے
کہ اللہ نے نفسوں میں طرح طرح کی استعدادیں پیدا کیں ہیں
اور علوم حقہ میں ہر نفس کا ایک مشرب ہے جب اس میں
مستغرق ہوجائے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے
اور جو مستغرق نہو مہذب نہیں ہوتا ہے نہ اصلاح
پاتا ہے سو تمہارا مسئلہ اگرچہ علوم حقہ سے ہے لیکن تم
دونوں کا یہ مشرب نہیں تمہارا مشرب تو حقیقت جامعہ
کی طرف متوجہ ہونا ہے موافق تضرع فرشتوں کی سو نور
والا فرقہ اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب
حق کو پہنچ گیا نفس مہذب ہوگیا اور سنور گیا اور جس کمال کے واسطے
پیدا ہوا تھا اسکو پہنچ گیا لیکن وحدت الوجود والے اگرچہ مسئلہ کو
پہنچ گئے لیکن اپنے مشرب حق کو نہ پہنچے اسلئے کہ جب انہوں نے
اپنا فکر صرف کیا سریان وجود میں تعظیم و محبت ہاتھ سے
جاتی رہی جس سے فرشتوں نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث
ہوئے اس کے قوا افلاک بسبب سرشت کے
اور جو نہ وارث ہوئے اس کے ان کے نفس مہذب
نہوئے اور نہ وہ اس کو پہنچے جس کے لئے پیدا
ہوئے سو آئے وحدت الوجود والو
تمہارا وہ جسنر گویا ہوا اور بولا

بهذا السر جزؤ ليس من شأنه هذا العلم واما الجزء الذي مشرب بهذا العلم فانه اخرس فيكم ممسوخ لا يعلم بهذا السر والاجزاء الفاطنة فيكم وفي العناصر الفلكية فاقدة لما يليق بها من الكمال انما الحري بهذا السر من كان ذلك الجزء فيه غضا طريا لم يخالطه النشات المتراكمة ففهموا هذه المسئلة واذعنوا لها ثم قلت وهذا امر الاسرار التي اختصني ربي بها احكم بها بينكم فيما اختلفتم فيه والحمد لله رب العالمين ثم انتبهت

مشهد آخر رايت ببصر روحي تدليا هو شيء واحد متصل في ذاته سار في العالم كله كان العالم سرادق فوقه وهو الداخل فيه وفطنت حينئذ ان هذا التدلي اذا توجه اليه العارف وابصره ببصر روحه وفني فيه قوي تاثير ارشاده وصح له التصرف في الخلق بالحق وهذا التدلي له وجهان فوجه يحاذي الوجود الخارجي وهذا كانه لون منطبع في الواح النفوس يسمى بالنور والوجه الثاني يحاذي الوجود الذهني وهذا يتصادق مع الذات وهو الاسم والتدلي ولاجله يقال ان النقشبندية ادرجت النهاية في البداية ومن وصل الى الذات بواسطة هذا التدلي لم يعلم الا الاختيار والارادة وعلم نفسه مغمورا في بحر لا ساحل له

معرفة عظيمة ادراك الحق المتدلي الى عباده باعظم التدليات ان

جو اس علم کے لائق نہیں اور جس جزو کے لائق یہ مشرب ہے وہ گونگا اور مسخ ہو گیا اور تم میں عناصر فلکیہ جو اجزاء فاطنہ اس کمال کے ہیں بالکل نہیں اس سِر کے لئے وہ شخص لائق ہے جس میں یہ جزو بہت راسخ ہو اور اسکو کمانگر دسے ظہورات گھیر لینے والے وہ دونوں فریق سمجھ گئے اور یقین کر لیا پھر میں نے کہا اللہ نے مجھکو خاص کیا ان اسرار سے جس میں تمہارا اختلاف تھا اُس میں میں نے منصفی کر دی الحمد للہ رب العالمین پھر میری آنکھ کھل گئی

مشہد میں نے اپنی روح کی آنکھ سے تدلّی کو دیکھا کہ وہ ایک شے واحد متصل فی ذاتہ تمام عالم میں سرایت کی ہوئی ہے گویا عالم اوس پر پردہ اور وہ بیچ میں ہے اس وقت میں نے جانا کہ یہ وہ تدلّی ہے کہ عارف جب اسکی طرف متوجہ ہو روح کی آنکھ سے اور اس میں فنا ہو جائے تو اوسکے ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اُس کا تصرف حق خلقت میں صحیح ہوتا ہے اور اس تدلّی کی دو جہتیں ہیں ایک وجود خارجی کی طرف سو یہ تو ایک لون منطبع ہے لوح نفوس میں اس کا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف ہے یہ ذات کے ساتھ صادق آتی ہے سو یہ اسم اور تدلّی ہے نقشبندیہ اسی لئے کہتے ہیں کہ ہم نے نہایت کو بدایت میں درج کیا ہے جو شخص اس تدلّی کے وسیلہ سے واصل ذات ہوتا ہے نہیں جانتا سوا اختیار اور ارادہ کے اپنے تئیں ڈوبا ہوا جانتا ہے ایک دریائے ناپیدا کنار میں

معرفت عظیمہ اعظم تدلیات سے حق کے بندوں کی طرف متدلّی ہونے کا ادراک اگر

كان ببصر الروح فهو من مقامات الكمل وان كان بعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام وكذا استماع كلامه ان كان بسمع الروح فهو من مقامات الكمل وان كان بعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام

تحقيق شريف ان للنفس الناطقة بصرا وسمعا ولسانا غير هذه الجوارح المحسوسة وتحقيق ذلك ان هنالك لطيفتين احديهما القيومية الالهية المتعلقة بالبدن الحالة فيه مع قطع النظر عن النسمة وثانيهما في معرفة الاشياء وجهان ان تفيض عليها صورة مجردة من مبدء الصور وهو العلم وان تفيض الى شيء من الاشياء ويتصل به وهذا الاتصال اذا اعتبر بالانكشاف البصري يسمى بصرا واذا اعتبر بالانكشاف السمعي يسمى سمعا واذا اعتبر بانكشاف العلوم بالافادة والاستفادة يسمى كلاما فمن هذا الوجه يرى الفرد ربه عز وجل ومن هذا الوجه يلهم ويكلم من الله ومن ارواح الافلاك والملاء الاعلى وارواح من مضى من الصالحين وربما ينزل لون من رؤية الروح ربها الى النسمة ومن النسمة الى جارحة البصر فيتمثل هيئة متصلة فيقول الفرد رأيته بعيني وهو صادق فيما قال ومن هذا الباب ما رواه ابن عباس رضي الله عنهما من رؤ

روح کی آنکھ سے ہے تو کاملوں کا مقام ہے اور اگر روح کے علم سے ہے تو اس میں عام بھی شریک ہیں اور اسی طرح اُسکے کلام سن لینا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام کاملوں کا ہے اور جو روح کے علم سے ہے تو اس میں عام بھی داخل ہیں

تحقیق شریف جاننا چاہیئے کہ نفس ناطقہ کے واسطے سوا ان جوارح محسوسہ کی آنکھ اور کان اور زبان ہے اس کی تحقیق یوں ہے کہ اُس جگہہ دو لطیفہ ہیں ایک تو قیومیہ الٰہی جو بدن سے متعلق ہے اور اوس میں حلول کئے ہوئے ہے نسمہ سے قطع نظر سو معرفت اشیا میں اوس کی دو جہتیں ہیں ایک تو یہ مبدء صور سے کوئی صورت مجرد اُس پر افاضہ ہو یہ تو علم ہے دوسری یہ کہ کسی شے کا اشیا میں سے افاضہ کرے اور اوس سے متصل ہو جائے - اور یہ اتصال اگر انکشاف بصری اعتبار کیا جائے تو اس کو بصر کہیں گے اور اگر انکشاف سمعی اعتبار کیا جائے تو اس کا نام سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادہ والاستفادہ اعتبار کرینگے تو کلام ہے سو اسی جہت سے فرد اللہ کو دیکھتا ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی سے اللہ سے باتیں کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتوں سے اور جو نیک لوگ گذر گئے ہوں اُن کی ارواح سے باتیں کر لیتا ہے اور کبھی روح جو اپنے رب کو دیکھتی ہے اوس سے نسمہ پر ایک لون نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے حس بصر پر وہ لون ایک ہیئت متصلہ بنجاتا ہے او سوقت فرد کہنے لگتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اُس کا کہنا اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا

بہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ ومن ھذا الباب
تکلم موسیٰ علیہ السلام واتصلت یوما بروح
الشمس ورأیتھا وسمعت منھا فقلت عجبا لک
ترین الناس استضاؤا منک واستفادوا منک
الغلبۃ والظھور علی اطوار شتی ثم انھم ینکرون
علیک ویبارزونک وانت لا تنتقمین منھم ولا
تغضبین علیھم قالت الیس ان تکبرھم وابتھا
جھم بانفسھم شعبۃ من ابتھاجی بنفسی فانا
فی کل ذلک لا التفت الی صورۃ التکبر وانما
التفت الی حقیقۃ الابتھاج وانما الکل ابتھاج
بنفسی فھل یجوز لاحد ان یغضب علی کمال
نفسہ او ینتقم من نفسہ ثم افضیت الی
الشمس فرأیتھا فیاضا بالطبع والجبلۃ وکذا
کل فلک ورأیت ارواح الافلاک ملتئمۃ ومتو
افقۃ فی علومھا وھممھا

زیادۃ ایضاح

ان شئت ان تکتنہ حقیقۃ ھذا الوجدان
واصغ لما یلقی الیک اعلم ان علم النفس الناطقۃ
اعنی بھا نورا بسیطا ھو تقید لقیومیۃ
الجسد واحد وتنزل الطبیعۃ الکلیۃ التی
ھی النقطۃ الفعالۃ فی الخارج بصورۃ
خاصۃ بمعلوم ای معلوم کان انما یکون
عندنا باتحاد المدرک والمدرک ثم ادراکھا
اما ان یکون لنشأۃ کلیۃ تشمل النفس وتشمل
جسدھا کالصورۃ الانسانیۃ والحیوانیۃ
او الارض والماء وسائر العناصر او القوۃ

اور اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا +
ایک روز مین روح آفتاب سے متصل ہوا مینے اسے دیکھا اور اس سے
سنا مینے کہا بڑا تعجب ہے کہ لوگ تجھسے روشنی طلب
کرتے ہین اور فائدہ اٹھاتے ہین تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح سے
دیکھتے ہین پھر تیرے سے منکر ہین اور تجھسے مقابلہ کرتے ہین
اور تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غضب ناک ہے
تو اس نے کہا کہ ان کا تکبر اور انکے اپنے نفسون سے
خوشی مرجان کی خوشی کا شعبہ نہین ہے مین ان سب
حالتون کی طرف کچھ التفات نہین کرتا مین اس شادمانی
کی حقیقت کو دیکھتا ہون کہ یہ سب میرے ہی نفس کی
شادمانی ہے تو پھر کیا کوئی اپنے کمال نفس پر غصہ ہوا کرتا ہے
یا انتقام اس سے لیتا ہے پھر جب یہ امر ہو چکا
پس مین نے اسے دیکھا کہ بالطبع فیاض ہے اور اسی طرح
ارواح افلاک متوافق اور ملے ہوئے ہین اپنے علمون
اور ہمتون مین

زیادہ ایضاح

اگر تو چاہے اس
وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سن جو
مین کہون جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے
مراد نور بسیط ہے وہ مقید ہوتا ہے
قیومیت کا ایک جسم واحد کے لئے اور تنزل
طبیعت کلیہ کا کہ وہ ایک نقطہ فعالہ ہے خارج
مین کسی معلوم خاص کی صورت مین گو کوئی معلوم
ہو ہمارے نزدیک مدرک اور مدرک کا ایک ہوتا ہے
پھر اس کا ادراک یا واسطے نشأہ کلیہ کے ہوگا
نفس کو شامل ہوگا یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت
انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین اور پانی اور باقی عناصر یا قوت

الشمسية والقمرية واما ان يكون لشيء خاص
نسيم لهذه النفس لادراكه مثل ادراك نفس
زيد نفس عمرو فان كان الاول فصفة ادراك
النفس لتلك الحقيقة ان تجرد الى نقطة هي بازاء
تلك الحقيقة الشاملة في النفس فتبقى بها
وتفنى عن غيرها فتستيقظ هذه النقطة بنفسها
وتنجلي لها جميع احكام تلك الحقيقة تجليا ذوقيا
تحقيقيا فهذا معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك
في هذه الصورة وان كان الامر الثاني فصفة
ادراك النفس لتلك الحقيقة القسيمة لها ان
تجتمع معها في حضرة من حضرة الطبيعة الكلية
فتغلب نفس على نفس اما من جهة الجزء الغالب
على هذه النفس والقوة المستتبعة نظائرها
من القوى او من جهة الجزء القوي على غيرها
اذا لم يكن هذه القوة منفردة وجميع تاثير النفوس
بعضها في بعض انما يكون بالغلبة والمحبة
وكنههما ان تتجرد نفس الى قوة موجودة فيها
غالبة او مغلوبة وهذا في الكمل او القوة
الغالبة وهذا في غيرهم وهناك نفس اخرى
فيها تلك القوة لكن ظهور احكامها هناك اقل
واضعف من النفس الاولى فادركت المؤثرة
المؤثرة والمؤثرة والمؤثرة بحاسة تلك القوة
واتصلت هذه بهذه فظهر احكام لم تكن
وربما كانت هذه القوة فيها مستتبعة للقوى
الاخرى بحيث يكون مضمحلة متلاشية فيها

شمسیہ اور قمریہ اور یا اُس کا ادراک کسی خاص شے اپنے
کے لیئے ہوگا جو اس نفس ادراک کے قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو
کے نفس کو ادراک کرے پس اگر اول ہی تو صفت ادراک کے واسطے
اُس حقیقت کی یہ ہے کہ تجرد کرے طرف اُس نقطہ کی کہ وہ اس حقیقت
شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہیگی اُس کے ساتھ اور فانی ہوگی
اُس کے غیر سے اُس وقت وہ نقطہ بنفسہا بیدار ہوگا اور اوس
حقیقت کے سب احکام روشن ہو جائینگے تجلی ذوقی تحققی یہ معنے
ہین ہمارے قول مدرِک اور مدرَک کے اس صورت مین ایک
ہو جائینگے اور اگر ہوگا امر ثانی تو صفت ادراک نفس کے واسطے اُس
حقیقت قسیمہ لہا کی یہ ہوگی کہ اُس کے ساتھ جمع ہو کسی حضرت مین
حضرات طبیعہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے
نفس پر یا اُس جزو کی جہت سے جو اس جزو پر غالب ہے اور
اُس قوۃ پر جو دوسری قوتون سے پیروی طلب ہے یا جہت اکثر
قوتون کی اس شرط سے کہ یہ قوۃ منقطع نہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی
دوسرے مین غلبہ سے ہوتی ہے اور محبت سے اور کنہہ ان دو
دونون کا یہ ہے کہ نفس مین جو ایک قوت ہے
غالب یا مغلوب اوس مین کوشش کرے سو یہ کاملون
مین ہے یا قوت غالب یہ غیر کاملون مین ہے اور
یہان ایک اور نفس ہے جس مین یہ قوۃ ہے لیکن اُس کے
احکام کا ظہور یہان بہت کم اور ضعیف ہوتا ہے
پہلے نفس سے ۔ پس ادراک کیا موثر نے موثر کو
اور موثر نے موثر کو اوس قوۃ کے حس سے اور یہ
اُس سے ملگئے تو ظاہر ہون گے احکام جو نہ تھے اور
کبھی یہ قوۃ جو اس نفس مین ہے دوسری قوتون سے
پیروی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مضمحل اور نابود ہو جاتی ہیں انمین

فتنعزل عن احكامها وآثارها ويبقى
حكم الغالبة فيقال اثرت هذه النفس في
تلك النفس وفادتها تلك الكيفية والحق انها
ما اكتسبتها من خارج بل صرفت عنان توجهها
الى جزء منها وقوة موجودة فيها حتى تلاشت احكام
ساير القوى والاجزاء فاذن عند الغلبة و
الاستتباع من هذه والمحبة والتبعية من
تلك لابد من اتحاد النفسين لا مطلقا بل
من جهة قوة وجزء ولا في جميع المواطن بل
في موطن من مواطن الطبيعة الكلية وهذا
معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك في هذه
الصورة واذا عرفت هذا فاعلم ان بهذه
النفس بالنسبة الى تلك حالات واوضاعا
احدها الاتحاد والاستغراق فيها والذهول
عن غيرها وثانيها ان ترجع كل نفس الى
ملاحظة نفسها مغموسة في معنى الاتحاد
فتكون بافضاء اليها مع انفكاكهما وشعور
انها ليست هي من جميع الوجوه بل وجه دون
وجه وهذه الحالة نعم بالرؤية وثالثها ان
يغلب ساير الاحكام بحيث يغيب حكم هذه
القوة وتصير كالمستتر وحينئذ يظهر
لتلك الاحكام صورة ضعيفة بالنسبة
الاتحاد وبالنسبة الى الرؤية فيكون الافضاء
اما من جهة الغالبة وقبول ما من جهة المغلوبة
فيقال كلمت نفس زيد نفس عمرو وسمعت

تو معزول ہو جاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوۃ غالب
باقی رہجاتی ہے اس وقت کہا جاتا ہے کہ اس نفس نے اس نفس
مین اثر کیا اور اوس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور سچ یہ ہے کہ اس
نفس نے کچھہ خارج سے نہین حاصل کیا بلکہ اپنی ہی جزو کی طرف
توجہ کی ہے اور اپنی ہی اوس قوۃ کی طرف جو اس مین اتنا رہے
اسقدر کہ سب قوتین اور اجزا نابود ہوگئے تو اس وقت غلبہ اور
استتباع اس طرف سے اور محبت پیروی اس طرف سے ہوئی
تو ضرور ہے دو نفسون کا اتحاد سو مطلق نہین بلکہ قوۃ
اور جزو کی جہت سے اور نہ کل جگہہ بلکہ طبیعتہ کلیہ کے کسی جاے
مین - اور اوس کے یہی معنے ہین جو ہمنے کہا مدرک اور مدرک
ایک ہو جاتے ہین اس صورت مین اور جب تمنے یہ جان لیا
تو جان لو کہ اس نفس کے واسطے بہ نسبت اسکے حال ہین اور
وضع ہین - اول یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہو جانا اوس مین
اور اس کے سوا کو بھول جانا دوسرا یہ کہ ہر نفس رجوع ہو طرف
ملاحظہ اوس کی فنا کے درحالیکہ مستغرق ہو معنی اتحاد مین پس ہوگا پہنچنا
بسبب ملجانے کے اس سے باوجود کیسقدر جدا ہونیکے اور شعور
اس بات کے کہ وہی نہین ہوگیا کل وجہہ سے بلکہ کسی وجہہ سے
اس حال کو روئیت کہتے ہین اور تیسرا یہ کہ غالب ہو جاوین سب
احکام ایسی طرح کہ غائب ہو جاوے اس قوۃ کا حکم اور
یہ قوت چھپ جاوے اور اس وقت ظاہر ہوگی
ان احکام کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت
اتحاد اور بہ نسبت روئیت کے تو افضا ہوگا غالبیت
کی جہت سے اور قبول کسیقدر
مغلوبیت کی جہت تو کہین گے زید کے
نفس نے کلام کئے عمرو کے نفس اور اس نے اوسکا

هذه كلامها ورابعها ان تغيب احكام تلك القوة غيبة اشد من ذلك فلا يبقى الا خيال طفيف ملتبس باحكام اضدادها تلك القوة متميز عنها فيقال حينئذ حصلت صورة فى الذهن وانتقشت فيه انتقاش الصورة فى المرآة فهذا اربع حالات ولكل حكم فكن من المتدبرين والثانية اللطيفة النسمية وفيها حاسة جملية من شانها الاتصال بالفعل فان قيست الى السمع يسمى سمعا والى البصر يسمى بصرا والى الذوق يسمى ذوقا والى اللمس يسمى لمسا ولعله الذى يسمى حسا مشتركا ومنه يقع الاحتلام لكل حاسة فاحتلام البصر روية النقطة الجوالة دائرة فالدائرة ليست فى الخارج انما هو من احتلام الحس المشترك واحتلام الذوق ان يرى الانسان شيئا مرغوبا من المذوقات فينفصل الريق من اللسان واحتلام اللمس ان يقرب من الانسان انسان بدغدغة ولما يتصل من بدنه ويجد دغدغة فى نفسه واحتلام السمع معرفة وزن النغمات والاشعار فالنسمية القوية لا يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تلتذ بنفسها وسمعها وذوقها ولمسها وان شئت الحق فهذه الحاسة هى التى يتم بها ادراكات الحواس الظاهرة واذا انفكت الارواح من ابدانها ربما استقلت هذه الحاسة مع من خيال العنصر موجودات مثالية على حسبها كما يتشكل

کلام سُنا اور چوتھا یہ کہ اس قوۃ کے احکام بہت شدت سے غائب ہو جائیں اس کی نسبت پس کچھ نہ رہی مگر ایک خیال خفیف محفوظ اُس قوۃ کی ضدوں میں اور اُن سے جدا اُس وقت کہیں گے کہ ذہن میں صورت حاصل ہوئی اور منتقش ہو گئے ذہن میں جیسے آئینہ میں صورت منتقش ہو جاتی ہے تو یہ چار حال ہوئے اور ہر ایک کے لئے حکم ہے یہ نہایت غور اور سوچنے کے لائق ہے اور دوسرا لطیفہ نسمیہ ہے اس میں حاسہ جملیہ ہے وہ متصل ہو جاتا ہے اُسوقت اگر کان کا قیاس کریں کان اگر آنکھ کی طرف قیاس کریں آنکھ کہا جائیگا یا ذوق کی طرف تو نام اُس کا ذوق ہوگا جو لمس کی طرف تو لمس کہلائیگا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک ہے اور اسی حس مشترک سے ہر حاسہ کو احتلام ہوتا ہے آنکھ کو تو یہ کہ جوالہ کے نقطہ کو دائرہ جانے سو دائرہ کوئی خارج میں ہوتا نہیں وہ احتلام ہے حس مشترک کا اور زبان کا یہ کہ کسی شے مرغوب کو دیکھ کر منہ میں پانی بھر آئے اور قوت لامسہ کا احتلام یہ کہ آدمی سے آدمی قریب ہو اور وہ اُس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے بدن ملے اُس کے نفس میں گدگدی ہو اور احتلام کان کا راگ کے سُر اور اشعار کے وزن جاننے پس نسمہ قویہ حواس ظاہر کے طرف نہیں التفات کرتا بلکہ حس باصرہ و سامعہ و ذائقہ و لامسہ سے لذت اُٹھاتا ہے اور اگر تو سچ پوچھے تو اسی حس مشترک سے تمام حواس ظاہر اور ادراک اِن کے پورے ہوتے ہیں اور جب ارواح اپنے بدن سے جُدا ہوتی ہیں بسا اوقات مستقل ہوتا ہے یہ حاسہ اور خیال عرش سے اپنے موافق موجودات مثالیہ پیدا کرتے ہیں جیسے جن متشکل

الجن والملائكة. **مشهد آخر** رأيت لكل
من شعائر الله نورا يعلوه فطنت بحقيقته
انما حقيقة النور مناسبة الشيء بالروحانيات
وهيئة راسخة فيه هي من اثر الروحانيات
فيدرك الانسان من هذه الهيئة بحاسة روحه
ادراكا انطباعيا بان ينشرح وينفسح ويز
داد مناسبة بالروحانيات والناس اذا
توجهوا الى شعائر الله صاروا احزابا فحزب
انما ينتفع بنيتها وعزيمتها حيث فعلوا هذا
الفعل لله باعتقاد ان هذا من شعائر الله
وحزب تنفتح حدقة من احداق روحها فتبصر
بالنور فتغلب قوة الملكية على البهيمية وحزب
يمعن في هذا النور فتدرك التدلي الذي
هو اصل هذه الشعائر فيبهت امساكا

مشهد عظيم وتحقيق شريف اطلعني الحق تعالى على حقيقة
التدلي العظيم الجليل المتوجه الى نوع البشر
المراد منه تيسير اقترابهم الى الله المتمثل
في عالم المثال المنفسر تارة بالانبياء عامة
ونبينا محمد صلى الله تعالى عليه وعليهم اجمعين
خاصة وتارة بالكتب الالهية عامة والقرآن
العظيم خاصة وتارة بالصلوة وتارة بالكعبة
معرفت هذا التدلي الوحداني في ذاته
المتبرز في بروزات كثيرة بحسب المعدات
الخارجة اعني اوضاع البشر وعاداتهم

ہوتے ہیں اور فرشتے **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ اللہ
تعالیٰ کی ہر شعائر کا نور بلند ہوتا ہے اور دریافت کی
حقیقت اُس کی بیشک حقیقت نور کی مناسبت شے کی
روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ اُس میں روحانیات
کی تاثیر سے ہے اس ہیئت سے انسان ادراک
کر لیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی
اس طرح سے کہ خوش ہو جاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے
روحانیات سے اور شعائر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ
ہوتے ہیں تو گروہیں بنجاتے ہیں ایک وہ گروہ ہے کہ اپنے
نیت اور عزیمت کے سبب نفع پاتے ہیں جو کام کرے اللہ کے
واسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائر اللہ سے ہے -
ایک وہ گروہ ہے کہ اُس کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے وہ نور
معلوم کرے اُس کی قوۃ ملکیہ غالب آجائے قوۃ بہیمیہ پر ایک
وہ گروہ ہے اس نور میں غور کرے اور ادراک تدلی کرے
وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائر اللہ کی پس وہ متحیر ہو جائے

مشہد عظیم و تحقیق شریف حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا
اُس تدلی عظیم و جلیل پر جو نوع بشر کی طرف متوجہ ہے
مراد اس سے اللہ کا قرب آسان ہوتا ہے
وہ تدلی متمثل ہے عالم مثال میں منفسر
ہے کبھی عموماً دوسرے نبی اور خصوصاً ہمارے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم اور کبھی منفسر ہے کتب
آسمانی سے دوسری عموماً کتابیں اور خصوصاً
قرآن عظیم اور کبھی منفسر ہے نماز اور کبھی کعبہ شریف سے
تصریح مجھے پہچانا اس تدلی وحدانی کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ میں
موافق معدات خارجیہ کے یعنی انسان کی وضعوں کی اور عادتوں کی

وما تورثت اذهانهم التي اذا انتقلوا الى البرزخ
كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم
معهم لا تفارقهم فيعدون في حظيرة القدس
لانعقاد صورة مثالية بهذا التدلي الجليل
ثم ينزل في العالم الجسماني اذا اراد الله ومتى ما
استعد له العالم بحسب الاوضاع العلوية
والسفلية واطلعني على حكمة الانفسار وعلى
تميز كل انفسار عن الانفسار الآخر بخاصية
لا توجد الا فيه من تلقاء معدات اعدت
لذلك فنحن نبين لك ان شاء الله هذه الحقيقة
الوحدانية وكيفية انفسارها اعلم ان الشخص
الاكبر لما تقرر في الخارج كان اول شئ منه ان
عرف ربه واخبت له فكانت في مداركه صورة
علمية لها وجهان وجه يحاذي وجه ما في
الشخص الاكبر من الجسم والجسمانيات
والروح والروحانيات ووجه يحاذي وجه ذو
الوجود الذهني ويصير نفس المعلوم وبهذا
الوجه الاخير تدلى من تدليات الحق جل
وعز وهذا نصيب الشخص الاكبر من
معرفة ربه وله مقام معلوم لا يتجاوزه وكل
من في جوفه وحيزه فانما نصيبه من
معرفة ربه تنزل ما من تنزلات هذا التدلي
في منزل مقيد فينزل هنالك بقدر التجلي
له وجه ويراعي في هذا التنزل احكام الحجاب
فهذه معرفة عظيمة تعض عليها بنواجذك

اور جو ان کے ذہنوں میں مقرر ہے ایسی چیزیں کہ جب برزخ میں جائیں
تو وضعیں اور عادتیں اور علوم ان کے ساتھ ہوں ان سے جدا
نہوں آمادہ کریں حظیرۂ قدس میں صورت مثالیہ کے منعقد ہونے کو
واسطے اس تدلی جلیل کے پھر عالم جسمانی میں آئیں جب خدا
چاہے اور مستعد ہو واسطے اوس کے عالم موافق اوضاع علویہ
اور سفلیہ کے اور حق تعالی نے مجھے مطلع کیا انفسار کی حکمت پر
اور ایک کو دوسرے سے جدا پہنچانے پر اوس خصوصیت سے
جو اسی میں ہے مُعدات کی طرف سے جو آمادہ ہیں اوسکے
لیے ہم بیان کریں گے تجھسے انشاءاللہ تعالی اوس کی
وحدانیۃ کے اور حقیقت اور انفسار کی کیفیت جان تو
کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج میں سب سے پہلے اُس نے
پہچانا اپنے رب کو اور خشوع کیا اوس سے
تو اوس کے مدارک میں صورت علمیہ تھی جس کی دو جہتیں ہیں
ایک اوس طرف جو شخص اکبر میں ہے جسم اور جسمانیات
اور روح اور روحانیات اور دوسری جہت
وجود ذہنی کی طرف جس سے نفس معلوم ہو جاسکے اور اس
جہت اخیر سے تدلی ہے تدلیات حق تعالی سے
اور یہ نصیب ہے شخص اکبر کے اپنے رب
کی معرفت کے سبب اور اوس کے لیے
مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہیں اور جو کچھ
جوف و حیز میں اوس کے ہے اوس کے نصیب
میں اپنے رب کی معرفت میں تنزل ہیں جو
تنزلات اس تدلی سے ایک منزل مقید میں یہاں
نازل ہوئی بقدر تجلی کے اور رعایت کئے جاتے ہیں اس
تنزل میں احکام حجاب پس یہ بڑی معرفت ہے اسکو خوب دانتوں سے پکڑ

وبالجملة فلما انحاز كل فلك وعنصر بروح
ظاهرة او خفية كان اول امر ظهر من احكامه
انه عرف ربه واخبت اليه واستمد في ذلك
استمدادا جبليا بالشخص الاكبر لانه اصله
ومبدء وجوده وتوجه الى الذات فقط كما كان
الشخص الاكبر متوجها اليها فقط ولكن اعد
الشخص الاكبر والتدلي المنعقد فيه لفيضان
صورة خاصة في مداركه وهذا معرفة اخرى
ثم لما انحازت المثل وهي التي تدعى بارباب
الانواع تعين لكل نوع احكام متميزة عن
احكام نوع اخر وكان ذلك في المثال وكان
منها الانسان فتميز من سائر الانواع بقسط
من المعرفة ولم يترك سدى واودع فيه
الامانة ثم ظهرت الاشخاص البشرية تميز
هذا المثال الانساني على طريقة القسمة الا
نحصارية كما ان صاحب الموسيقى يتفحص
عن نغمات الوتر فيجد كذا وكذا انغمة لا يزيد
ولا ينقص ثم يقول لو ركبنا نغمة بنغمة حصل
لنا الابعاد كذا وكذا لا يزيد ولا ينقص كما
يعطيه القسمة الحاصرة العقلية ثم يركب
الابعاد بعضها ببعض وهلم جرا حتى ينتظم
الالحان محصورة في عدد مخصوص فيعلمها
ويعرف لكل حكما وخاصية ووقتا فيظهر لحنا
هذا اليوم في تلك الساعة في ذلك المجلس
ولحنا آخر في يوم وساعة آخرين وهكذا

غرض جو فلک اور عنصر ممیز ہوا روح ظاہر یا خفیہ کا اول اوس سے
ظاہر ہوا یہ ہے کہ اوس نے اپنے رب کو پہچانا اور اوس سے
خشوع کیا اور مدد چاہی مدد چاہنا طبعی و سرشتی شخص
اکبر سے اس لئے کہ وہ اوس کی اصل اور مبدء وجود ہے
اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص
اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر
نے اور جو اوس مین تدلّی منعقد ہے واسطے فیضان
صورت کے ایک خاصہ اور یہ معرفت دوسری ہے
پھر جب متعین ہوئین مثالین جنکو رب النوع کہتے ہین
تو تعین ہوئی واسطے ہر نوع کے اُس کے حکم ایسے کہ متمیز ہون
دوسرے نوع سے اور یہ مثال مین تھی اور اُن مین سے
انسان ہے سو یہ سب نوعون سے متمیز ہوا بسبب حصہ
پانے معرفت کے اور مہمل نہ چھوڑا گیا اور اس مین امانت رکھی گئی
پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے تقسیم
انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کے تار سے
نغمے ڈھونڈھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یون ہے
نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پھر کہتا ہے کہ ہم
اگر مرکب کرین اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو یہ
پھر ابعاد حاصل ہون گے ایسا ایسا نہ زیادہ نہ کم
جیسا کہ معلوم کیا تقسیم حاصرہ عقلیہ سے پھر ابعاد کو
ابعاد سے مرکب کرنا چلا جاتا ہے اسی طرح
یہان تک کہ لحن مقرر کر لیتا ہے محصور عدد خاص
مین پھر اوسے یاد رکھتا ہے اور ہر ایک کے حکم
جانتا ہے اور خاصیت اور وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ
راگ آج اسوقت اور اس مجلس مین گانا ہے اور دوسرا راگ اور دن اور اسوقت گانا ہے

الی غیر النهایة فلو ان عمره امتد الی الابد ما
انقضی عجائبه وهی کلها انفسار لما علل اولا
بالقسمة الحاصرة فلما ظهرت الاشخاص
البشریة فی عالم الجسم واختلفت استعدا
داتهم وقواهم منهم الذکی ومنهم الغبی
ومنهم صاحب النفس القدسیة ورجعت
الی الله هممهم ونفوسهم وخلاصة بشر
یتهم فی حظیرة القدس فصاروا هنالك
کالامر الواحد یقع علیهم اسم واحد وینسبون
الی مثال واحد هو الانسان الالهی ویتقارب
امورهم ومدارکهم تنزل هذا التدلی
الاعظم هنالك فصادف ذلك فی عالم المثال
قدم صدق لهم ومقاما معلوما بالنسبة
الیهم ونصیبا لهم من ربهم فکانت النفوس
الانسانیة اذا تجردت عن وسخ العادات
الحیوانیة والهیئات الفاسقة الجسمانیة
قطفت الی هذه الحظیرة فبدا فی هنالك
بارق جلال ثم یخمد ویبقی حائرا کهیئة لا
تدری من این الی این فهل للعود حیلة فاقتضی
تدبیر الحق ان یتحرك الیهم هذا التدلی ویتنزل
ویتشخص وینفسر حتی یتیسر قربهم الیه
والتصبغ بصبغه فانفسر انفسارات بحسب
المعدات فکان من تلك الانفسارات النبوة
وذلك ان الاشخاص لما اصطحبوا فیما بینهم
یعنی الاکمل الاعقل الاوثق من کان ذو فنه

ایسی طرح سے بےنہایت اگر اوس کو عمر ملے تو ابد تک
تمام نہون عجایب اوس کے اور یہ سب انفسار
ہین جو پہلے جان چکا ہے قسمت حاصرہ سے تو جب
ظاہر ہوئے اشخاص بشری عالم جسم مین اور اُس کی
استعدادین اور قوتین مختلف تھین کہ بعضے ذکی
اور بعضے کند ذہن اور بعضے نفس قدسیہ والے کہ
اُن کی ہمتین اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف
اور اُن کی خلاصہ بشریت حظیرہ قدس مین تو ہوگئی
اُس جگہہ ایک امر واحد کہ اُن پر اسم واحد کا واقع ہو
اور نسبت کئے جائین مثال واحد سے وہ انسان
الٰہی ہے اور باہم قریب ہین اُن کے امورات اور
مدارک تنزل کیا تدلی اعظم نے وہان وہ عالم مثال مین قدم
صدق ہوگیا اُن کے واسطے اور مقام معلوم اُن کی نسبت اور
اُن کے نصیب مین اُن کے رب کی طرف سے تو جس وقت نفوس
انسانیہ جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ کی کثافت سے اور ہیئت
فاسقہ جسمانیہ سے تو اُٹھالئے گئے حظیرہ قدس مین اور ایک برق
جلال چمکی وہ بیخبر ہوگئے اور ایک ایسی حیرت مین رہگئے کہ کہان تھے
کہان ہین اور پھرنے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہین
اُس وقت اقتضائے تدبیر حق سے اس تدلی کو حرکت
ہوتی ہے تنزل کرتی ہے اور متشخص ہو جاتی ہے
اور منفسر ہوتی ہے یہانتک اُس سے قرب آسان ہو جاتا ہے
اُسے رنگے جاتے ہین اُس وقت منفسر ہونے ہین انفسارات
کہ موافق مُعِدّات کثیرہ انفسارات نبوۃ ہو جاتے ہین اور وہ یہ ہے
اشخاص جب آپس مین ملتے ہین اور ہم صحبت ہوتے ہین
تو جو اُن مین بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہو تا وہ اپنے سے کم

في التدبير المنزلي والسياسة المدنية فكانت
دين البشر وخلقهم وامرا مركوزا في اذهانهم
فلو عاشوا وجدوا ذلك في صدورهم كالار
تفاقات الضرورية الاولية من غير تامل ولو
ماتوا وجدوا ذلك معهم الى برزخهم ومعادهم
فصار ذلك معدا لانفسار هذا التدلي بصورة
جسمانية هي تقدم شخص انساني على سائر
الاشخاص وصدوره عن رايه ونفخت في
هذه الصورة الجسمانية روح الهية وظهرت
بركاتها فصارت نبوة ورسالة وانما اعني
هنا من النبوة ما كان على وجه الرياسة
والتقدم والمجادلة والتسخير لا فيضان
العلوم فقط وان استتبع انقيادا منهم
بالتبع ولا النبوة الجامعة للشهيدية كما كا
لسيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وسلم فكان
من ذلك الانفسارات الصلوة وذلك
لان كل خلق عند البشر له افاعيل هي تجيء
وهيكل في المحسوس ينضبط السر المعنوي
بذلك الهيكل وينصرف الاحكام من مدح
وهجو اليه وهو الذي يذكر ويخبر عنه
ويشار به الى الخلق وهذا طبيعة البشر و
دينهم ومركوز اذهانهم فاصطفى الحق
خلقا من اخلاق البشر وهيئة من هيئات
نفوسهم وصبغا من صبغ ارواحهم
هو صورة انصباغهم بالمقام المعلوم

مرتبون کو مطلع کرتا ہے تدبیر منزلی وسیاست مدنی میں تو
ہوجاتا ہے دیدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن میں جما ہوا
اگر زندہ رہیں تو اوس کو پائیں اپنے سینوں میں مانند رفاقت
ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مرجائیں ساتھ لیجائیں اپنے
برزخ اور معاد میں تو یہ امر ہوجاتا ہے مستعد اس تدلی کے
انفسار کی صورت جسمانیہ میں اور وہ تقدم شخص انسانی ہے
سب اشخاص سے اور اس کا صادر ہونا اس کی رائے
سے اور نفخ کی جاتی ہے اس صورت جسمانیہ میں روح
الٰہیہ تو ظاہر ہوتے ہیں اس کی برکتیں کہ ہوجاتے ہیں
نبوت ورسالت اور یہاں میری مراد نبوت سے
وہ ہے جو بوجہ ریاست اور تقدم اور مجادلت
اور تسخیر کی ہو۔ نہ فقط فیضان علوم اور متابعت چاہیے
انقیاد کی ان سے بالتبع اور نہ میری مراد ہے نبوت جامعہ
شہیدیت کو جیسے کہ ہے واسطے ہمارے رسول اللہ
کے اور اون انفسارات سے ایک نماز ہے
اور یہ اسلئے کہ بشر کے ہر خلق کے واسطے فعل ہیں
اور وہ کالبد یعنی جسم ہے محسوس میں اسرار معنوی منضبط
ہوتے ہیں اوس صورت میں اور اسی کی طرف احکام
مدح وہجو کی منصرف ہوتے ہیں اور وہی
ذکر کی جاتی ہے اور اس کے خبر کہے جاتی ہے
اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق کے یہی ہے طبیعت
اور دیدن بشر کا اور یہی ذہنوں میں جما ہوا امر ہے حق تعالیٰ
چن لیتا ہے ایک خلق اخلاق بشر سے اور ایک ہیئت
ہیئات نفوس سے اور رنگ ان کی روحوں کے
رنگوں سے وہ صورت انصباغ کی ہے مقام معلوم کے ساتھ

فی حظیرۃ القدس واعنی بذلک الخلق والهیئة
الاحسان والتخشع لربه والتنظف عن هیأت
ظلمانیة فاسدة فهذا الخلق موجود فی حیز
امتزاج النفس بالحیوانیة لکنه اشبه الاشیاء
بالمقام المعلوم الذی فی عالم حظیرۃ القدس
فجعله کانه هو هو کما جعل البدن کانه النفس
ثم اصطفی افعالا واقوالا یکون تفسیرا لذلک
الخلق وتنطبق علیه فجعلها کانها هو وکان
من تلک الانفسارات الکتب المنزلة وذلک
لان اشخاص الانسان الهموا بالکتابة الکتب
وجمع الرسائل لینفعهم فی الازمنة المتطاولة
والاقطار المتباعدة ویبقی نص صاحب الکتاب
غضا طریا ولا یخل غلط فی الروایة بالمعنی
والنسیان فلما کثر ذلک فیهم فتحرک هذا
التدلی بصورة اخری من وما عندهم فصار
الرسول المتنظی بالبوارق المختطفة له من
البشریة الی حظیرۃ القدس خادما لارادة
الحق فانعقدت علوم الملاء الاعلی
بجادلاتهم المبشر فی شبهاتهم الفاسقة
ارادة من جهة ربهم والهام الخیر فی صدورهم
وحیا متلوا فی مدارک الرسول فانتظم
الکتاب واول کتاب کان التورية وانما
قبله صحف تشتمل علی علوم فاضت
علی قلب النبی فجمعها من شاء من الامة
وکان من تلک الانفسارات الملة وذلک

حظیرۃ القدس ہین اور میری مراد اس خلق او ہیئت سے احسان ہے اور خشوع اپنے رب کے روبرو اور پاکیزگی ہیات ظلمانیہ فاسدہ سے پس یہ خلق موجود ہے حیز مین امتزاج نفس بالحیوانیہ کے لیکن بہت مشابہ ہے اوس مقام معلوم سے جو عالم حظیرۃ القدس مین ہے اور اوس خلق کو کر دیتا ہے گویا ہو ہو جیسا بدن کردیا ہے گویا کہ وہ نفس ہے پھر برگزیدہ کرتا ہے اسا فعال و اقوال کہ وہ اس خلق کی تفسیر ہوتے ہین اور برابر کرتا ہے اس خلق پر گویا کہ ہو بہو ہین اور انفسارات سے کتب آسمانی ہین اور یہ اسلیئے کہ اشخاص انسانی الہام ہوا کہ کتابین لکھین اور رسالہ جمع کرین کہ زمانہ دراز تک نفع دین اور دور تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب کی نص باقی رہے بہت مضبوط اس مین غلطی نہو روایت بالمعنی کے اور بھول نجائین اور یہ کتابت پھیل گئی پھر اس تدلی نے دوسری صورت مین حرکت کی مقابل اس کے جو اشخاص انسانی مین تھا تو ہو گیا رسول بہرہ یاب بوارق خاطفہ کے سبب بشریہ سے طرف حظیرہ قدس کے الہیکے ارادہ کا خادم پس منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور بشر سے مجادلہ ان کے شبہات فاسقہ مین رحمت رب کی ارادہ سے اور الہام خیر سے ان کے سینہ مین وحی تلاوت ہونیوالے رسول کے مدارک مین پس منتظم ہو گئے کتاب اور پہلے کتاب اور اسی طرح توریت اور اس سے پہلے صحف تھی کہ مشتمل تھی ان علوم پر جو نبی کے قلب مین پہنچی پھر جمع کرلیا جس نے چاہا امت سے اور ان انفسارات مین ملت ہے

لان اشخاص البشر الهموا عقد الرسوم فيما بينهم
فعقدوا رسوما مدنية ورسوما منزلية ورسوما
معاشية ومعاملية وصار ذلك من صميم
امرهم ودخل في ضروريات علومهم فجعل الله
قلب النبي قابلا لانعقاد رسم يعلم من ربه فيه
روح الهي وبركة ونور وهو الشرع والملة ومن
تلك الانعقادات بيت الله وذلك ان الناس
قبل سيدنا ابراهيم توغلوا في بناء المعابد والكنائس
فبنوا بناء على اسم الشمس في وقت يغلب فيه
روحانية الشمس وكذلك القمر وسائر الكواكب
وزعموا ان من حل بهذه البيوت اقترب بصر
حها والتمر ذلك بالضروريات وصار التوجه
الى الامر البسيط المتغاير له جهة وموضع
كالامر البعيد فنزل على قلب سيدنا ابراهيم
حذو ما كان في زمنه واصطفى موضعا علما
مناسبا لهذا الامر بان يكون هنالك قوى الافلاك
والعناصر مقتضية للبقاء وجاذبة لافئدة
الناس اليه وداعية لتعظيم الناس اياه طرقا واوضاعا
وتدلى اليهم بايجابه عليهم واعلم ان الشرائع
تنعقد الا في العادات وهذه حكمة الله
فينظر الى ما عندهم من العادات فما كان
منها فاسدا سجل على تركه وما كان صحيحا ابقى وكذلك
الوحي المتلو لا ينعقد الا في الالفاظ والكلمات
والاساليب المخزونة في ذهن الموحى اليه ولذلك
اوحى الله الى العربي باللغة العربية والى السرياني

اور یہ یون کہ اشخاص بشر کو الہام ہوا آپس مین ایسی رسم
منعقد کرنے کا تو منعقد ہوئین رسوم منزلیہ اور مدنیہ
اور رسوم معاشیہ اور رسوم معاملیہ اور یہ امر ان کے
نہایت ضروری کام سے ہوا اور ضروریات علوم
مین داخل ہوا تو کیا اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد
ایسی رسم کا جسمین رضاء الٰہی ہو اور برکت اور نور ہو
سو وہ شرع ہے اور ملت اور انعقادات سے
کعبہ شریف ہے۔ اور یہ یون ہوا کہ لوگ پہلے زمانہ
حضرت ابراہیم سے مشغول ہوئے عبادت
گاہون اور کنیسہ بنانے مین بنایا مکان آفتاب کے
نام پر بیچ وقت غلبہ روحانیۃ آفتاب کے اور
اسی طرح ماہتاب اور باقی سیارون کے
اور یہ گمان کیا کہ جو شخص داخل ہو جس مکان مین
اوس ستارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروری ہوگیا اور توجہ اسکی طرف
امر بے قید جبتک نہ مقرر ہوئے کوئی جہت اور کوئی جگہ یہ امر
مانند تو نازل ہوا حضرت ابراہیم کے قلب پر مقابل مین اسکے
تھا کہ انھون نے جو جانے اس امر کے واسطے
مناسب سمجھے کہ وہان قوائے افلاک عناصر بقا کے مقتضی ہون
اور جاذب ہون لوگونکی دلونکی اوسکیطرف اور مقرر کئی اوسکی تعظیم کیواسطے
طریقے اور وضعین اور تنزلی کی اونکی طرف اوسکے لازم ہونیکے ان پر
یہ جان لینا چاہیے کہ شریعت عادات مین جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ
کی حکمت ہے کہ اللہ دیکھتا ہے کہ انکی عادتین کیا ہین جو بری ہوتی ہین
اونکو منع فرما دیتا ہے اسی طرح وحی تلاوت کی گئی منعقد ہوتی ہے
الفاظ اور کلمون اور اسلوبون مین جو ذہن مین اس شخص کے ہین
جسکی طرف بھیجا اسیواسطے اللہ نے عرب والون کو عربی مین وحی کی اور سریانی

باللغة السريانية وكذلك الرؤيا الصادقة لا يكون
الا منعقدة في الصور والخيالات المخزونة ولذلك لا يرى
الاكمه في المنام الالوان ولا الاشكال وانما منامه
اللمس والسماع والذوق والشم والوهم والاصم الذي
ولد اصم لا يسمع في منامه صوتا وانما رؤياه
البصر واللمس وغيرهما وان شئت الحق فلا تنعقد
صورة ما بافاضة غيبية في نشأة سواء كانت هذه
الافاضة عادية او خارقة للعادة الا باحكام تلك
النشأة انما يكون مشخصاتها التي منعت لشركة
الوانا واشكالا خاصة بتلك النشأة كهذا الفرس
مشخصاته كلها داخل النشأة الفرسية كأن
الفرس يحتمل ان يكون طوله اربع اذرع وازيد
من ذلك وانقص فكان هذا اربع اذرع لا يزيد
ولا ينقص فهذا ليس الا في تلك النشأة لا غير
وكذلك مميزات النوع التي ميزت هذا النوع
من النوع الاخر كلها امور داخلة في النشأة
الجنسية فاذا كل فائض بهذا الوضع بخصوصية
لا بد معد من تلك النشأة خصوصية
بذلك الوضع بقي ههنا شيء وهو ان ايجاد الصور
امره على الامكان والتقدير ومن التبدل والشعاير
امرها على المسلمات والمشهورات والامور
التي تطمئن اليها النفوس فلذلك كان كل تبدلي
له معد من مسلماتهم اذ المراد بالتبديلات ان
يطيع العباد ربهم بقلوبهم انقيادا لا يقدرون
على الزيادة عليه ثم يعملون بجوارحهم على حسب

زبان والون کو سریانی زبان مین اور اسی طرح خواب صادق
منعقد ہوتا ہے اون صورتون اور خیالون مین جو ذہن
مین مخزون ہین اسی واسطے کور مادرزاد خواب مین رنگ
نہین دیکھتا اور نہ شکلین اوسکا خواب لمس اور سننا
اور چکھنا اور سونگھنا اور وہم ہے اور جو بہرا مادرزاد ہو
وہ خواب مین کچھ سنتا نہین اوسکا خواب دیکھنا اور چہونا
وغیرہ ہے اور جو تو سچ پوچھے تو کوئی صورت نہین منعقد
ہوتی افاضۂ غیبیہ کے ساتھہ عالم مین برابر ہے کہ ہو یہ
افادہ عادیہ یا غیر عادیہ مگر موافق حکمون اوس عالم کے
بیشک وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہین
خاصہ ہین اس عالم کی جس طرح یہ گھوڑا کہ کل مشخصات اوسکے
داخل ہین عالم فرسیت مین گویا گھوڑا احتمال ہے یہ کہ طول
اوسکا چار ہاتھ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ
چار ہاتھ نہ زیادہ ہونگے نہ کم تو یہ نہونگے مگر اوسی عالم
مین نہ اور جاہی اور اسی طرح نوع کے ممیزات جنسے یہ نوع
دوسری نوع سے ممیز ہے سب امور داخل ہین عالم جنسیت
مین پس اب ہر فائض ساتھہ اس وضع کے اپنی خصوصیت کے
ساتھہ اوسکے واسطے ضرور ہے معد اوس عالم سے جسنے خاص کیا
ساتھہ اس وضع کے باقی رہی یہان ایک بات وہ یہ ہے
کہ ایجاد صورتونکا تو امر امکان اور تقدیر پر ہے اور تبدلی اور شعایر کا
امر مسلمات اور مشہورات پر اور اون امور پر جنسے طمینان نفوس ہو
اسی واسطے جو تبدلی ہے اوسکی واسطے معد ہین اونکے مسلمات اور مراد
تبدلیات سے یہ ہے کہ بندے اپنے رب کی بندگی
دل سے کرین اس طرح سے کہ اوسکے زیادہ کرنے پر قادر
نہون پھر اپنے اعضا کے اوس کے موافق عبادت ادا کرین

ذلك فاذا اقتضت المقتضيات ان يكون انسان عشرة اذرع جعل كذلك لانه ممكن وان لم يكن مشهورا يطمئن اليه القلوب واما الشرائع والتدليات فكلها على موافقة المشهور والمسلم نعم هنالك بركات تميز الصدق من المين والحق من الباطل وربما يختلج في قلبك ان كل تدلي لا بد ان يكون فيه خرق العادات فكيف يوافق المشهور فنقول لا نقف على الامر المجمل المطوي على غرّه بل نفحص الامر فاصل الشيء على العادة لا يتجاوز عنها ما كان الرسول ملكا ولا كان الكتاب عجميا ولا كان البيت من نور لكن يظهر عليه بركات لا توجد في غيره فبالبركات خرق العادة لا بالاصل وكان كفار قريش لم يفهموا حكمة الحق في الفرق بين هذين الامرين فكانوا يقترحون ان يكون الرسول ملكا وقالوا ما لهذا الرسول ياكل الطعام ويمشي في الاسواق فرد الله عليهم مقالتهم وفضح اعتقادهم الفاسد ومن انها كانت صورة غلبة الرسول ان يكون معه ملك ليشهد له او ينزل اليه من السماء كتاب وهم يرونه بابصارهم كما صرح الحق في سورة الفرقان وغيرها بل كانت صورة غلبة الملوك بالمجاهدات والحروب وهذه قضية قضى بها الوجدان ووجدنا السنة والقران مبيّنين لها ولتفرعها لا في مسئلة واحدة بل في مسائل كثيرة والحمد لله اولا وآخرا مشهد عظيم

پس جسوقت مقتضیات تقاضا کریں کہ انسان دس گز کا ہو ایسا ہی کریں کیونکہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہیں دلوں کو اطمینان آجائے لیکن شرائع اور تدلیات موافق مشہور اور مسلم کے ہیں ہاں یہاں برکتیں ہیں تمیز صدق کی جھوٹ سے اور حق کی باطل سے اور بسا اوقات تیرے دل میں کھٹکے یہ بات کہ ہر تدلی میں ضرور ہے خرق عادت تو کیونکر مشہور کے موافق تو ہم کہتے ہیں کہ امر مجمل پیچیدہ پر ٹھہر سکتا اوس کی پیچیدگی پر بلکہ کرید کر اوس امر کی پس اصل شے کی عادت پر ہے اوس سے تجاوز نہیں ہوتا رسول فرشتہ نہیں ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجمی اور نہ گھر نور کا لیکن اوسپر برکتیں ایسی ظاہر ہوتی ہیں کہ اوسکے غیر میں نہیں پائی جاتیں تو خرق عادت برکتوں سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور کفار قریش اللہ کی حکمت نہ سمجھتے تھے ان دونوں امروں کے فرق میں تو اعتراض کرتے تھے یہ کہ ہو رسول فرشتہ اور کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول کھاتا ہے طعام اور بازاروں میں پھرتا ہے تو اللہ نے اون کے قول کو رد کیا اور اون کے اعتقاد فاسد کی رسوائی کی اور اسی طرح نہیں صورت رسول کے غلبہ کی یہ کہ فرشتہ اوسکے ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب نازل ہو — اور وہ آنکھوں سے دیکھیں سورہ فرقان وغیرہ میں جیسے اللہ نے اس کی تصریح کر دی ہے بلکہ بادشاہوں کے غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیوں سے ہے اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اسپر حکم لگایا ہے اور ہم نے قرآن و حدیث شریف کو پایا ہے اسکا بیان کرتے ہوا اور اسکے فروع کا نہ ایک مسئلہ میں بلکہ بہت مسائل میں الحمد للہ اولا و آخرا مشہد عظیم

نفث في روعي من قبل الملاء الاعلى اسرار عظيمة
حتى امتلأت نفسي ونسمتي بها وها انا اذكرها لك
تفصيلا فعض عليها بنواجذك اذا اردت
ان يحصل لك كمال الملاء الاعلى التي اختصوا به فلا
سبيل الى ذلك الا الدعاء وكثرة الاطراح بين
يدي ربك والسؤال منه بجهد عن عتك وصدق
همتك لاسيما اذا سالت منه ما انت مشتاق الى
تحصيله عقلا وطبعا وكان فيه تكميل وتكميل النا
ولطف بعامة خلق الله فاذا استجمعت ملكة الدعا
فيك وعقلت كيف تسال الله بصدق الهمة
انخرطت في سلك الملاء الاعلى وقد اشار سيد
نا ونبينا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم الى ذلك
حيث قال من فتح له باب الدعاء فتح له باب الجنة
او الرحمة او كما قال ومن اراد ان يحصل له ما للملاء
السافل من الملائكة فلا سبيل الى ذلك الا
الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد القديمة
التي صلى فيها جماعات من الاولياء واكثار الصلوة
وتلاوة كتاب الله وذكر الله باسمائه الحسنى
او باربعين اسما مما هو مشهور فهذا كله
ركن واحد فيما يقصد والركن الثاني
الاستخارات في الامور المهمة بان يجعل نفسه
سواء بالنسبة الى الفعل والترك ثم يسال الحق
تبارك وتعالى ان يبين له ما فيه المصلحة ويجلس
متطهرا جامعا للخاطر ينتظر انشراح خاطره
الى احد الجانبين ومن اعطاه الله تعالى فهم

میرے دل میں ملاء اعلے سے ایسے اسرار آئے کہ میرا
نفس اور نسمہ اُن سے بھر گیا اور وہ تجھسے بیان کرتا ہون
تفصیل وار خوب مضبوط پکڑ ڈاڑھون سے جب تو چاہے
کہ تجھکو حاصل ہو کمال ملاء اعلی کا جو مختاص ہین تو اسکا کوئی
رستہ نہین مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور یہ
اوسے سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کے ساتھ خصوصًا
جسوقت سوال کرے اوس شے کا جسکا تو مشتاق ہے
تحصیل کرنے کا عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور
اوس مین تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو اور
عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھ مین راسخ ہوا
اور تو نے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے
تو پرو دیا گیا تو ملاء اعلی کی لڑی مین اور تحقیق اشارہ فرمایا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف جہان فرماتا ہے کہ جسکے
لئے دروازہ دعا کا کھل جاتا ہے اوسکے لئے دروازہ
جنت کا کھل جاتا ہے یا فرمایا رحمت کا یا اور جو فرمایا اور جو شخص
ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل سا ہو جائے تو اسکا کوئی طریق
نہین مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدون مین
جائے جنمین بہت اولیاؤن نے نماز پڑہی ہو اور کثرت سے درود
شریف اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ کا اسماء حسنی
یا چالیس نام مشہور ہین اونکا ذکر اور یہ سب باتین ایک
ایک رکن ہوئین اوس قصد کے اور رکن دوسرا یہ ہے
کہ کثرت استخارہ کے مشکل امرون مین اس طرح سے کہ اپنے
نفس کو برابر کرے اس کام کے کرنے اور نکرنے مین پھر اللہ سے
سوال کرے کہ وہ ظاہر کرے جسمین مصلحت ہو اور بیٹھے باطہارت
خاطر جمع سے منتظر ہین کہ کس طرف دل منشرح ہوتا ہے اور جسکو دیا اللہ نے

نور الصلوة ونور الطهارة بحيث اذا ابعد
عهده عن الصلوة او تراكمت عليه الاحداث
والجنابات وامتلأت حواسه من الالوان المرئية
والاصوات المسموعة حصلت له هيئة يعقلها
ويميزها ويتأذى منها ويتنفر بجبلته عنها ثم اذا
توغل في الطهارات والصلوة وجمع الحواس في
الذكر حصلت له هيئة اخرى يعقلها ويميزها ويحسن
اليها ويبتهج بها وكانت الحالتان معلومتين
متميزتين بمنزلة المحسوسات فهو المؤمن
بالايمان الحقيقي الذي يعبر عنه بالاحسان لا شك
في ذلك ومن عرف في ضمن الدعاء والذكر
كيفية الحضور وان لم يقدر على تجريد الحضور
من اللفظ والحرف والخيال فقد اتى بما يهمه
في باب الاحسان **مشهد** رأيت
في المنام الليلة العاشرة من صفر سنة اربع
واربعين والف ومائة بمكة المباركة كان الحسن
والحسين رضي الله عنهما نزلا في بيتي وبيد
الحسن رضي الله تعالى عنه قلم قد انكسر لسانه
فبسط الي يده ليعطيني وقال هذا قلم جدي
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال حتى
يصلحه الحسين فليس كما اصلحه الحسين
كما لو يصلحه فاخذه حسين رضي الله عنه فاصلحه
ثم ناولنيه فسررت به ثم جيئ برداء مخطط فيه
خط اخضر وخط ابيض فوضع بين يديهما
فرفعه حسين رضي الله عنه وقال هذا

نور نماز اور نور طہارت کا فہم اس طرح کا کہ جب وہ نماز سے
رہ جائے یا اوس پر بے وضو ہونا یا جنابت ہونا آجائے یا اوسکے
حواس بھر جائیں رنگوں سے جو نظر آئیں اور آوازوں سے
جو سنے تو اوسکو ایک ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کرلے اور
اوس سے اذیت ہو اور نفرت کرے جبلہ سے اوس سے پھر مشغول ہو
طہارت اور نماز سے اور جمع کرے حواس ذکر میں تو دوسری
ہیئت حاصل ہو تو تمیز کرلے اوسکی اور اوسکو اچھا جانے اور اوس سے
خوش ہو اور یہ دونو حالتیں ہوں جدا جدا معلوم ہو جائیں جیسے
محسوس تو وہ مومن ہے ایمان حقیقی سے جس سے عبارت احسان
ہے اس میں کچھہ شک نہیں اور جو شخص دعا اور ذکر میں
کیفیت حضور پائی اگرچہ قادر نہو محض حضور پر بسبب حرف
ولفظ و خیال کے سبب وہ تحقیق اپنے ارادہ کو پہنچا احسان کے
باب میں **مشہد** میں نے خواب میں دیکھا ماہ صفر کے
دسویں تاریخ ۱۱۴۴ھ ایکہزار ایکسو چوالیس مکہ مبارکہ
میں کہ گویا حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے
گھر تشریف لائے ہیں اور حضرت امام حسن کے
ہاتھ میں ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے پھر
اونہوں نے ہاتھ بڑہایا کہ مجھکو عنایت کریں
اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہے پھر فرمایا تاکہ اسکو حسین رضی اللہ سنوار دے
یہ ویسا نہیں ہے جیسا حسین رضی اللہ نے سنوارا تھا
پھر لے لیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور سنوار دیا
پھر مجھکو عنایت کیا میں بہت خوش ہوا اوس سے پھر آئی
ایک چادر دھاری دار کہ سبز دھاری ایک سفید تھی پھر اونکے
روبرو رکھی گئی حضرت امام حسین نے اٹھایا اور فرمایا یہ چادر

ردا جدی رسول الله صلی الله علیہ وسلم ثم البسنی
فوضعته علی راسی تعظیما وحمدت الله تعالی ثم
انتبهت

مشهد عظیم وتحقیق شریف

اعلم ان الایمان بما انزل الله تعالی
علی نبیه صلی الله علیه وسلم علی ضربین ایمان
الرجل علی بینة من ربه وایمان بالغیب اما الذی
ایمانه علی بینة من ربه فمثله کمثل رجل شهد
الامیر حین خلع علی وزیر خلعة الوزارة
وولاه امور المملکة وبعثه الی الناس یخبرهم
بذلک وازال الخفاء ببعثه وکلفهم بذلک
فکل هذا ابصر منه وسمع ابصره بعینیه حین
خلع وسمعه باذنه حین قال ووعاه قلبه حین
کلف فهذا الحاضر لم یصر وزیرا للحضور ولا
مبعوثا الی الناس ولکن صار مکلفا علی بینة
ومامورا مشافهة واما المؤمن بالغیب فمثله
کمثل رجل اعمی اخبره بصیر بطلوع الشمس
فاستیقن به حتی انه لا یجد فی قلبه نقیضا ولا
احتمالا ضعیفا ایضا ولکن جزم قلبه انما انه
ان البصیر اخبره بلا من دون توسط البصیر
والکامل من الافراد من جمع الایمانین فله
ارتباط بالحق الاول لا یقبل التوسط ثم
من هذا الارتباط جمیع العلوم التی انزلها الله
تعالی علی انبیائه فاستیقن بها بل اطمان وکان
علی بینة من ربه فلیس له بحسب هذا الا
رتباط ناموس یحفظه ویسایره بیدیه

ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے پہر مجہکو اوڑہا دیے
مینے اپنے سر پر رکہے تعظیم کے واسطے اور اللہ تعالی کا شکر کیا
پہر مین جاگ گیا

مشہد عظیم تحقیق شریف

جان لینا چاہیئے کہ ایمان لانا اوس شئے پر جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا آدمی کا بینہ پر
اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جو ایمان بیان
پر ہے اپنے رب کی اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار
مین جا ئے اوسوقت کہ وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور
حاکم کرے امور مملکت کا اور اوسکو بہیجے کہ لوگون کو خبر کرے
ایسی بہی اور اوسکو بہیجکر اور لوگون کو مکلف کرے وہ شخص یہ
سب دیکہہ رہا ہے اور سن رہا ہے اس نے آنکہون سے دیکہا
خلعت دینے اور کانون سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اوسی یاد ہے
جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہین ہوجانے کا وزیر حاضر
ہونے سے اور نہ مبعوث لوگون کی طرف لیکن مکلف ہوگیا
دیکہکر اور مامور ہوگیا اور جو ایمان بالغیب لائے اوسکی مثال ایسی ہے
جیسے ایک اندہا ہے اوسکو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا اور اوس نے
یقین کرلیا ایسے کہ اوسکے دل مین اوسکے عکس نہین اور نہ کوئی احتمال
ضعیف بہی لیکن اوسکے دل کو یقین ہے کہ آنکہون والے نے
خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکہون والے کے اور کامل فرد وہین
وہ فرد ہے جسکو دونو قسم کا ایمان ہو اوسکو ارتباط حق سے ہے
پہلے ہی سے جسمین توسط نہین اس ارتباط سے اوسپر ترشح ہوئی ہین
وہ سب علوم جو اللہ نے نازل کیئے اپنے نبیون پر اوس نے
اون پر یقین کیا بلکہ اطمینان کیونکہ وہ تہا بینہ پر اپنے رب کے
اس ارتباط کے موافق نہین کوئی اوس پر کوئی فرمان
کہ اوس کی حفاظت کرے اور اوسکو روکے رکہے آگے سے

والمشاهد الرابع عشر ...

وانما حفظ الحق له وعصمته هو الذی یمسک
بیدیه فهو یحس بهذا الحفظ ویری انه لو انقطع
لما کان مستقره الا الهاویة السفلی وهو یحسبه
متحقق بالعلم الالهی ووراء ذلک لتدلی یحاذو
حذو العوام کمال الایمان بالغیب والاحتفاظ
بالنوامیس والجزم بواسطة الخبر والانقیاد
التام للمخبر الصادق والمحبة الصادقة له
فالایمانان متحققان للفرد ولکن عند شعشعان
انوار الایمان الاول قد یخفی الثانی وکنت ذات
لیلة اصلی التهجد فی الحجر اذ تشعشع انوار الایمان
علی بینة فغلبت وبهرت فتاملت الایمان
بالغیب فلم اجده ثم تاملته فلم اجده حتی اغتممت
علیه وتاسفت ثم بعد حین ما ظهر هذا الایمان
واطمأن الخاطر فتدبر

تحقیق شریف

الاولیاء کثیرا ما یلهمون بان الله تعالی اسقط
عنهم التکلیف وانه خیرهم فی الطاعات ان
شاؤا فعلوها وان لم یشاؤا لم یفعلوها حکی
سیدی الوالد رضی الله عنه عن نفسه انه الهم
بهذا وانه دعا الله تعالی ان یقیم علیه التکلیف
وما اختار الا التمسک ولم یکن من مذهبه سقوط
التکلیف عن احد من خلق الله ما دام عاقلا
بالغا فرأیته یری الالهام حقا ویری مذهبه حقا
ویتحیر فی التطبیق واخبرت عن سیدی العم
قدس سره انه کان یخبر عن نفسه انه الهم
بسقوط التکلیف وقیل له ان عبدت خوفا

اوسکو الله کی حفاظت اور عصمت اپنے روبرو رو کے
ہوئے ہے وہ معلوم کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے
کہ اگر اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم میں ہے ٹھکانا ہے اور
وہ موافق اسکے محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اسکے اوسکے
واسطے ہی تدلّی مقابل عوام کے جسکا کمال ایمان بالغیب ہے
اور حفاظت کرنے والی شریعت اور یقین بواسطہ خبر کے
اور مخبر صادق کا انقیاد پورا پورا اور اوس سے محبت
صادق پس یہ دونوں ایمان کی قسمیں فرد کے واسطے
محقق ہیں لیکن جب پہلے قسم کے ایمان کے نور چمکتے ہیں تو
دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہیں اور میں ایک
رات تہجد پڑھتا تھا حرم میں انوار ایمان علے بیّنہ کے
چمکے اور غالب آگئے اور میں متحیر ہوا میں نے سوچا کہ ایمان
بالغیب ہے تو نپایا اوسکو پھر سوچا میں نے تو اوسے
نپایا یہانتک کہ معلوم ہوا میں حسرت کرتا ہوں اور
افسوس پھر کچھ دیر میں ظاہر ہوا یہ ایمان اور مجھے اطمینان آگیا
تو اسمیں غور کرو

تحقیق شریف

بہت اولیاؤں کو الہام
ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اونسے تکلیف شرعی معاف کی تمھیں
اختیار ہے عبادت چاہے کرو چاہے نکرو حضرت قبلہ گاہ صاحب نے
اپنی حکایت بیان کی مجھسے کہ اونکو بھی یہ الہام ہوا اور اونہوں نے
اللہ سے دعا کی کہ مجھپر شریع کی تکلیف قایم رہے اور اونہوں نے سوا شرع
کے نہ اختیار کیا اونکا مذہب نہ تھا تکلیف شرعی معاف ہونیکا کسی سے
جبتک عاقل بالغ ہو کوئی بھی اور میں دیکھا الہام کو بھی حق جانتے
تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اوس کی تطبیق
میں متحیر تھے اور جناب عمّوی صاحب نے اپنا حال بیان
کیا کہ اونکو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف کی اگر جہنم سے ڈر کر

تحقیق شریف

من النار فانا قد اجرناك عن النار وان عبدتني
طمعاً في الجنة فانا وعدناك ان ندخلك اياها
وان عبدت طلباً للرضا فانا قد رضينا عنك رضاً
لا نغضب بعده فقال ربي انما عبدتك لا لشيء دونك
وكان قدس سره يميل الى ان الكمل يسقط
عنهم التكليف والله سبحانه هو الذي يقيم عليهم
النواميس من غير اختيارهم وهكذا أروي عن كثير
من اولياء الله تعالى والسر في ذلك عندي ان الانسان
اذا انتقل عن الايمان بالغيب بهذه النواميس
الى الايمان بها على بينة ووجد هذه العبادات
والنواميس في نفسه مثل الجوع والعطش
مما لا يقدر على تركه ولا معنى لتعلق التكليف
به لانها من الجبلة التي جبل عليها سواء كان
هذا السر واضحاً منشرحاً او مجملاً ترشح من ذلك
على باطنه خطاب من الحق انما مثاره هذه
الحالة الاجمالية والتفصيلية ان الله تعالى اسقط
عنه التكليف وانه اختار بعد ذلك التمسك
من اختياره وقصده وانما مثل هذه الامور عندي
مثل الرؤيا يحتاج الى تعبيرها وانما تعبير هذا
الالهام حصول هذا المقام الذي هو مثار
الالهام والحق عندي ان الالهام كله حق لكن
منه الفائض عن لسان خاص ومثار معلوم
ومنه الفائض عن لسان القضاء الحاكم على الوقت
الاول متبع بحسب مقام دون مقام والثاني
هو المتبع المطلق ومن الالهام ما يحتاج الى تعبير

عبادت کرو تو ہمنے تمکو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے
واسطے عبادت کرو تو ہمنے جنت کا وعدہ کرلیا تمکو داخل کرینگے
اور ہماری رضا کو عبادت کرو تو ہم راضی ہین کبھی غصہ نکرینگے
تو اونہون نے عرض کیا کہ یا الٰہی مین تیری عبادت کسی شے
کے لیئے نہین کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہ مائل تھے
اس طرف کہ کاملون سے ساقط ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ
قائم کردیتا ہے اُن پر فرمان و شریعت اُن کے بے اختیار
کے اور ایسا ہے بہت اولیاء اللہ سے روایت کیا گیا ہے
اور میرے نزدیک اسمین یہ بھید ہے کہ انسان جب
منتقل ہوتا ہے ایمان بالغیب سے اس نوامیس سے ایمان
علے بینہ کی طرف اور پاتا ہے اس عبادات اور نوامیس کو
اپنے دل مین مثل بھوک اور پیاس کے جسکے قادر نہین
ترک پر اور کچھ معنی نہین اوسکے علاقہ تکلیف کے اسلیئے کہ وہ تو
اوسکی جبلت ہے جسپر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اوسپر
واضح ہو کھلا کھلا یا مجمل ہو کہ اوسکے باطن پر ترشح ہو
اس سے خطاب اللہ تعالیٰ کا کہ مطلوب اوسکا یہ حالت اجمالیہ اور
تفصیلیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اوس سے تکلیف ساقط کی اور اوس نے بعد
اسکے تکلیف شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد و اختیار سے
اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب کی مثال ہے کہ تعبیر کی
حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کے حاصل ہونا اوس مقام کا ہے جو
الہام کا مطلوب ہے اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ الہام سب حق ہین
لیکن بعضے ان سے زبان خاص سے اور مطلوب معلوم سے فائض ہین
اور بعضے اونکے حاکم وقت سے ہین پہلے متبع موافق
بعضے مقام کے ہین کہ اون کا تابع ہو اور دوسری قسم
متبع مطلق ہین اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہین

فلابد من استنباط رجل تام المعرفة ومن حاله
يحتاج فقد بان **تحقيق شريف ومشهد**
اخرى اعلم ان الارواح اذا فارقت اجسادها اضمحل
من القوة البهيمية اشياء وقويت الملكية واستقلت
بما حملت من الكمال وهذا الكمال على وجوه منها
نور الاعمال وذلك لان الملكية اذا اوحت الى البهيمية
ان تعمل عملا من الاعمال الصالحة فانقادت البهيمية
وانبسطت بشراشرها تحت تصرفها حصل
للملكية انشراح وللبهيمية هيئة تناسب الملكية
وهي غاية كمالها واذا تكرر ذلك مرة بعد اخرى
حصل هذا الكمال في جوهر الملكية والبهيمية
وكان خلقا لهذه النفس وديدنا وجبلة لا تنفك
عنها ابدا ومنها نور الرحمة وذلك لان الانسان
اذا عمل عملا يرضى به الله تبارك وتعالى ويرحم لاجله
لكونه سببا لتفريج الكروب عن الناس كافة
او لكونه سببا لتمام ما اراد الحق بتدليه الى الخلق
من الهداية واشاعة النور او لكون هذه النفس
معدودة في عداد التدلي بان التفتت هذه
النفس وطمحت بجمع همتها الى التدلي واندرجت
فيه فعند اجتماع هذه الوجوه الثلاثة او وجه
واحد منها يشتمله الرحمة الالهية فيظهر حينئذ
للنفس انشراح وانبساط ومنها ان النفس
اذا ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ او بالمتخيلات
كالاشتغالات القلبية او بالوجد الهائم البحت
وهو الذي يسميه اهل الزمان بالياد داشت

تو ضرور ہے او نمین استنباط کامل معرفت والے شخص کا اور بعضے
الہام محتاج تعبیر کے نہین پس غور کرو **تحقیق شریف**
ومشاہد اور جاننا چاہیے کہ جب ارواح اجسام سے جدا
ہوتی ہین بہت چیزین قوۃ بہیمیہ کی مضمحل ہو جاتی ہین اور
قوتین ملکیہ مستقل ہو جاتی ہین جو حاصل کیا تھا کمال اور یہ کمال کئی
وجہوں پر ہے او نمین سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اسلیے کہ جب
ملکیہ بہیمیہ کو الہام کرتی ہے کہ کوئی عمل نیک اعمال سے کرے تو یہ مطیع
ہو جاتی ہے بہیمیہ تمام اوسکے تصرف مین ملکیہ کو خوشی ہو جاتی ہے اور
بہیمیہ کو حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت مناسب ملکیہ کی اور یہی اوسکا
نہایت کمال ہے اور جب یہ امر کئی بار ہوتا ہے تو جوہر ملکیہ مین
کمال حاصل ہوتا ہے اور جوہر بہیمیہ مین اور اس نفس کے واسطے یہ
خُلق و عادت ہو جاتا ہے اور دیدن اور جبلت ایسی کہ کبھی ابد تک جدا نہو
اور ایک ان مین سے نور رحمت ہے یہ اسلیے کہ انسان سے اللہ راضی
ہوتا ہے اور اوس پر رحمت کرتا ہے اسلیے کہ وہ انسان اور لوگوں کی
سختی دور کرنے سبب ہوا یا اسلیے کہ وہ سبب ہوتا ہے اوسکے پورا
ہونیکا جو اللہ نے خلقت پر تدلی کرنے سے چاہا ہے یعنے ہدایت اور
نور کی اشاعت یا واسطے ہونیکے اس نفس کے معدود و شمار تدلی مین
کہ یہ نفس التفات کرے اور مرتفع ہو ہمت کی کوشش سے طرف
تدلی کے اور داخل ہو اس مین پس جب آئین یہ تینون وجہ جمع
ہوئین یا ان مین سے ایک تو اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے اسوقت
اس نفس کے واسطے انشراح کلی ہوتی ہے اور خوشی اور بعض اون مین سے یہ ہے
کہ جب انسان نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا لفظون سے
یا خیال سے جیسا کہ اشتغال قلبی کا طریقہ ہے
یا وہم جو جبروت کے جانے ہوا اور وہی
ہے جسے اہل زمانہ یادداشت کہتے ہین

حصل للنفس وخلص اليها ملكة بسيطة ولون
جبروتي وكثيرا ما يسمى ذلك نور الياد داشت ومنها
نور الاحوال وذلك لان النفس اذا كانت ممتز
جة بالتبدل الاحوال الخوف والرجاء والقلق
والشوق والانس والهيبة والتعظيم وغيرها
خلص الى جوهرها صفاء ورقة وقوام فاذا انفكت
عن الجسد ولم يخفقها ارادات متجددة
انطبعت فيها الوان اسماء الحق وانواره وحصلت لها
رقائق كثيرة وابتهاجات لكل رقيقة فهذا
حال اكثر الارواح وبتلك الانوار تكون كمرآة ملقاة
في الشمس امتلأت نورا وضوءا او كحوض
ممتلئ ماء ضربه نور الشمس في يوم الصيف وقت
الهاجرة فاكتسى الماء نور الشمس فاذا علمت ما قلنا
وفهمته فاعلم اني لما زرت الشهداء ببدر رضي الله
تعالى عنهم وقمت بحيال قبورهم سطعت
الانوار من قبورهم الي فعلمت في اول الامر
كمثل الانوار المحسوسة حتى ترددت اني ادركها
بالحس او ببصر الروح ثم تاملت فيها اي انوار هي
فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت القبر الذي
ينسب الى ابي ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه
بصفراء والله اعلم بحقيقة الحال وجلست
حياله وتوجهت الى روحه ظهرت لي كمثل
هلال الثالثة فتاملت فيها فاذا نورها نور الاعمال
ونور الرحمة جميعا الا ان نور الرحمة اغلب واظهر
وكنت قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد

توحاصل ہوتا ہے نفس کو اور درست ہوجاتا ہے اوسکا ایک
ملکہ بسیط اور رنگ جبروتی اور بہت لوگ اسکو کہتے ہین
نور یادداشت اور اُن مین سے ہے نور احوال اور یہ اسلئے
کہ نفس جب ہوجاتا ہے اون مین سے جو تبیز رو ہین واسطے
بدلنے حال خوف ورجا اور قلق اور شوق وانس وہیبت
وتعظیم وغیرہ کے درست ہوجاتی ہے اُس کے جوہر کی صفائی
اور رقت وقوام جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے اور اونکو
گھیر نلیا ارادون متجددہ نے تو اون مین منطبع ہوجاتے ہین رنگ
اسمائے الٰہی کے اور اوسکو حاصل ہوتے ہین لطافتین کثیرہ اور
وہ خوش ہوتی ہے ہر لطافت مین پس یہ احوال اکثر ارواح کا
ہے اور اون نورون سے ہوجاتی ہے مانند ایک آئینہ کے
جو دہوپ مین رکھا ہوا اور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند ایک
حوض پانی سے لبریز کے جسپر آفتاب چمکتا ہوا اور ٹھیری
ہوئی ہوا اور دوپہر کا وقت ہوا اور وہ پانی نور آفتاب سے منور ہو
پس جب تمنے سمجھ لیا یہ جو ہمنے کہا تو جان لو کہ جب مین نے
زیارت کی شہدائے بدر کے رضی اللہ اور میں اُن کے مزارون کے
گرد کھڑا ہوا تو اُنکے مزارون سے یکبارگی میری طرف نور چمکا ایسا نور
کہ جیسے ان آنکھونکی آگے ہے یہانتک کہ مین تردد مین تھا کہ ان آنکھون سے
دیکھتا ہون یا روح کی آنکھون سے پھر سوچا مینے کہ یہ کونسا نور ہے تو معلوم
کیا کہ یہ انوار رحمت ہین اور جب مینے زیارت کی اوس مزار کی جو
ابوذر غفاری کا مشہور ہے رضی اللہ عنہ وادی صفراء
مین حقیقت حال خدا خوب جانتا ہے جب مین بیٹھا گرد اوس مزار کے اور متوجہ
ہوا اونکی روح کا تو مجھے معلوم ہوا ایک چاند تیسری شب کا مینے سوچا تو وہ نور
نور اعمال و نور رحمت دونو جمع تھے مگر نور رحمت کا غالب اور بہت
ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ مبارکہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس
یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویذکرون
ارھاصاتہ التی ظھرت فی ولادتہ ومشاھدہ
قبل بعثتہ فرایت انوارا سطعت دفعۃ
واحدۃ لا اقول انی ادرکتھا ببصر الجسد ولا
اقول ادرکتھا ببصر الروح فقط اللہ اعلم کیف
کان الامر بین ھذا وذاک فتاملت تلک الانوار
فوجدتھا من قبل الملائکۃ المؤکلین بامثال
ھذہ المشاھد وبامثال ھذہ المجالس ورایت
یخالط انوار الملائکۃ انوار الرحمۃ مشاھد
اخبرنی بالاجمال لما دخلت المدینۃ
المنورۃ وزرت الروضۃ المقدسۃ علی صاحبھا
افضل الصلوات والتسلیمات رایت روحہ
صلی اللہ علیہ وسلم ظاھرۃ بارزۃ لا فی عالم
الارواح فقط بل فی المثال القریب من الحس
فادرکت ان العوام انما یذکرون حضور النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوات وامامتہ بالناس
فیھا وامثال ذلک من ھذہ الدقیقۃ ولکن لک
الناس عامۃ لا یلھمون بشیء الا بمایناسب شیئا
علی ارواحھم من علم فیاخذون اما حقیقتہ
واما شبحہ فیخبر واحد ویتلقاہ الآخر بالقبول
لما ادرک ادراکا اجمالیا ویسمعہ ثالث فیؤ
یدہ بوجہ آخر ورابع فیلبس شیئا مناسبا
وھلم جرا حتی یتفق امۃ من الناس علی ذلک
فلیس اتفاقھم فی مثل ذلک سببا فلا تتردد

مولد مبارک میں تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے درود
شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو وقت
ولادت کے ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے
پہلے ہوئے تھے تو مینے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے
مین نہین کہتا کہ ان آنکھون سے دیکھا اور نہ کہتا ہون روح
کی آنکھون سے فقط خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھون ہی دیکھا
یا روح کے مین تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور اون ملائکہ کا ہے
جو ایسی مجلسون پر موکل ہین اور ایسی مشاہد پر اور مینے دیکھا
کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دونون ملے ہوئے ہین۔
مشاہدہ جب مین داخل ہوا مدینہ منورہ مین
اور زیارت کے روضہ مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے آپ کی روح مبارک و مقدس کو دیکھا ظاہر اور
عیان نہ فقط بیچ عالم ارواح کے بلکہ ان آنکھون سے قریب
قریب تو مینے معلوم کیا کہ وہ جو لوگ کہا کرتے ہین
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمازین اور آپ کی امامت لوگونکی
نمازین اور اور ایسی باتین وہ بھی دقیقہ ہے اور اسی طرح
اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہین لاتے مگر جو اونکی ارواح پر
ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتا یا اس کی
صورت پھر ایک اوس کو بیان کرتا ہے دوسرا
قبول کر لیتا ہے وہ ادراک اجمالی اور
تیسرا سنتا ہے وہ اور وجہ سے اوسکی
تائید کرتا ہے اور چوتھا اور صورت
مناسبہ اسی طرح اور یہان تک کہ اس
امر پر ایک جماعت متفق ہو جاتی ہے اور ان کا
اتفاق ایسے امرون مین مہمل نہین ہے پس حقیر نسمجھ اکثر کے

المشهورات للعوام ولكن تفطن باسرار مابلغه ثم توجهت الى القبر الشامخ المقدس مرة بعد اخرى فابن صلى الله عليه وسلم فى رقيقة بعد رقيقة فتارة فى صورة مجرد العظموت والهيبة وتارة فى صورة الجذب والمحبة والانس والانشراح وتارة فى صورة السريان حتى اتخيل بان الفضاء ممتلئ بروحه عليه الصلوة والسلام وهى تموج فيه تموج الريح العاصفة حتى ان الناظر يكاد يشغله تموجها عن ملاحظة نفسه الى غير ذلك من الدقائق ورأيته صلى الله عليه وسلم فى اكثر الامور يبدي الى صورة الكريمة التى كان عليها مرة بعد مرة مع الى طامح الهمة الى روحانيته لا الى جسمانيته صلى الله عليه وسلم فتفطنت ان له خاصية من تقويم روحه بصورة جسده عليه الصلوة والسلام وانه الذى اشار اليه بقوله ان الانبياء لا يموتون وانهم يصلون ويحجون فى قبورهم وانهم احياء الى غير ذلك ولما اسلم عليه قط الا وقد انبسط الى وانشراح وتبدى وظهر وذلك لانه رحمة للعالمين مشهد آخر

لما كان اليوم الثالث سلمت عليه صلى الله عليه وسلم وعلى صاحبيه رضى الله عنهما ثم قلت يا رسول الله افض علينا مما افاض الله عليك جئناك راغبين فى خيرك وانت رحمة للعالمين فانبسط الى انبساطا عظيما حتى تخيلت كان عطافة رداءه لفتنى وغشيتنى ثم غطتنى

مشہورات کو لیکن ہمین غور کر کہ جو ان کی زبان پر آیا اوسکا اسرار کیا ہے پہر متوجہ ہوا روضۂ مقدسہ بلند کی طرف بار بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لطافت در لطافت مین کبہی تو فقط صورت عظموت ہیبت مین اور کبہی صورت جذبہ و محبت مین اور انس و انشراح مین اور کبہی صورت سریان مین کہ مین خیال کرتا تہا کہ تمام فضا بہری ہوئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روح مقدس سے اور روح مبارک موجین مار رہی ہے مانند ہوائے تیز کے یہانتک کہ دیکہنے والا اوسکی تموج کو دیکہکر عنقریب ہے کہ اپنے تئین بہول جائے سوائے اسکے اور لطافتین اور مینے دیکہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور مین اوسی صورت مقدسہ مین جسمین آپ تہے بار بار باوجودیکہ میری کمال آرزو تہی کہ روحانیۃ مین دیکہون جسمانیۃ مین نہ دیکہون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مجہکو دریافت ہوا کہ آپکا خاصہ ہی روح کو صورت جسم مین کرنا صلے اللہ علیہ وسلم اور یہی بات ہے جو آپنے فرمایا ہے کہ انبیا نہین مرتے اور نماز پڑہا کرتے ہین اپنی قبر مین اور انبیا حج کیا کرتے ہین اپنے قبرون مین اور وہ زندہ ہین اور جو جو فرمایا ہے اور جب مینے آپ پر درود پڑہا جبہی مجہسے خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور یہ ہوا اسطے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہین مشہد جب تیسرا روز ہوا تو مینے سلام پڑہا آپ پر اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر پہر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عنایت ہو ہمکو کچہہ اوسمین سے جو اللہ نے آپکو دیا ہے ہم آپکے عطا کے شوق مین آئے ہین اور آپ رحمۃ للعالمین ہین تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا یہانتک کہ مینے خیال کیا کہ گویا چادر مبارک کے دامن سے لپیٹ لیا اور ڈہانپ لیا خوب اچہی طرح

عظيمة وبدا لي واظهر لي الاسرار وعرفني
بنفسه وامدني امدادا عظيما اجماليا وعرفني
كيف استمد به في حوائجي وكيف يرد هو الى
من يصلي عليه وكيف ينبسط الى من اطرى
في مدحه والح عليه فرأيته عليه الصلوة و
التسليمات قد صار من جوهر روحه وبدن
نفسه وجبلته وفطرته مظهرية للتدلي العظيم
المنبسط على وجه البشر حتى لا يكاد الظاهر
يتميز من المظهر وهذا التدلي العظيم هي
التي تدعى عند الصوفية بالحقيقة المحمدية
وهي التي يصفونها بانها قطب الاقطاب
ونبي الانبياء وكنهها ان ظهور هذا التجلي في النشأة
البشرية فلما انعقدت حقيقة في المثال
متوجهة الى الخلق سميت حقيقة محمدية قطبا
ونبيا وهي تتحد مع كل من بعث الى الخلق ثم اذا انقضى
امر البعثة وتوجه المبعوث الى رحمة ربه وادبر على
الخلق انفكت عنه واما سيدنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلما كان منه جانب اصل بعثته ان يكون
شهيدا يوم القيامة شفيعا يومئذ تشهيدا من الله
للعصاة من خلقه لطفا منه بالنسبة اليهم
جرت منه عليه الصلوة والسلام همة عظيمة
تقتضي شمول الرحمة اياهم وخلوص ملكيتهم
عن بهيميتهم فيكون معه الرحمة الله وجوده
بالنسبة الى اولئك الاقوام وذلك كخلقه قوى
التناسل كي يبقى النوع وكذلك خلق في كل نوع

اور ظاہر کیے مجھپر اسرار اور پہچنوایا مجھے خود اور امداد
کی مجھکو امداد اجمالی بہت بڑی اور بتایا مجھکو کہ کس طرح آپسے اپنی
حاجتوں مین مدد چاہوں اور کسطرح وہ جواب دیتے ہین جب آپ پر
کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہین جو انکی مدح مین کوشش
کرے یا آپسے الحاح کرے پس دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کو کہ اپنے جوہر روح اور بدن نفس و جبلت و فطرت کے
سبب ہو گئے مظہر تدلی سے ایسے جو تدلی عظیم اور منبسط ہے
بہت بشر پر جسمین ظاہر اور مظہر کی تمیز نہین ہوتی اور یہی تدلی
عظیم ہے وہ جو صوفیہ کی رائے مین حقیقت محمدیہ ہے
اور اسی تدلی سے مراد ہوتے جو کہتے ہین قطب الاقطاب
اور نبی الانبیا اور کنہ اوسکا ہے ظہور اس تجلی کا بشریت مین
پس جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال مین متوجہ خلقت
کی طرف تو اوسکا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب
اور نبی اور وہ اوس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جا خلقت
کی طرف جب وہ امر ہو چکتا ہے اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے
رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے جدا ہو جاتی ہے
اوس سے مگر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو داخل تھی
اصل بعثت میں ایسا امر مین کہ قیامت کے دن شہید ہون اور شفیع
ہون گناہگارون کے اللہ کے لطف سے اور ظاہر ہو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ہمت عظیم کہ شمول رحمت کی
مقتضی ہے اون پر اور ملکیت حاصل کرنے کو بہیمیہ
سے توکہ ہو رحمت الٰہی کے واسطے آپکا
وجود مع نسبت اون لوگون کے
اور یہ ایسا ہے جیسے قوتین تناسل کے
بقائے نوع کے واسطے اور اسیطرح خلقت ہر نوع مین

مایفیدہ عند ماینوبہ النوائب لم یزل صلی اللہ علیہ
وسلم ولا یزال متوجها الی الخلق مقبلا الیهم بوجهہ
فلذلک کان احق الانبیاء بحلول هذہ الحقیقۃ
المثالیۃ فیہ واتحادها معہ بحیث لایتمیز الظاهر
من المظهر فکان عینها لایطرء علیہ الانفکاک
وهذا احد معنی هذا البیت المشهور

افلت شموس الاولین و شمسنا
ابدا علی افق العلی لا تغرب

فاتحادہ بهذہ الحقیقۃ ابصرتہ ببصر روحی ولمیۃ
الاتحاد تفطنت بها ورأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم
مستقرا علی تلک الحالۃ الواحدۃ دایما لاینزعج
فی نفسہ ارادۃ متجددۃ ولا شیء من الدواعی
نعم لما کان وجهہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الخلق
کان قریبا جدا من ان ینتفع انسان الیہ بجهد همتہ
فیغیثہ فی نائبتہ ویفیض علیہ من برکاتہ
حتی یتخیل انہ ذو ارادات متجددۃ کمثل الذی یهمہ
اغاثۃ الملهوفین المحتاجین وتاملتہ علیہ الصلوۃ
والسلام الی ای مذهب من مذاهب الفقہ
یمیل لاتبعہ واتمسک بہ فاذا المذاهب کلها عندہ
علی السواء لیس علم الفروع فی حالتہ هذہ من دیدن
روحہ الذی بہ امتیازہ الداخل فی جوهر روحہ انما علم
الفروع وهو عنایۃ الحق بنفوس البشر من جهۃ
اعمالهم واخلاقهم واصلاحها وهذا اصل لہ
فروع واشباح یختلف باختلاف الزمان فالداخل
فی جوهر الروح هذا الاصل فلذلک کان نسبۃ

اوس چیز کے جو اوسے مفید ہو ہر وقت پیش آنے حادثہ کے
ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہین خلقت کی طرف اور
منہ کیئے ہوئے اونکی طرف اسی واسطے سب نبیون سے
حقدار زیادہ ہین واسطے حلول اس حقیقت مناسبہ کے
اپنی مین اور اوسکے اتحاد سے اپنی ساتھہ اس حیثیت سے
کہ ظاہر اور مظہر مین تمیز نہین گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت
ہین کہ جدائی ہی نہین اور یہ بہی ایک معنی ہین اوس بیت
مشہور کے آفلت شموس الاولین وشمسنا ۔ ابدا علی
افق العلی لا تغرب ۔ تو اتحاد اسکا اس حقیقت سے مین نے
اپنی روح کی آنکہ سے دیکہا اور اوسکا سبب اور مین نے
معلوم کیا اوسے اور دیکہا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو قایم ہمیشہ اسی حالت واحدہ پر کہ وہان سے نہین ہٹا تا
اونکو ارادہ متجددہ اور نہ کوئی داعیہ کسی شئے کا ہان جس وقت
آپ متوجہ ہوتے ہین خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہین
کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریاد رسی
کرین اوسکی مصیبت مین یا اوسپر برکتین فائز فرمائین ایسی کہ وہ
خیال کرے کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہین جیسے کوئی شخص مظلومون
محتاجون کی فریاد رسی مین مصروف ہو اور مینے غور کی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مذاہب فقہ مین کس مذہب کیطرف مائل ہین کہ مین بہی
اسی کو اختیار کرون تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپکے نزدیک برابر ہین علم فروع
ایک حالت مین نہین ہے آپکی روح مبارک کے دیدن سے آپکی جوہر روح مین علم فروع کے
اصل ہے وہ کیا عنایت حق کی نفوس بشریہ پر اونکے اعمال و اخلاق کی جہت سے اور
اوسکی اصلاح اور اصل یہ ہے اور اسکے فرع اور صورتین ہین مختلف
ہوتی ہین وقت اختلاف زمانہ کے پس داخل جوہر
روح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اصل ہے تو نسبت آپکی

المذاهب على السواء لا تتميز عنده مذهب من
مذهب لان كل مذهب يحيط بما يجب من
امهات الفقه في الدين المحمدي وان اختلف فلو
احد لم يتقيد واحد من المذاهب لم يكن له صلى
الله عليه وسلم سخط بالنسبة اليه الا بالعرض
وهو ان يتفق اختلاف في ملة وتقاتل بين الناس
وفساد ذات البين وهذا اشد ما يسخط عليه
ولكني رايت الطرق كلها عنده على السواء ثم
المذاهب ويجب التنبيه بعد ذلك على نكتة
وهي انه رب رجل يكون عنده ان النبي صلى الله
عليه وسلم يختار المذهب الفلاني وانه الحق المطلوب
ثم يقصر فيه فينعقد في قلبه اعتقاد انه قصر
في جنب الله ورسوله فيرى رسول الله صلى الله
عليه وسلم ويقف عنده فيجد بينه وبين النبي
صلى الله عليه وسلم بابا مسدودا لا ينفتح فيقول
هذه معاتبة منه عليه الصلوة والسلام على
تقصيري والتحقيق انه اتاه بصدر ممتلئ خلافا
وانكبابا فانسد باب الفيض من جهة سوء
القابلية وقد يزعم الانسان ان الخروج عن المذاهب
المدونة خروج عن ربقة التقليد للشرع والا
نقياد لحكم الله وان ليس هنالك طريقة مضبوطة
غيرها فيكون الخروج عنها عنده مرادفا ومثلا
للخروج عن ربقة الانقياد فيتفطن بان النبي
صلى الله عليه وسلم معاتب عليه امثال هذه
الشبهات كثيرا ما يقع للطالب ويجب التنبيه

سب مذہب برابر ہیں ایک سے دوسرا جدا انہیں معلوم ہوتا اسلیے
کہ ہر مذہب محیط ہوتا ہے اوس شے کا جو واجب ہے امہات
فقہ دین محمدی میں اگرچہ مختلف ہوں پس اگر کوئی تابع ایک مذہب کا نہو
مذہبوں سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکی نسبت ناراض
نہیں مگر اوس صورت میں جب دین میں اختلاف اور جنگ و جدال
فساد کا موجب ہو لوگوں میں آپس میں اور یہ امر آپکی نہایت
غصہ کا موجب ہے اور واجب ہے آگاہ کرنا اسکے بعد ایک نکتہ سے
وہ یہ ہے کہ بعض آدمی کے یہ ذہن میں ہوتا ہے کہ وہ مذہب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق اور مطلوب ہے
پھر اوسمیں قصور ہو جاتا ہے تو اوسکے اعتقاد میں جم جاتا ہے کہ میں نے قصور
کیا اللہ اور رسول کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی حضور میں اور دیکھتا ہے اپنے میں اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میں دروازہ بند ایسا کہ نہیں کھلتا تو کہتا ہے کہ یہ عتاب ہے
آپکا صلی اللہ علیہ وسلم میری تقصیر سے اور تحقیق یوں ہے کہ
وہ حاضر ہوا ہے ایسا ہوا ہے کہ سینہ مخالفت سے بھرا ہوا ہے
اور رکاوٹ سے پس بند ہوا ہے دروازہ فیض کا
قابلیت نہونے سے اور کبھی گمان کرتا ہے انسان
کہ تقلید کو چھوڑنا شرع کی پیروی کا چھوڑنا ہے
اور تابعداری نکرنی ہے اللہ کے حکم کی
اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہیں
پس اوس سے نکلنا اوس کے نزدیک
برابر ہے شرع کے انقیاد سے نکلنے
کے اس سبب وہ جانتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اوپر
عتاب ہے اور ایسے ہی ایسے شبہ بہت ہیں کہ طالب
کے دل میں آتے ہیں اور یہ بھی ضرور ہے

ایضا علمنی ان ناسا یدخلون المدینة المنورة
فیرون اهلها علی اعمال غیر مرضیة عندهم او فی
نفس الامر فیبغضونهم ویضمرون حقدا لهم
یدخلون الروضة المقدسة ویواجهون فاذا جاء
وقت الصفاء والخلوص ترشح من الحقد مرارة فاکدرت
حالهم فایاک ثم ایاک ان یصدک من هذا النور
الاتم علیه الصلوة والسلام امثال هذه الامور
ورأیته علیه الصلوة والسلام لابسا لباس العظموت
والتشبه بالجبروت وله رقائق کثیرة بحسب
تعدد کمالاته وتوجه الناس الیه باستعداداتهم
وامدنی علیه الصلوة والسلام فی ذلک المجلس مددا
اجمالیا تفصیله المجددیة والوصایة والقطبیة
الارشادیة واعطانی قبولا وجعلنی اماما ورضی
طریقتی ومذهبی اصلا وفرعا لا لجمیع الناس
بل لناس مخصوصین فطرتهم فطرة التحقیق
بشرط ان لا یکون سببا للاختلاف والتقاتل فهذه
النکتة یجب ان ینتبه بها کل من اخذ مذهبنا
اصلا وفرعا وطریقتنا سلوکا ثم اردت ان اسأله
عن مسائل مبادی الوجود ومراتب الجود والفناء
والبقاء فاذا هو علیه الصلوة والسلام متوجه
بالکلیة الی التدلی المذکور فکلما اردت ان
اسأله منعنی استغراقی فی کیفیة حاله عن سؤاله
وعلمنی ان اجلس بین یدیه فاسأل ربی بلسانی
الذی عنده والملأ الاعلی ثم التفع بنوره
جدا ثم اسأل ثم التفع ثم اسأل وهلم جرا فعند

آگاہ کرنا کہ جب لوگ مدینہ منورہ مین داخل ہوتے ہین اور
وہان کے لوگون کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے ہین
یا وہ اعمال نفس الامر مین برے ہوتے ہین تو اونسے بغض و کینہ
رکھتے ہین پھر جب روضۂ مقدسہ مین حاضر ہوتے ہین اور اودھر
متوجہ ہوتے ہین اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو
اوس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے اونکا حال مکدر ہو جاتا ہے خبردار
خبردار اس سے بچنا کہ اوس نور اتم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسی امور
روکتے ہین۔ اور مین نے دیکھا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
عظموت کا لباس اور تشبہ بالجبروت کا پہنے ہوئے اور آپکی
بہت لطافتین ہین موافق شمار آپکے کمالات کے اور لوگون کا
متوجہ ہونا اپنی استعدادون کے موافق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے اوس مجلس مین میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اوسکی
مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے اور مجھکو
قبولیت عطا ہوئی اور کیا مجھکو امام اور اچھا فرمایا میرے طریقہ
اور مذہب کو اصلاً و فرعاً لیکن سب کے واسطے نہین بلکہ واسطے
خاص خاص لوگونکی جنکی فطرت مین تحقیق ہے اس شرط پر کہ وہ سبب
اختلاف اور زد و کشت کا نہو اس نکتہ سے واجب ہے آگاہ ہونا اوسے
جو ہمارا مذہب اور طریقہ اختیار کرے اصلاً و فرعاً پھر مینے چاہا کہ
دریافت کرون آپسے مسائل مبادی جود اور مراتب جود اور فنا اور
بقا تو مینے دیکھا کہ آپ بالکل متوجہ ہین اوس تدلی مذکور کیطرف
جسمین چاہتا تھا کچھ پوچھون تو میرا استغراق آپکی کیفیت حال مین
مجھکو روک دیتا تھا اور مجھکو سکھایا آپنے کہ آپکے روبرو بیٹھون
اور اپنے رب سے سوال کرون اوس زبان سے جو ملاء اعلی کی طرف ہے
پھر مجھکو نور نے لپیٹ لیا پھر سوال کیا پھر لپیٹ لیا
پھر سوال کیا غرض اسی طرح پھر اس وقت

ذلک یختلط سوالی وھمتہ العلیا فیصیب السھم
المرمی ورأیتہ مستقرا علی حالۃ واحدۃ من حفظ
صورتہ الکریمۃ وکونہ عیبۃ وکن شأن وقایۃ ووعاء
للتدلی المذکور متوجھا الی الخلق لابسا لباس عظمتہ
وفیہ من القبول والجذب والالفۃ ما لا یحصی ولا
یدرک انتھاؤہ فاذا توجہ الیہ انسان بجھمتہ
ولا ارید الانسان العالی الھمۃ فقط بل کل ذی نفس
یشتاق الی شیء ویتوجہ الیہ بقصدہ وشوقہ فانہ
یتدلی الیہ وھذا رد السلام واجابۃ الصلوات
یعنی یحصل بسبب صمم ھذا الانسان حالۃ
شبیھۃ بالقصد المتجدد وانا اعلمک سرا عظیما
وھو ان الحکمۃ فی جعل ھذہ النسمۃ المبارکۃ عیانا
للتدلی ان یتقرب الحق جدا الی اھل الارض حتی الی
سفلتھم ایضا وکان ھذا الجود لا یتم الا بتوسط
النسمۃ ورأیتہ علیہ الصلوۃ والسلام ینشرح
انشراحا عظیما لمن صلی علیہ ومدحہ ورأیتہ صلی
اللہ علیہ وسلم بارزا مفیضا فیض الصحبۃ
کمثل المشایخ الصوفیۃ فی مجالس الافاضۃ وانا
بین یدیہ وکل ما علمناک مشھد واحد من مشاھد
وتفطن اخی محمد عاشق لسر عجیب لا اشک
انہ من افاضۃ الحق ان الحج کمال تام من الکمالات
ولذلک یطھر قلوب الحجاج ویعجبھم بانفسھم
ویبھجھم وسر المسئلۃ ان الوصول الی اللہ تبارک
وتعالی ھو الکمال ولما تدلی الحق الی الخلق بنصب
الکعبۃ شعارا من شعائرہ کان الوصول الیھا

مختلف ہو گیا میرا سوال اور آپکی ہمت بلند پہر تیر نشانہ پر پہنچ گیا
اور دیکھا میں نے آپ کو قرار کیے ہوئے ایک حالت پر صورت کریمہ کی
حفظ پر اور اوسکی تدلی مذکور کی ظرف ہونے پر خلقت کی طرف
متوجہ پہنے ہوئے لباس عظموت کا کہ اوس میں قبول اور
جذب ہے اور الفت بے شمار کہ اوسکی انتہا نہیں دریافت
ہو سکتی جس وقت متوجہ ہو آپکی طرف کوئی انسان کوشش
ہمت سے اور میری مراد انسان عالی ہمت سے فقط
نہیں بلکہ کوئی ہو کہ مشتاق کسی شے کا ہو اور آپکی طرف
متوجہ ہو اوس شے کے قصد سے اور شوق سے تو آپ
تدلی کرتے ہیں اوس کی طرف اور یہ ہی رد سلام اور اجابت
درود یعنی حاصل ہوتی ہے بسبب اوس توجہ کے ایک
حالت کہ شبیہ ہے قصد متجدد سے . اور میں بتاؤں تجھکو
ایک سر عظیم وہ یہ ہے کہ حکمت اس نسمہ مبارکہ کی ظرف
بنانے میں واسطے تدلی کے یہ ہے کہ اللہ کا بہت قرب ہو اہل زمین اور حتی کہ
جو ان سے نیچے ہیں اور یہ بھی ہے کہ یہ جود تمام نہو تا تھا مگر واسطے
سے اسی نسمہ کے اور دیکھا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
بہت خوش ہوتے اوس شخص سے جو آپ پر درود پڑھے اور آپکی
مدح اور میں نے دیکھا آپکو ظاہر فیض صحبت پہنچانیوالا مانند مشائخ
صوفیہ مجلس افاضت میں اور گویا آپکی حضور میں ہوں اور یہ سب
جو میں نے بتایا ایک مشہد ہے مشہدوں میں سے اور بھائی محمد عاشق کو خوب معلوم
ایک سر عجیب میں یقین کرتا ہوں حق کی طرف سے ہے وہ یہ کہ حج ایک بڑا کمال ہے
اور کمالوں میں سے اور اسی واسطے حاجیوں کے دل میں بہت خوشی ہوتی ہے اور سر
اس مسئلہ کا یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالی کا وصول ہی تو کمال ہے اور
جب تدلی کی اللہ نے خلقت کی طرف کعبہ شریف کے قائم کرنے
سے اور اسکو شعائر اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ شریف کا وصول اللہ کا

هو الوصول الى الحق بحسب المسافة فالوصول
الى الله على وجوه والوصول بالمسافة ينتهي بالحج
والله اعلم

مشهد آخر

سألته صلى الله
عليه وسلم عن معنى قوله كنت نبيا وآدم منجدل
بين الماء والطين وما كان هذا السؤال بلسان
المقال ولا الاخطار بالبال بل ملأت روحي شوقا
ونزوعا الى هذا السر ثم الصقتها بجنابه اشد ما
اقدر فامتلأت منه بصورة مثالية فأراني صورته
الكريمة المثالية قبل ان يوجد في عالم الاجسام
ثم اراني كيفية انتقاله الى هذا العالم من عالم
المثال واراني اشباح الانبياء المبعوثين وكيف
افيض عليهم النبوة من حضرة التدلي بإزائهما
افيض عليه في عالم المثال من تلك الحضرة واراني
اشباح الاولياء وكيف يفاض عليهم العلوم
والمعارف بعده فوضح لي الامر واستبان ووعيت
عنه ما افاض علي من الصورة المثالية وفطنت
بما اراد بي تلك الافاضة فها انا افسر لك ما فطنت
اعلم ان الله تبارك وتعالى له تدلٍّ عظيم متوجه الى
الخلق به يهتدون واليه يلجأون وهذا التدلي له
في كل برهة من الزمان شأن متميز الى الخلق
برزة بعد برزة وكلما برزت برزة ظهر في العالم
عنوان لتلك البرزة وهو الرسول المبعوث الى الخلق
بالامر والنهي والتكليف فالرسول وما اتى به عنوان
وتلك البرزة حقيقة فاذا برزت برزة ظهر في الناس
علوم ومعارف تناسب تلك البرزة وان لم يعلموا

وصول ہوا بحسب مسافت اور وصول الی اللہ ہی بہت
وجہوں پر لیکن وصول بالمسافت حج سے منتہی ہوا واللہ اعلم
مشہد مینے سوال کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس
حدیث شریف کے معنے جو آپنے فرمایا ہے کہ ابھی آدم علیہ السلام
آب و گل میں تھے کہ مین نبی تھا اور میرا یہ سوال زبان مقال ہی نہ تھا
اور نہ دل کے خطرات سے بلکہ اس سر کے شوق و آرزو سے میری
روح بھری ہوئی تھی پھر مین چمٹ گیا اوس جناب سے بہت اپنی
طاقت کے موافق پھر مین بھر گیا اوس جناب سے ساتھہ صورت
مثالی کے پس آپنے دکھائی صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم
اجسام کے پائی جاتی ہے پھر دکھائی مجھکو کیفیت اس عالم مین آنیکے
عالم مثال سے اور دکھائین مجھکو صورتین انبیاء مبعوثین کی
کہ کسطرح اون پر افاضہ ہوئی نبوۃ حضرت تدلیہ سے مقابل اوسکے
جو ملے آپکو عالم مثال مین اوس حضرت سے اور دکھائین مجھکو صورتین
اولیاء کی اور جسطرح اونکو ملے علم اور معرفت بعد اوسکے تو مجھکو حال معلوم
ہوگیا اور ظاہر ہوگیا اور مین طرف بنگیا اوس چیز کا جو مجھکو ملا
صور مثالیہ سے اور مینے جان لیا جو آپنے اس افاضہ مین چاہا مین
اب بیان کرتا ہوں تجسے جو مین سمجھا جاننا چاہیے کہ اللہ تبارک تعالی
کی تدلی عظیم خلق کیطرف متوجہ ہے اوسی سے سب ہدایت پاتے ہین اور
اسی کی التجا کرتے ہین اور اس تدلی کی ہر ایک زمانہ مین شان ہے کہ
خلقت کی طرف ظہور کرتی ہے ایک بعد ایک کے اور جب ظاہر ہوتا ہے کوئی
ظہور تو عالم مین اوس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے وہی رسول بھیجا گیا
ہوتا ہے خلقت کی طرف اللہ کے امر و نہی شریعت کے ساتھ تو وہ
رسول اور وہ احکام عنوان ہین اور وہ ظہور حقیقت جب کوئی ظہور
ہوتا ہے تو لوگون مین علم اور معرفتین مناسب اوس
ظہور کے ہوتے ہین اگرچہ لوگ نجانین

انها فائضة منها وانها تناسبها والذين ظهر
عليهم هذه العلوم والمعارف ان كانوا ممن
اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الا
حبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنون بذلك
وانما همتهم اخذ العلم من الله تبارك وتعالى
فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة الربانية
فالفريقان جميعا آخذان من ذلك التدلي علموا
او لم يعلموا وهذه هي المنة العظمى لاخبار الرسول
فانه لا يسمعه الا قوم دون قوم فلما اراد الله تعالى
ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا النوع البشر
فارادة خلقه انما هي ارادة خلق البشر جميعا
تحركت الارواح البشرية الى المثال المناسب
بالاجسام فهيكل نبينا صلى الله عليه وسلم
اي هيكله المثالي امكن من نفسه لانطباق
هذا التدلي بحسب ما ذاق من الذات فانطبق
عليه شبيها من انطباق الكلي على الجزئي وذلك
لسابق عناية الله بالناس ليوجد لهم غياثا
يعد لفيضان رحمة الله يوم الحشر ويعقد الشرائع
عليهم ويذب دواعي الفساد عنهم اذا احتاجوا
الى ذلك اشد حاجة فهذا معنى كونه صلى الله
عليه وسلم نبيا قبل نشوء آدم عليه السلام
ثم لما وجدت اشخاص البشر واختلف طرقهم
فمن مفرط ومن مفرط فاقتضى التدبير الالهي
ان يسوي امرهم وانطبق التدلي على رجل من
هؤلاء الاشخاص فاوحى اليه ما فيه صلاح قومه

کہ وہ فائض ہیں اوس ظہور سے اور اوسکے مناسب ہیں اور
جن پر یہ علم ظاہر ہوتے ہیں اور معرفتیں اگر وہ ایسے لوگ ہیں کہ کلام
رسول سے استنباط کر سکتے ہیں تو اونکو احبار کہتے ہیں اور رہبان
کہتے ہیں اور اگر وہ لوگ ایسے نہیں ہیں اور اون کی ہمت ہی علم
حاصل کرنا اللہ تبارک تعالی سے تو وہ لوگ حکما محدث اہل حکمت
ربانی ہیں تو دونو فرقے اوس ظہور سے علم حاصل کرتے ہیں
اس بات کو جانیں یا نجانیں اور یہی بڑا احسان ہے نہ اخبار
رسول کہ اوسکو کوئی قوم سنتی ہے کوئی نہیں سنتی تو جب اللہ نے
چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرے کہ وہ نوع بشر کے باپ
ہوں تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ بیشک سب
نوع بشر کے پیدا کرنے کا ارادہ ہے ارواح بشریہ نے حرکت
کی مثال مناسب کی طرف ساتھ اجسام کے تو ہیکل ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت ممکن ہوئے اپنی ذات کی رو سے
منطبق ہونیکو اس تدلی کے موافق ظہور کے ظہورات میں سے
پس منطبق ہو گئی اس پر از روے تشبیہ کے جیسے کلی منطبق
ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سبب اللہ تعالی کی سابق عنایت
کے ہے ان پر اور لوگوں پر تاکہ پایا جاوے ایسا مددگار
کہ معد ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور ان کی
شریعت کے منعقد کرنیوالا اور واسطے ہٹا دینے کے انسے
امراض فاسدہ جب انکو اسکی حاجت ہو بہت سخت سو یہ
پس یہ معنے ہیں آدم سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
نبی ہونیکی پھر جب موجود ہوئے اشخاص بشری اور ان کے
طریقے مختلف ہوئے کوئی افراط کرنیوالا کوئی تفریط کرنے والا
تو تدبیر الہی نے چاہا تو منطبق ہوئی تدلی ان شخصوں میں سے ایک شخص پر
اور وحی ہوئی اوسپر جس میں اوسکی قوم کی صلاح ہوئی انکی درستی کرے

وكذا بعثه برزة ما من البرزات فانما المنطبق
عليه من هذا النبي هو وجوده البشري وانما كان
في المثال حكاية انه يستعد لان يفيض باستعد
لقا اما نبينا صلى الله عليه وسلم فكان الانطباق فيه
بالفعل لا على الحكاية ثم لما وجد صلى الله عليه وسلم
في الخارج من زمان وزه برزة من برزات التدلي
وتلك البرزة كانت مشتملة على قوة مثالية فتلبست البرزة
لباس المثال وسد الافاق وما كان التدلي قبل بارزا
بلباس المثال وان كان نفس المثال لابد منه في
الموجود وانما عنى ان المثال لم يكن بين الله وبين
خلقه بحسب بروز هذا التدلي قبله عليه الصلوة
والسلام واما بعده فامتلا الجو وامتلات السموات
والارضون بالهيكل المثالي للتدلي فما من احد علم
او معرفة او حالا الهيا او كمالا الا ومأخذه القريب
هذا الهيكل المثالي علم او جهل فكان عليه الصلوة
والسلام خاتم النبيين وانقطعت النبوة بعده
لان حقيقته عليه السلام التي بعثته كالعنوان لها
هي هذه البرزة المثالية المستطيرة اذا فهمت ذلك
تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبيين
وان الانبيا عليهم السلام انما اخذوا الفيض
عن حضرة التدلي وان كانوا في عالم الاجسام واما الاولياء
فانما ياخذون عن برزة مثالية هي حقيقة بعثته
عليه السلام وما بينت تخصصات اولئك
الاشخاص عن هذا السر الا ابراهيم عليه السلام
فانه انعقدت نبوته في الروح انعقادا اضعف

اور ظہور کیا اس کے بعثت سے ایک برزہ نے پس جو چیز بہت
کہ منطبق اس شخص پر اس نبی سے وہی وجود بشری ہے اور
بیشک وہ مثال میں حکایتاً تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے
اسکے پس افاضہ کیا جاتا ہے وہ جسکی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسی وقت منطبق تھا کا ینہ تھا
پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج میں تو ظاہر ہوا برزات
تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر
اور اس برزہ نے لباس مثال کو پہنا اور درست اور سد بند
کردیا آفاق کو اور پہلے تدلی کا بروز نہ تھا مثال کے لباس
میں اگرچہ نفس مثال موجود تھا اور تحقیق میری مراد یہ ہے کہ
مثال نہ تھی بحسب بروز اس تدلی کے پہلے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن بعد میں پُر
ہوگیا جو اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی تدلی سے
پھر جسکو حاصل ہوا علم یا معرفت یا حال الٰہی یا کمال اوسکا
ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانے یا نجانے پس ہوئے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور منقطع ہوگئی آپکے بعد
نبوت اسلئے کہ حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسکی بعثت
مانند عنوان کے تھی نبوت کی وہ یہی برزہ مثالیہ مستطیرہ تھا
جب تمنے یہ بات سمجھ لی تو تمکو معلوم ہوگیا کہ آپ رحمۃ للعالمین
ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور سب انبیا کو فیض اس
تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام میں تھے اور تحقیق
اولیا نے حاصل کیا فیض برزہ مثالیہ سے کہ وہ حقیقت
بعثت ہے آنحضرت کی اور مجھکو تمیز نہیں ہوا کوئی
ان اشخاص میں سے اس راز کے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام
کہ ان کی نبوت عالم روح میں منعقد ہوئی ساتھ انعقاد ضعیف کے

من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر
التدلي ببعثته بارزة روحية ظهورا اضعف
من ظهور البارزة المثالية عند بعثة نبينا صلى
الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبي ولا محدث
الا في ملته ولما انقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت
البارزة المثالية ظهورا بينا فانقطعت رأسا وافيضت
العلوم والمعارف فيضانا تاما لانها في الاكثر
منعقدة في المثال **تحقيق شريف** **قلت** ما الحكمة في كون الناس في الزمن
الاول بعد آدم عليه السلام مايلين الى جمود الفكر
وخمود الطبيعة مخلدين الى الاحكام البهيمية لم
يستنبط احد منهم من الارتفاقات الا القليل ولا
من العلوم الحاضرة الطبيعية والالهية الا القليل
النادر مع طول اعمارهم وكثرة امعانهم وخوضهم
ثم لم يزل من بعد ابراهيم عليه السلام يزيد قليلا
قليلا في اليونان والروم والفارس وبني اسرائيل
والمغرب والعراق والعرب حتى وجد سيدنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم فتفجرت بعده العلوم
تجاوزت منهم العلوم الحكمية والفنون الادبية
والحاضرية والعلوم الشرعية بحيث لا انتهاء
لها ولا ارجاء **قلت** ان الله تبارك وتعالى تدليا
عظيما امتلاء منه السموات والارضون.
وحقيقته معرفة الشخص الاكبر ربه فانه لما
عرف ربه حق معرفته وتصوره كما ينبغي
من تصوره ارتسمت في مداركه صورة شتا

انعقاد نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوا
تدلی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام سے ضعیف
ظہور برزہ مثالیہ بعثت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور
اسیواسطے نہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر آن کی ملت میں اور
نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو ظاہر ہوا برزہ
مثالیہ بہت روشنی اور منقطع ہوگئی نبوت اور افاضہ ہوئے علوم
اور معرفتیں اچھی طرح اسواسطے کہ وہ اکثر میں منعقد تھے مثال میں
تحقیق شریف اگر تم پوچھو کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق میں
حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ کند ذہن و سرد طبع
و بہایم سیرت ہوئے کسی نے ارتفاقات کا استنبات نکیا
مگر قلیل آدمیون نے اور نہ علوم محاضرت اون کو
حاصل ہوا طبیعی اور آلہی مگر شاذ نادر کو باوجودیکہ عمرین
بڑی پائیں اور فکر و خوض بہت کے پھر بعد حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی تھوڑی تھوڑی بڑھتی گئی یونان
و روم و فارس و بنی اسرائیل اور مغرب
اور عراق اور عرب میں یہان تک کہ پیدا ہوئے ہمارے
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا روان
ہوگئے اور اُن سے علوم حکمیہ کے چشمے جاری ہوگئے اور فنون ادبیہ
اور محاضریہ اور علوم شرعیہ ایسے کہ جنکی انتہا ہے
نہ حد تو اوس کا یہ سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک
تدلی عظیم ہے جس سے سب آسمان اور سب زمینین پُر
ہیں اور اُس کی حقیقت یہ ہے کہ شخص اکبر نے جب اپنے
رب کو پہچانا جیسا اوس کی معرفت کا حق تھا
اور اوس کا تصور جیسا چاہیئے ویسا کیا اوس
شخص اکبر کے تصور سے اوسکے مدرکہ میں منتقش ہوگئی

تجلّی جلال الله وعزه علی وجهه وهذه الصورة
دائمة ما دام الشخص الأكبر وهي منطبقة على
الله وحاكية له أتم حكاية وأوفقها بما في نفس
الأمر ثم لما وجدت العناصر والأفلاك في الطبيعة
الكلية كانت هذه الطبيعة محفوظة فيها كما
انحفاظ الطبيعة الأرضية في المعدن والنبات
والحيوان والإنسان وكانت خواصها ومقتضيا
تها وقواها أيضا محفوظة بانحفاظ نفسها ثم
لما وجدت المعادن والنباتات والحيوانات
والإنسان كانت طبائع العناصر والأفلاك
محفوظة فيها وليست هذه إلا كالمرايا لظهور
خواص الأفلاك وحركاتها والعناصر وطبائعها
وكانت الطبيعة الكلية بما معها من القوى محفوظة
في الأفلاك والعناصر فكل فرد من الإنسان في جبلّة
وجوده وجوهر نفسه وأصل تحقق معرفة ربه
إلا أنها في حجب كثيفة إذ لوح نفس الإنسان عرضة
لظهور حكم كل طبيعة من طبائع الأمهات المولدات
وبقدر انطباع تلك الصور ينتقص صفاؤها و
يختفي حكم نقطة التدلي التي هو الحبل الذي تمسك
به عرف ربه فتلك الحجب المتراكمة بعضها فوق
بعض فمن رزق التنبه بحقيقة الحقائق وعرف
انفسارها إلى الطبيعة الكلية وأجزائها فمثل
نور الله عنده كمشكاة فيها مصباح المصباح
في زجاجة الآية استنارت الحجب كلها بنور الأصل و
استضاءت بضوءه وكانت له في معرفته عليه

ایک صورت عمدہ کہ یاد دلائی اللہ تبارک تعالیٰ کی عزت
اور جلال اور جب تک شخص اکبر ہے جب تک یہ صورت
دائم ہے اور اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتی ہے بہت اچھی طرح
اور بہت موافق ہے نفس الامر کے پھر جب پیدا ہوئے
عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ میں تو یہ طبیعت کلیہ
محفوظ تھے اوس صورت میں اس طرح جیسی طبیعت
ارضیہ محفوظ ہے معدن اور نبات اور حیوان اور انسان
میں اور ان کے خواص اور مقتضیات اور قوا بھی محفوظ
ہیں ساتھ انحفاظ اپنے نفس کے پھر جب پائے گئے
معادن اور نباتات اور حیوانات اور انسان تو تھیں طبائع
عناصر و افلاک محفوظ ان میں اور نہیں یہ مگر مانند
مرایا کے واسطے ظہور خواص اور حرکات افلاک اور
عناصر اور اسکے طبائع کے اور تھی طبیعت کلیہ معہ اپنی قوا
کے افلاک و عناصر میں محفوظ تو ہر فرد انسان کے اصل و ال امر جوہر نفس اور
بنیاد تحقق میں اپنی رب کے معرفت تھی مگر بہت پردوں حجابوں
میں اسواسطے کہ لوح نفس انسان نشانہ ہے واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع
امہات مولدات سے اور بقدر منقش ہونی ان صورتوں کی ناقص ہوجاتی ہے
صفائی اس لوح نفس انسان کی اور پوشیدہ ہوجاتا ہے حکم نقطہ تدلی کا وہ تدلی
جو ایک ایسی رسی ہے کہ جو اسکو پکڑے اپنے رب کو پہچانے بس وہی حجاب
متراکم ہیں کہ ایک دوسرے پر پڑے ہوئے ہیں تو جس شخص کو نصیب ہوگیا
تنبہ حقیقت الحقائق پر اور جان لیا اسنے انفسار تدلی کا طبیعت
کلیہ کیطرف اور اسکے اجزا کے تو اسکے نزدیک اللہ کی نور کی مثال
ایسی ہے کہ جیسے کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الایۃ اوس
شخص کے حجاب سب اٹھ گئے اور اوس کی روشنی سے
روشن ہوگئے اور وہ حجاب اوسکو مفید ہوگئے

ومن لم يرزق التنبه لها لم يعرف استتارها فمثل
ظلماته المتراكمة كظلمات في بحر لجي يغشاه موج
من فوقه موج من فوقه سحاب الآية وإذا
تمهد هذا فاعلم أنه بقدر أعداد المعدات تظهر
هذه النقطة وآثارها وكلما كان الأعداد أتم وأوفر
كان ظهورها أصرح وأبين ومن المعدات
الملأ الأعلى ولست أعني بهم الملائكة فقط بل
أعظمهم وأشبههم نفوس الكمل حين طرحت
عنها جلابيب أبدانها الكثيفة فكل من مات
من الكمل يُخَيَّلُ إلى العامة أنه فقد من العالم
ولا والله ما فقد بل تجيء حرثه قوي فكل سيد من
سادات الملأ الأعلى يوفق لقدح الحجب المتراكمة
والوصول إلى هذا التدلي فيدخل موج من هذا
التدلي في تمرحه هذه النفس فيمتلئ النفس بمعرفة
الله ثم يعرج الموج إلى هذا التدلي فيتحقق لهذا
التدلي تدلٍّ آخر إلى قابلي النفوس البشرية
المحبوسة في أجسادها ويعد العالم لتقريب إفاضة
المعرفة على تلك النفوس وهكذا تتراكم أنوار
الملأ الأعلى وتتزايد أعدادها بعضها إلى الأعلى
وبعضها إلى الأسفل وبعضها بين هذا وذاك
حتى تملأ الجو الذي بين أرض هذه النفوس
وبين سماء تلك المعرفة فلذلك يكون معرفتهم
في آخر الزمان أسرع ما يكون وأصح ما يكون
وإلى هذه الدقيقة أشار النبي صلى الله عليه وسلم
حيث قال إذا اقترب الزمان لم يكد رؤيا المؤمن

سفر ہوئی اور جس شخص کو نصیب نہوا تنبہ حقیقت الحقایق پر
اور اسنے نجانا اسکے انفسار کو تو اوسکے ظلمات کی مثال ایسی ہے
جیسے کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ
سحاب الآیۃ جب یہ تمہید ہولی تو جان لینا چاہیے کہ معدات کے
اعداد کی قدر وہ نقطہ تدلی کا ظاہر ہوتا ہے اور اوسکے آثار ظاہر ہوتے
ہیں تو جسقدر کہ اعداد اتم وا وفر ہوگا اتنا ہی ظہور بھی صریح اور
ظاہر ہوگا اور معدات ملا اعلی سے اور میری مراد اس سے فقط
فرشتے نہیں بلکہ جو نفوس کاملہ کہ اعظم اور اشبہ ہیں ان سے جسوقت
انکے بدن کی کثیف چادریں اتار ڈالتے ہیں اور جب کوئی کاملون
میں سے مرجاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہیں کہ وہ عالم سے گم
ہوگیا خدا کی قسم یون نہیں ہے کہ وہ گم ہوگیا وہ گم نہیں ہوا
پس ہر سردار بزرگان ملا اعلی میں سے توفیق دیا جاتا ہے
واسطے قطع کرنے حجاب متراکمہ کے اور داخل ہونے اس
تدلی سے پھر داخل ہوتی ہے ایک موج اس تدلی کی اس نفس کے
اندر جسکے کہ تو نفس بھر جاتا ہے اللہ کی معرفت سے پھر عود
کرتی ہے وہ موج اس تدلی کی طرف پھر متحقق ہوتی ہے
اور تدلی واسطے اس تدلی کے طرف اوس چیز کے کہ
قریب ہے نفوس بشریہ محبوسہ فی الاجساد سے واسطے تقریب افاضہ
معرفت کے اوپر ان نفوس کے اسیطرح متراکم ہوتی ہیں انوار ملا اعلی کے اور
بڑھتا جاتا ہے اعداد ان کا بعضے قریب اعلی کی اور بعضے اسفل کے اور بعضے
ان دونوں کے درمیان یہانتک کہ پر ہوجاتا ہے جو درمیان ان نفوس کے
ارض کے اور معرفت سما کے تو اسیواسطے معرفت نفوس کے آخر زمان میں بہت جلد
ہوتی ہے اس سے جو پہلے تھی اور بہت صحیح ہوتی ہے اوس سے جو پہلے تھا اور
اس دقیقہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیث شریف
میں آیا ہے اذا اقترب الزمان لم یکد رؤیا المومن

يتخطى اى اذا اقترب من القيامة وكذلك فى الطبيعة العرشية علوم الارتفاقات الانسانية موضوعة بل ارتفاقات كل نوع بل احكام جميع النفوس و الانواع فكل من برع فى استخراج الارتفاقات انما استمطر الجود مما هنالك واذا ارتسخ هذا الفيض فى قلبه ثم عاد الى منبعه ظهر لتلك الطبيعة بحسب هذا الكمال تدلى الى سائر النفوس البشرية وسهل انطباع تلك العلوم واذا مات هذا البارع لا يفقد هو ولا ابداعه ولا هذه الشرح بل كل ذلك بحاله وافراد هذه النفوس يعد بعضها لبعض ونسبتها فى الطبيعة الانسانية المتجسدة فى المثال بشخص واحد كنسبة القوى والصور الخيالية وكان المقدمات الفكرية تعد لفيضان النتيجة فكذلك النفوس الزكية تعد لان كان تشابها الناس وهذه المعرفة احد معانى قولنا فى القصيدة اللامية

شهدت تداوير الوجود جميعها ۔ تدور كما دار الرحى المتمايل

مشاهد اخرى على الاجمال ما توجهت

تلقاء قبره عليه الصلوة والسلام الا ورايته حاضرا ظاهرا اما بان انفتح بصر روحى فرايته على ما هو واما ان تاثرت نفسى منه تاثرا فكان ذلك الاثر حاكيا عنه فلولا انى توجهت اليه ونفسى ملاى من الشوق الى ظهور حقيقة ما خصصت به من معارف مراتب الجود واستنباط معارف الشرائع من قبل تفتيش حال النفوس فلم وقفت نفسى

المشاهدة الثالثة عشر

يتخطى اى اذا اقترب من القيامة اور اسی طرح طبیعت عرشیہ میں علوم ارتفاقات انسانیہ کے موضوع ہیں بلکہ ارتفاقات ہر نوع کے بلکہ احکام جمیع نفوس اور انواع کے ہیں جو کوئی کامل و فایق ہوا استخراج ارتفاقات میں اوس نے یہیں سے فیض پایا اور جب راسخ ہوگیا یہ فیض اوس کے قلب میں پھر عود کیا اپنے منبع کی طرف تو ظاہر ہوا واسطے اسی طبیعت کے بموجب اس کمال کے تدلی طرف تمام نفوس بشریہ کے طرف اور آسان ہوگیا منتقش ہونا اون علوم کا پھر جب مرتا ہے وہ کامل و فایق تو گم نہیں ہوتا وہ اور نہ اسکا کمال و فضل اور نہ وہ شرح بلکہ سب بحال خود رہتے ہیں اور ان نفوس کے افراد مُعِد ہوتے ہیں بعضے واسطے بعضوں کے اور نسبت اُن کی بیچ طبیعت انسانیہ متجسدہ فی المثال کے شخص واحد سے ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کے تو جیسے مقدمات فکریہ مُعِد ہوتی ہیں فیضان نتیجہ کی اسی طرح نفوس زکیہ مُعِد ہوتی ہیں واسطے از کا تمام آدمیونکی اور یہ معرفت ہمارے قول کے معانی میں سے ایک معنی ہے جو ہمارا قول قصیدہ لامیہ میں ہے اور وہ یہ ہے

شہدت تداویر الوجود جمیعہا ۔ تدور کما دار الرحی المتمایل

مشاہدہ اخری علی الاجمال ہیں جب متوجہ ہوا ہون روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف جب ہی آپکو دیکھا حاضر ظاہر یا یہ میری روح کی آنکھ کھلگئی ہے تو آپکو دیکھا ہے جیسے آپ ہیں اور یا میرا نفس متاثر ہوا ہے اور یہ اثر حاکی ہے آپکا سو ایک وقت میں متوجہ ہوا آپکی طرف درحالیکہ میرا نفس شوق ہی سے بھرا ہوا تھا ظہور حقیقت اس شے سے جس سے میں خاص ہوا یعنی معارف مراتب جود اور استنباط معارف شرائع قبل تفتیش حال نفوس سے تو ٹھیرا نفس

بنفسه عليه الصلوة والسلام وامتلأت ابتهاجا
بتلك العلوم وثلجا بها وبينما افيض على نظر
الحق فانه شئ خصص به النبي صلى الله عليه
وسلم من بين الانبياء لما بيّنا من هيكل التدلى
واقتصاصه وانتقاله بانتقاله الى الناسوت
فتوجهت اليه اشد التوجه فانطبع لون هذا
النظر في نفسي فعرفت حينئذ نفسي كانما ينظر
اليها الله تبارك وتعالى وتيقنت ان من خواص
هذا النظر ان هذا الرجل لا يجلس في مكان
يذكر فيه ربه الا وتبعته السموات والارضون
لاسيما اجزاء الارض الى السفلى واجزاء الجو
الى السماء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن
من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة
انه ليس انطباعا كهيئة الانطباعات بل دخل
في جوهر الروح وبدن النفس ويوما بدا الى النور
كهيئة اهل الملأ السافل ورأيت ينبوعا من قبره
صلى الله عليه وسلم ينبوعا ثجاجا مشتهرا
آخر بينما انا اصلي سبحة الضحى في مصلى النبي صلى
الله عليه وسلم بين المنبر والقبلة اذ تجلى السر الذي
استفدت اصله من حقيقة الكعبة وهو قرب
الملأ الاعلى ومخ العبادة ففطنت حينئذ مراد
النبي صلى الله عليه وسلم من قوله اما السجود
فاجتهدوا في الدعاء وقوله لبعضهم اعنّي
على نفسك بكثرة السجود فهذا القرب لا يحصل
الا بالدعاء تضرعا والحاحا واطراحا بين يدي

آپ کے نفس سے ملحق ہوگیا اور پُر ہوگیا اُن علموں کی خوشی
سے اور ٹھنڈک سے اور ایک روز مجھ پر افاضہ ہوئی
نظر حق کی وہ ایک ایسی شے ہے جس سے خصوصیت ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کل نبیوں سے بسبب
اُس شئے کے جو ہم بیان کر چکے ہیں ہیکل تدلی اور
اُس کا خاص ہونا اور منتقل ہونا ساتھ منتقل ہونے
آپ کی طرف ناسوت کی تو میں بہت شدت سے متوجہ ہوا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو میرے نفس میں
منطبع ہوا گون اس نظر کا تب پہچانا میں نے کہ گویا میرے
نفس پر اللہ تبارک تعالی نظر کر رہا ہے اور یقین کیا
میں نے کہ اس نظر کے خواص سے ہے کہ ایسا شخص جس مکان
میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو اُس کی پیروی کرتے ہیں
سب آسمان اور سب زمینیں خصوصاً اجزا زمین کے
نیچے تک اور اجزا جو کے ساتوین آسمان تک بلکہ
عرش تک اور وہ جب قرار پکڑتی ہے تو قطب ہوجاتا ہے اور میں نے دریافت کیا
کہ یہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہیں ہے بلکہ داخل ہے جوہر روح و بدن نفس میں
اور ایک روز میری طرف ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت اہل ملا سافل کے
اور میں نے دیکھا کہ وہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چشمہ جوش کر رہا ہے
خبر ہے مشہور آخر ایک روز میں نماز چاشت پڑھ رہا تھا نمازگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں درمیان منبر شریف اور قبلہ مقدس کے کہ اُس وقت ایک سر اُس تجلی کی جس کو میں نے اُس کی
اصل مستفاد ہوئی کعبہ شریف کی حقیقت سے اور وہ قرب ہے ملا اعلی کا اور مغز عبادت کی
اُس وقت مجھے دریافت ہوئی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس حدیث شریف سے
جو آپ نے فرمایا ہے اما السجود فاجتهدوا في الدعاء اور جو آپ نے فرمایا ہے
بعض صحابہ سے اعنّي على نفسك بكثرة السجود پس یہ قرب حاصل نہیں ہوتا
مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور اطراح کے آگے اپنے

المولى وتذللا على بابه واعتصاما باعتابه فلا
يحصل حتى يجتهد في الدعاء في السجدة لان السجود
شبح لهذا القرب ولكل شبح الى حقيقته متنا
من جوهرها والرحمة العامة اذا توجهت الى البشر
وارادت الافاضة عليهم كان التعرض لنفحاتها
والتمهيد لحلولها والتهيئ لتحققها اعانة لها تتميما
لمرادها ولما كان السجود اقرب حال الى التعرض
لنفحات الرحمة امر النبي صلى الله عليه وسلم بالاكثار
خاصة وتظهر حقيقة قوله هل تضارون
في القمر ليلة البدر قالوا لا قال فكذلك ترون ربكم
فلا تغلبن على صلوة قبل طلوع الشمس وصلوة
قبل غروبها وهي ان التدلي المتجلي يوم القيمة
هو الذي يكون قبل وجه المصلي اذا صلى وهو الذي
يقاسم العبد في الصلوة ويجاوبه ولكن جلباب
البدن يمنع الناس ان يبصروه ببصر الروح و
ان يغلب هذا البصر بصر الجسد فاذا كان يوم
القيمة وكشف الجلباب استقل بصر الروح و
استتبع بصر الجسد وليست النشاة الاخرى
الا من بقايا النشاة الدنيا ولا فرق بين الرؤية ببصر
الروح الذي يتفق للافراد في هذه الدار وبين
الاخرة الا ان التي تعم المسلمين الا بطرح الجلباب
ثم رايت كل اية وكل حديث بحرا متموجا فيه من
الاسرار ما لو كتبت شرح سر واحد منها في مجلدات
لما احاطته ورايت الاسرار الخفية مبتذلة في
اشارات القران والسنة فقضيت العجب كل

مولا کی اور اس کی دروازہ پر تذلل کرنی اور اوسکے آستانہ کے
پکڑنیکے اور نہیں حاصل ہوتا جبتک کہ کوشش کرے سجدہ میں دعا
کرنیکی اسواسطے کہ سجدہ اس قرب کا کالبد ہے اور ہر کالبد کے واسطے
اوسکی حقیقت کی طرف ایک شاہراہ ہے اسکے جوہر سے اور رحمت
عام جب متوجہ ہوئے انسان کی طرف اور اُن پر افاضہ کا ارادہ کیا
تو اوسکی خوشبو انکا پیش آنا اور اوسکی حلول کا متمکن ہونا اور
اوسکی تحقق کا آمادہ ہونا مدد ہوا اوس رحمت کا اور اوسکی مراد کے
پورا ہونیکا اور چونکہ سجدہ بہت قریب تھا نفحات رحمت کے
پیش آنیکا اسواسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے کثرت سجود کے خصوصًا اور مجھپر ظاہر ہوئی حقیقت اس
حدیث شریف کی جو آپنے فرمایا ہے ہل تضارون فی القمر لیلۃ
البدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوۃ
قبل طلوع الشمس وصلوۃ قبل غروبہا اور وہ حقیقت یہ ہے کہ
قیامت کے دن جو تدلی جلوہ کریگی وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے
نماز پڑھنے کے وقت ہوتی ہے اور وہ وہی ہے جو نماز میں مقاسم اور
مجاوب ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردہ بدن انسان کو روح کی آنکھ
سے دیکھنے نہیں دیتا اور روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہیں آتی
تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اٹھ جائیگا تو روح کی
آنکھ مستقل ہو جائیگی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہجائیگی اور عالم
آخرت بقایا ہے نشا دنیا کا اور کچھ فرق نہیں روح کی آنکھ سے دیکھنے
میں جو دنیا میں افراد کو ملجاتی ہے اور عاقبت میں تمام مسلمان
دیکھینگے مگر پردہ کے اٹھ جانیکا پھر میںنے دیکھا ہر آیت اور ہر حدیث
شریف کو ایک دریائے مواج اسرار کا کہ اگر انمیں سے ایک سر بھی لکھا جائے
تو بہت جلدوں میں نہ آسکے اور میںنے دیکھے اسرار خفیہ اشارات
قرآن شریف اور حدیث شریف میں بہت اور کمال تعجب کیا پھر

العجب فتجلی عقیب ذلک التدلی الاعظم
فرایتہ غیر متناهی الارجاء ورایت نفسی غیر متناهیة ورأیتنی قابلت غیر المتناهی بغیر المتناهی فابتلعتہ
کلہ لم اغادر منہ مقدار ذرة فرجعت الی نفسی
وتحیرت من عظمها وکبرها وسعة ثم ستر عنی
علی فاذا انا ملان من النور رکن ثم علی من فوقی
ومن تحتی وعن یمینی وعن شمالی بل رایتہ ینبع
من قلبی وعینی ویدی وسائر جوارحی وجوانحی
فکان هذا آخر هذا المشهد مشهد آخر
غاب عنی الهیکل المثالی وتجلی حقیقة روحہ
صلی اللہ علیہ وسلم متجردة عن الالبسة التی کانت
تلبسها حتی بعض اجزاء النسمة ووجدتها
حینئذ کما کنت وجدت بعض ارواح الاولیاء
المتقدمین حاکیة من روحی صورة متجردة
علی شاکلتها وشاهدت من الانجذاب والشمول
ما لا یقدر اللسان علی وصفہ مشهد
آخر استفدت منہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اتسعت نفسی حتی لحقت بوراثتہ بالبرزة
المثالیة للتدلی الاعظم التی انتقلت الی الناسوت
مع انتقالہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہ واتصلت
بها وافضیت الیها وخالطتها فرایتنی شبیها
من الشبحین احدهما الاتم الاعم الاقرب الی
حضرت الوجود الخارجی والثانی نسبتہ الی الا
ول کنسبة مخرج المذهب الی صاحب المذهب
وهو قریب الی حضرت الوجود العلمی و

اسکے بعد جلوہ گر ہوئے مجھپر تدلی اعظم اوسکو مینے دیکھا کہ اوسکی حد ہی
نہین ہے اور مینے اپنی نفس کو دیکھا غیر متناہی اور معلوم ہوا
کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی کے ہین وہ سب نگل گیا
ایک ذرہ بھر بھی نچھوڑا پھر مین رجوع ہوا اپنے نفس کی طرف اور
متحیر ہوا اوسکی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ تدلی اعظم
مجھسے پوشیدہ ہوگئے تو اوسوقت مین نور سے بھرا ہوا نفسا
جو میری فوق اور میری تحت اور میرے داہین اور بائین سے
بہہ رہا تھا بلکہ مینے اوسے دیکھا کہ میرے قلب اور میرے
آنکھون اور میرے ہاتھون سے بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا تھا
اور یہ اس مشہد کے آخر مین تھا مشہد آخر غائب
ہوگئی مجھسے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھپر حقیقت روح مبارک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مجرد اون لباسون سے
جو پہنے تھے یہانتک کہ بعضے اجزائے نسمہ سے بھی اور مینے اوسوقت پایا
اسکو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیا متقدمین کو پھر
میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اوسکی شکل کی
اور مینے مشاہدہ کیا انجذاب بلند کو اسقدر کہ زبان اوسکی
وصف پر قادر نہین مشہد آخر استفادہ کیا مینے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ وسیع ہوگیا میرا نفس یہانتک کہ لاحق
ہوا مین آن کی وراثت کو واسطے اوس برزہ مثالیہ تدلی اعظم کی
جو منتقل ہوا ساتھ آپکے منتقل ہونیکے طرف ناسوت کے اور مین
متصل ہوگیا اور پہنچا اور مخلوط ہوگیا اوس برزہ سے ایسا
کہ تو دیکھے مین ایک کالبد ہون دو کالبدون مین سے کہ ایک
آن دونون کا اتم اور اعم قریب ہی حضرت وجود خارجی سے اور
دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنے والے
مذہب کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب ہے حضرت وجود علمی کے

سمیت حینئذ بالزکی وباخر نقاط العلم وعرفت حینئذ ان من خالطها او فضے الیها کما خالطت افضت ای دخلت فی جوهر روحه کمثل دخول الیاداشت فی جوهر النفس بان تنتشر الیقظة التی جبل علیها الانسان بهمن شعب مقامه المجددیة والوصایة والقطبیة وامامة الطریق وان یکون کلمة باقیة فی عقبه والسر عمیق فتدبر بها

(المشاهدة السابعة عشر) ۱۷

مشهد آخر قمت بین یدیه صلی الله علیه وسلم وسلمت علیه وتکففت متضرعا لدیه فالصقت روحی الیه فبرق منه بارق وتلقته روحی اتم تلقی فی لمحة واحدة او اقرب من ذلك فتعجبت من سرعة تلقیها والاحاطة باصلها وفرعها وجمیع ارجاءها فی آن واحد بل اقل من آن وذلك البارق تجلی الحبل الممدود الذی شد به العالم باسره فرایت هذا التجلی دخل فی جوهر روحه واصل هذا الحبل الممدود القائم بین الواحد الفایض من المبدأ الذی تفصیله العالم باسره وفروعه التدبیرات التفصیلیة التی بها یقوم العالم وفطنت ان هذا الحبل هو حقیقة الحقیقة المحمدیة وما من قطب محدث ونبی مکلم الاوله نصیب منه والله اعلم

(المشاهدة الثامنة عشر) ۱۸

مشاهد اخری سلکنی رسول الله صلی الله علیه وسلم بنفسه وربانی بیده فانا اویسیه وتلمیذه بلا واسطة بینی وبینه وذلك انه ارانی صلی الله علیه وسلم روحه المکرم فعرفنیها فی معرفة المفیض قبل الافاضة فعند ذلك روحه

اور اسوقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط العلم اور اسوقت پہچانا کہ جو مخلوط ہوا اس برزہ سے اور پہنچے اسے جیسا کہ میں مخلوط ہوا اور فائز ہوا یعنے داخل ہوگیا جوہر روح میں اس کی مانند داخل ہونی یادداشت کے جوہر نفس میں تو اس پر کھل جاتا ہی وہ نقطہ جسپر انسان مجبول ہوا ہے پس اوسکے مقام کے شعبے میں مجددیت اور وصایت اور قطبیت اور طریقت کی امامت اور حاصل ہوتی ہے یہ بات کہ ہو جاوے کلمہ باقیہ اپنے بعد اور اسرار عمیق ہیں غور کر اسکو

مشہد آخر میں استادہ ہوا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سلام عرض کیا اور کمال عاجزی سے ہاتھ پھیلا آپ کی حضور اور اپنی روح کو ملا دیا آپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نور چمکا کہ میری روح نے بہت اچھی طرح اُس سے ملاقات کی ایک لمحہ بھر کے عرصہ میں یا اسکے قریب تو میں نے بہت تعجب کیا کہ کسقدر جلدی ملاقات کی اور اصل و فرع و تمام اطراف کو محیط رہا ایک آن میں بلکہ آن سے بھی کم میں اور وہ نور ایک تجلی ہی اُس حبل ممدود کی جس سے تمام عالم بندہا ہوا ہے پس میں نے دیکھا یہ تجلی آپکے جوہر روح مبارک میں داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر واحد فایض ہے اُس مبدا سے جسکے تفصیل تمام عالم ہے اور فروع اوس حبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ ہیں جنسے عالم کا قوام ہے اور میں نے دریافت کیا کہ یہ حبل ممدود حقیقت محمدیہ کی حقیقت ہی اور اسی سے ہر قطب محدث اور نبی متکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم

مشہد آخر مجھکو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ تربیت فرمائی میری پس میں اویسی ہوں اور شاگرد ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا واسطے کسی کے اور یہ بات یوں ہی کہ آپنے اپنی روح مکرم مجھے دکھائی اور اس سے مجھے شناسا بنایا کیونکہ معرفت مفیض کی افاضہ سے پہلے ہی پس جبکہ آپکی روح

صلی اللہ علیہ وسلم اعرف الاشیاء حتی المحسوسات
ثم کان اول تسلیک انہ افاض علیّ تجلیا من تجلیات
الحق وھو الذی بہ زبرۃ مثالیۃ بوجودہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقبلت ھذا التجلی بجوھر روحی
واستغرقت فیہ وفنیت ثم تحققت بہ وبقیت
ثم افاض ثانیا تجلیا آخر ھو اصل ھذہ البرزۃ
المذکورۃ وھی نقطۃ فردۃ جذر الافعال الحق
فی العالم واصل تدبیراتہ فیہ فقبلت ایضا و
فنیت فیہ وبقیت بہ ثم افاض ثالثا نقطۃ
الذات معلون من الجبروت فقبلتھا وفنیت
وبقیت ثم افاض رابعا نقطۃ منعقدۃ فی
الروحانیات بھا اندماج النھایۃ فی البدایۃ فقبلتھا و
فنیت وبقیت ثم عرفنی خامسا نقطۃ من احوال
النسمۃ وکیفیاتھا محاذیۃ لتلک النقطۃ الروحانیۃ
کانھا ھی ففطنت ان من امکن منھا قوی علی التاثیر
فی التلمیذ وھی شبیھۃ بالعزم والجراۃ لا قول
عزم شیٔ او جراۃ علی شیٔ بل نفس العزم والجراۃ
فتم الصعود والھبوط وھذا ھو السلوک المختصر
الذی یناسب الجذب وھو الاشبہ بحال
الانبیاء صلی اللہ علیھم وسلم **مشھد**
آخر اعطانی اللہ سبحانہ شیئا من طریقۃ
فی السلوک بواسطۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وباشرت اعطاءہ روحہ الکریمۃ واطلعنی
علی حقیقۃ ھذا الشیٔ الذی اعطانی فعرفتھا
حق معرفتھا وعرفت انہ شیٔ منھا لا عینھا

مکرم اعرف الاشیاء ہے یہاں تک کہ محسوسات سے بھی پھر پہلے آپ کا
سلوک بتانا یہ تھا کہ افاضہ کی مجھ پر تجلیات حق سے ایک تجلی اور وہ
ظہور ہے برزہ مثالیہ کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
وہ تجلی میں نے اپنے جوہر روح میں قبول کی اور اسمیں
مستغرق ہو گیا اور فنا ہو گیا پھر میں متحقق ہوا اوس سے
اور باقی ہو گیا پھر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دوبارا ایک اور تجلی کہ وہ اصل اس برزہ مذکور کی ہے
اور وہ ایک نقطہ فرد اصل افعال حق کا ہے عالم میں اور
اصل ہے الٰہ کی تدبیرات کا عالم میں اوس کو بھی میں نے
قبول کیا اور اوس میں فنا ہوا اور اوس سے
باقی ہوا پھر افاضہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تیسری بار میں نقطہ ذات کچھ رنگ جبروت کے ساتھ
اسکو قبول کیا میں نے اور فانی اور باقی ہوا میں پھر چوتھی بار افاضہ فرمایا
نقطہ منعقدہ روحانیات میں اس سے کہ نہایت مندرج ہے بدایت میں اسکو
قبول کیا اور اس سے فنا اور بقا حاصل کی پھر سمجھوایا مجھکو
پانچویں دفعہ نقطہ احوال نسمہ کا اور اوسکی کیفیات مقابل میں اس نقطہ
روحانیہ کی گویا کہ وہ وہی ہے تو میں نے معلوم کیا جو حاصل کرے
اسکو قوی ہوتا تاثیر اوسکی شاگرد پر اور وہ مشابہ ہے عزم اور جرأت کے
میری اس سے یہ مراد نہیں کہ عزم کسی شئے کا یا جرأت کسی شئے پر
بلکہ نفس عزم اور نفس جرأت سے پھر اوس پر تمام ہو گیا صعود اور ہبوط اور یہ ایک
سلوک مختصر ہے کہ مناسب جذب کے ہے اور بہت مشابہ ہے انبیا علیہم السلام کے حال سے
مشہد آخر عنایت کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی سنۃ سلوک کا کا اللہ بواسطہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور باشر عطا کا ہوا آپکی روح مکرم اور مجھکو اطلاع دی
اس شئے کی حقیقت پر جو مجھکو عنایت ہوئی پس میں نے پہچانا جسقدر حق تھا
اوسکے پہچاننے کا اور میں نے جانا کہ یہ کالبد ہے اوسکی طریق فی السلوک کا نہ عین

[illegible] ۱۲

بیان حقیقۃ الطریق

وساحدثك ببعض ما عرفت والحمد لله رب العالمین

بیان حقیقۃ الطریق

اعلم ان الله تعالی یمن علی من یشاء من عبادہ الاولیاء فیهب لهم طریقۃ من السلوك وكم من عارف قد عجز عن هذہ النكتۃ علی وجهها فربما اطلعه الله علی اذكار وافكار یصل بها السالك الی الفناء والبقاء فیقول اعطانی ربی طریقۃ من السلوك وصدق فیما قال حسب ظنه ولكن التحقیق ان الطریقۃ لیست عبارۃ عن تلك الاذكار والافكار بل هی حقیقۃ منعقدۃ فی الملاء الاعلی یقضی الله بها من فوق السموات فینزل المقضی فی الملاء الاعلی فیتقرر هنالك ثم ینزل الامر علی حسب فی الناسوت فلله تعالی داعیۃ فی الملاء الاعلی لانزال فی الناسوت تمثالها وكرها ومظنتها ما دامت موجودۃ فاذا نسخت الطریقۃ واضمحلت الداعیۃ لم ترفی الناس لها تمثالا ولا وكرا ومظنۃ فلو اجتمع اهل الارض جمیعا علی ان یعدموا هذہ الحافظ الذی قلنا انه وكرلها وما زالوا یقتلون اهلها وحفاظها لم یستطیعوا ان یعدموہ ما دامت الداعیۃ موجودۃ ولو اجتمع اهل الارض جمیعا علی ان یقیموا عوجها ویصلحوا ما فسد منها علی حین فترتها واضمحلالها لم یستطیعوا ان یقیموہ حینئذ ومثلها كمثل نجوم السماء لا تزال تنطبع اشكالها فی الحیاض والجواب ایاكان لیس فی قوی البشر ان یصد والمیاہ عن ذلك فتلك الداعیۃ هی الطریقۃ متی اقتضی بها

اور میں تجھسے بیان کرونگا کچھہ کچھہ جو میں نے پہچانا والحمد للہ رب العالمین

بیان حقیقت الطریق

جان لینا چاہیئے کہ ان اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ الاولیاء یعنے اللہ تعالی اپنے بندون میں سے جسپر چاہے احسان کرے اولیا سے تو عنایت کرتا ہے اوسکو طریقہ سلوک کا اور کتنے ہی عارف یہہ نکتہ جیسا چاہیئے ویسا نسمجھے بسا اوقات اللہ تعالے مطلع کرتا ہے ذکر و فکر پر کہ اوس سے سالک فنا اور بقا کو پہنچ جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ اللہ تعالی نے مجھکو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول میں اپنے گمان کے موافق سچا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت ذکر و فکر سے عبارت نہیں ہے بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے کہ ملاء اعلی میں منعقد ہے کہ اللہ تعالی حکم کرتا ہے فوق سماوات سے تو وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلی میں اور وہان ٹھیرتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اوسکے موافق عالم ناسوت میں پس اللہ تعالی کا ایک داعیہ ہے ملاء اعلی میں کہ ہمیشہ ناسوت میں اوسکی تمثال اور آشیانہ اور جاے ہے جب تک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہوجاتا ہے طریقہ اور جاتا رہتا ہے داعیہ تو نہیں نظر آتی ہے لوگو نمین اوسکی تمثال اور آشیانہ اور جاے اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہین کہ معدوم کردیں اس آشیانہ کو جو ہمنے بیان کیا کہ آشیانہ اور جاے ہے اوسکی اور ہمیشہ اوسکی اہل سے اور نگہبانون سے مقاتلہ کرین تو ہرگز نہیں معدوم کرسکتے جب تک وہ داعیہ موجود ہے اور اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہین کہ اوس طریقے کی کجی کو سیدہا کردین اور اس کے بگاڑ کو سنوار دین تو نہیں مقدور اونکو اوسکی سیدہا کرنیکا اور سنوارنیکا اور مثال اوسکی ایسی ہے جیسے ستارے آسمان کے کہ ہمیشہ ان کا عکس حوضون اور تالابون میں پڑتا ہے کوئی بشر کی قوت ہی میں نہیں کہ پانی کو اس عکس سے روکے پس وہ داعیہ الٰہی طریقہ ہے جب تک حکم ہو

بیان حقیقۃ الطریق

الله تعالى لعبد فقد افضى له بالطريقة ثم شرح
هذه الحقيقة المنعقدة وبيان اجزائها واركانها
لا يمكن الا لفطن شديد الفطانة وهاك ما فهمني
ربي يجيء من مدد السماء الاولى نقول ونوسطات
وزي ومن السماء الثانية قواعد منضبطة فتكتب
وتسطر وتعلم وتؤثر كابرا عن كابر ثم توقرها الصدور
وتملأ به الصحف ومن السماء الثالثة لون
طبيعي فتصير طبيعة وتميل اليها الطبائع
وتهيج لها حمية منهم فيحمونها وينصرونها
ويناضلون دونها ويحبونها كحب الاموال والا
ولاد والانفس ومن السماء الرابعة غلبة وقوة
وتسخير فيكون مسخرا لها اكابر الناس واصاغر
هم علمائهم وامراءهم ومن السماء الخامسة
نكاية وشدة فلن ترى منكرا لها الا وقد امتحن
بالمحن وابتلي بالبلايا ولعن وعوقب كان
من الغيب ناصرا لها ومن السماء السادسة
هداية معطية فيكون سببا لاهتدائهم ومنها
للناس الى كمالهم ومن السماء السابعة الثبات
الدائم الذي كالنقش في الحجر لا يزول حتى تمزع
اوصاله وتتقطع اجزاؤه فهذه اركان سبعة
تلتئم في الملأ الاعلى فيكون جسدا مستويا فيهم
فينفخ من التدلي الاعظم جذبة فيها بمنزلة
الروح في الجسد فمن تلبس بتلك الاذكار
والافكار وتزين بذلك الزي شملته الرحمة
الالهية واتاه الجذب من فوقه ومن تحته

اللہ تعالی کا واسطے کسی بندہ کے پہر تشریح اس حقیقت منعقدہ کی اور بیان
اس حقیقت کی اجزا کا اور اوسکی ارکان کا نہیں ممکن مگر واسطے
ذہین تیز فہم کے اور وہ جو مجھکو سمجھایا ہے میرے رب نے وہ یہ ہے کہ
آتی ہے مدد آسمان اول سے نقلین اور توسلات اور لباس اور آسمان
دوم سے قواعد منضبطہ پس لکھی جاتی ہین اور جانی جاتی ہین اور نقل
ہوتی چلی آتی ہین بزرگون کو بزرگون سے اور توقیر پاتی ہین
ان سے سینے اور صحیفے ان سے پر ہوتے ہین اور آسمان سوم سے لون طبعی کہ
طبیعت ہوجاتا ہے اور اوسکی طرف طبیعتین مائل ہوتی ہین اور جوش
کرتی ہے حمیت لوگون کی وہ اوسکی حمایت کرتے ہین اور مدد کرتی ہین
اور اوسکے سوا دفع کرتے ہین اور اسے دوست رکھتے ہین مانند
جان و مال و اولاد کی اور آسمان چہارم سے غلبہ و قوت و تسخیر کہ
اس سے بڑی اور چھوٹی اور علما اور امرا تسخیر ہوتے ہین اور
آسمان پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اوسکا منکر ہو وہ
بلا مین گرفتار ہو اور ملعون ہو اور عذاب مین آجائے گویا کہ
ایک غیب سے مددگار ہے اور آسمان ششم سے ہدایت معطیہ کہ وہ
سبب ہوتی ہے لوگون کی ہدایت اور کمال حاصل کرنیکا اور
آسمان ہفتم سے شرف دایم ایسا کہ پتھر کی لکیر کہ نہین مٹتی
جبتک وہ پتھر ٹکڑے نہو جائے تو بس یہ سات رکن ہین کہ
ملاء اعلے مین اکٹھے مل جاتے ہین اور ان کا ایک جسم
مستوی بنجاتا ہے پہر اس جسم مین تدلی اعظم سے
ایک جذبہ پھونکا جاتا ہے کہ وہ بمنزل روح ہے
اس جسم کے پس جو شخص کہ آراستہ ہو ان
اذکار اور افکار سے اور اس لباس سے
مزین ہو شامل ہوتی ہے اسکی رحمت
الٰہی اور آتا ہے اوس کو جذب فوق و تحت

ومن عن یمینه ومن عن شماله ومن حیث
لا یحتسب تربی هذا الطفل سادات الملاء
الاعلی ویخدمه الملاء السافل فلا یزال یتقدم
امره ویزداد شأنه حتی یاتی امر الله علی ذلک
فهذه هی الطریقة وقس علیها المذهب فی الفروع
والاصول فکل من ادعی ان الله تعالی اعطاه
طریقة او مذهبا ولم یکن الذی اعطی کما
وصفنا فقد عجز عن معرفة الامر علی ما هو علیه
ثم لیس کل احد یقیض له بالطریقة ولیس
عند الله جزاف ولا تخمین فی شیء من الاشیاء
بل انما یعطی من جبل مبارکا زکیا فیه امداد
الافلاک السبعة والملاء الاعلی والسافل وله
رحمة خاصة من التدلی الاعظم فکم من عارف
عظیم المعرفة وفانی باقی شدید الفناء سابغ
البقاء لیس بمبارک زکی فلا یعطاها وکذلک
لا یعطی حفظها کل احد بل لکل امر جل خلق
له وتیسرت جبلته لذلک وانما صورة ظهورها
فنشأة اخری وراء النشأت المتعارفة حقیقتها
برکة فایضة فی الاعراض والافعال مشهد

المشاهدة التاسعة عشر 19

آخر عرفنی رسول الله صلی الله علیه وسلم
ان فی المذهب الحنفی طریقة انیقة هی اوفق الطرق
بالسنة المعروفة التی جمعت ونقحت فی زمان
البخاری واصحابه وذلک ان یؤخذ من اقوال
الثلثة قول اقربهم بها فی المسئلة ثم بعد ذلک
یتبع اختیارات الفقهاء الحنفیین الذین

وبمین وشمال سے اور وہان سے جہان اوسکا گمان تہو
پہر اس طفل کی تربیت کرتے ہین سادات ملاء اعلی اور
اوسکی خدمت کرتے ہین ملاء سافل پہر ہمیشہ اوسکی شان
بڑہتی جاتی ہے جب تک حکم آلہی آوے تو پس یہ ہی طریقت
اور اسی پر قیاس کرلو مذہب فروع و اصول مین پہر جو
شخص دعوے کرے کہ اللہ تعالی نے اوسے طریقت عطا کی
یا مذہب عنایت کیا اور اوسے یہ باتین جو ہمنے بیان کین
نہ عنایت ہوئی ہون وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے
جیسے اوسکی حقیقت ہے اور ہر شخص کے واسطے اللہ تعالی کا
حکم نہین ہوتا طریقت کا اللہ تعالی کے پاس بیکار نہین ہر
کوئی چیز بلکہ اوسکو عنایت ہوتا ہے جو اپنی سرشت
اور جبلت مین مبارک اور زکی ہے اوسکو امداد
افلاک سبعہ اور ملاء اعلی اور ملاء سافل ہوتی ہے اور اسکی
ایک رحمت خاص ہے تدلی اعظم کتنے ہی عارف عظیم المعرفت
یا فانی باقی شدید الفنا سابغ البقا ہین کہ مبارک و زکی
نہین اُن کو نہین عطا ہوتی اور اسیطرح نہین عنایت
ہوتی نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر کار و ہر مرد ہر امر کے
واسطے ایک مرد پیدا کیا گیا ہے اور اوسکے جبلت اوسکو واسطے ہوتی ہے اور اسی وہ
کام آسان ہے لیکن صورت ظہور کی اوس طریقت کے عالم دوسرا ہے
سوائے ان عوالم متعارفہ کے اوسکا اور ہی عالم ہے کہ حقیقت اوسکی
برکت فایضہ ہے اعراض و افعال مین مشہد ۱۹ آخر
مجہکو پہچنوا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب مین
ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت موافق ہے اس طریقہ سنت سے جو تنقیح
زمانہ بخاری اور اُسکے ساتھ والونکی اور وہ یہ ہے کہ اقوال ثلثہ یعنی امام
اعظم اور صاحبین سے جو قول اقرب ہو وہ لیا جا پہر بعد اسکے فقہاء حنفی کی پیروی کیجائے

كانوا من علماء الحديث فرب شئ سكت عنه
الثلاثة في الاصول وما تعرضوا لنفيه ودلت
الاحاديث عليه فليس بد من اثباته ولكل مذهب
حنفي **مشهد آخر** ما بين قبره صلى الله
عليه وسلم ومنبره روضة من رياض الجنة كما
ورد في الصحيح اما تبيينه ذلك فما شاهدنا من الانوار
الرابية على كل نور وان من صلى هنالك يستغرق
في بحر النور وان لم يلتفت واما لمنتهى الانسان
اذا صار محبوبا اي دخل في جوهر روحه
البرزة المثالية وهذه النقطة التدبيرية فكان
منظور الحق وللملاء الاعلى عروسا جميلا فكل
مكان حل فيه انعقدت وتعلقت به همم
الملاء الاعلى وانساق اليه افواج الملائكة وامواج
النور لاسيما اذا كانت همته تعلقت بهذا
المكان والعارف الكامل معنى وحالا له همة
يحل فيها نظر الحق يتعلق باهله وماله وبيته
ونسله ونسبه وقرابته واصحابه يشمل المال
والجاه وغاياتها ويصلحها فمن ذلك تميزت
ما ترى الكمل من ما ترى غيرهم **مشهد آخر**
استاذنته صلى الله عليه وسلم في رد ما ورده
علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم ياذن
لي ورايت العلماء العاملين وفق علمهم
المشتغلين بنوع من التصفية الناشرين
للعلم والدين اقرب اليه واكرم عليه واحب عنده
من هؤلاء الصوفية وانكانوا اهل الفناء

جو علماء حدیث سے ہیں کیونکہ بہت چیزیں ہیں کہ امام
اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ اُن کی
نفی کی ہے اور حدیثیں اُن پر دلالت کرتی ہیں تو اُن کا اثبات
ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہیں **مشہد آخر**
درمیان منبر کریم اور روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے
جیساکہ آیا ہے صحیح حدیث شریف میں سو اُسکی تبیین اوسکی
تو یہ ہے کہ ہمنے مشاہدہ کیا اوسکا نور سب نوروں پر
فائق ہے اور جو وہاں نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور میں
مستغرق ہو جاتا ہے اگرچہ وہ التفات نکرے اور نہایت یہ ہے
کہ جب انسان محبوب ہو جاتا ہے یعنے اوسکے جوہر روح میں
یہ برزہ مثالیہ اور یہ نقطہ تدبیریہ داخل ہو جاتا ہے تو
اللہ تعالی کا منظور ہو جاتا ہے اور ملاء اعلی کے واسطے
ایک عروس جمیل تو جس مکان میں جاتا ہے ملاء اعلی کے
ہمتیں منعقد اور متعلق ہو جاتے ہیں اور ملائکہ کی فوجیں اور
انوار کی موجیں اوسکی طرف چلی آتی ہیں خصوصا جب اوسکی
ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی اور جو عارف کامل معرفت
وحال میں ہوتا ہے اوسکی ہمت میں نظر حق پڑتی ہے
کہ علاقہ رکھتی ہے اوسکی اہل اور مال اور گھر اور نسل اور نسب اور
قرابت اور یاروں میں کہ شامل ہوتی ہے مال اور آبرو وغیرہ
میں اور اصلاح کرتی ہے اسی سے تمیز کیا یعنے کملا اور
غیر کملا کی سیر میں **مشہد آخر** یعنے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اوسکی رد کرنیکی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیوں پر اعتراض کئے ہیں تو مجھکو
اجازت نہ دی اور میں نے دیکھا کہ علمائے عاملین جنکا علم موافق ہے مشتغلین بتصفیہ اور ناشر علم
دین قریب ہیں آپکی بہت سے قربت اور آپکو عزیز ہیں اور آپکے محبوب ہیں ان صوفیوں سے اگرچہ اہل فنا

والبقاء والجذب الناشئ من صميم النفس الناطقة والتوحيد وغير ذلك من المقامات الشامخة عند الصوفية تبيان هذا المجمل ان ههنا طريقتين طريقة انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم وهي بالوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح بالطاعات والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله والنبي صلى الله عليه وسلم والى تهذيب الناس بنشر العلم وامرا بالمعروف ونهيا عن المنكر وسعيا فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من حيث اوجده فوجد وافاضه ففاض وليس في هذه واسطة اصلا ومن سالك في هذه فانما شانه ان يتنبه بحقيقة انا ويتنبه في ضمن هذا التنبه بالحق ويتشعب من ذلك الفناء والبقاء والجذب والتوحيد وغيرها وكلامنا في الطريقة الثانية انها ليست عند النبي صلى الله عليه وسلم بعلو همة ولا مرغوبة لانه عليه الصلاة والسلام عنوان فيضان الطريقة الاولى وجعل الله في الخلق وفق العناية بازائها ومظنة لظهورها والاشياء يتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه ان اعتبرتها بما هي في ظرف الوجود العام الذي لا يغادر من جهة الاحاطة حصلت تلك الوجوه التي يقع بها التفاضل وكان الفضل دائما فيها والمنافسة منقسمة بينها وان اعتبرتها مضافة الى سبب واحد اضمحل الفضل من وجه وبقي

اور بقا ہین اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ مقامات بلند ہین نزدیک صوفیہ کے بیان اس مجمل کا یہ ہے کہ دو طریقے ہین ایک طریقہ تو یہ ہے کہ خلقت کی طرف منتقل ہوا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوسائط اور وہ راجع ہے طرف تہذیب جوارح کی عبادت سے اور قوای نفسانیہ کے ذکر اور تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگونکی تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف و نہی منکر سے اور لوگونکی نفع رسانی ہین کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اللہ اور اوسکے بندے مین ہے کہ جسطرح اللہ تعالی نے ایجاد کیا ویسا اوسنے پایا اور جو افاضہ کیا اوسکو پہنچا اور اسمین اصلا واسطہ نہین ہے جسنے سلوک کیا اس طریقہ کا اوسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہوا حقیقت انا سے اور اس تنبہ کے ضمن مین حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے طریقہ مین ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عالی نہین اور نہ مرغوب ہے آپکے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عنوان ہین فیضان طریقہ اول کے اور اللہ تعالی نے آپکو گردانا ہے اشیا نہ اپنی عنایت کا اوس طریقہ کے افاضہ کو اور اوسکے ظہور کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیا آپسمین فضیلت رکھتے ہین ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے اوس شے کا کہ ظرف وجود عام مین ہے ایسا کہ سب جہات کو محیط ہو کسی کو چھوڑے نہین تو حاصل ہونگی وہ ایسی وجہین کہ تفاضل واقع ہو اور ہوگا فضل دائم ان مین اور منافست منقسم ہوگی ان مین اور اگر تو اعتبار کرے کہ مضاف ہین سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہیگا

من وجه فكان احد الاشياء عدم الفضل اصلا
نعم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع
السالكون بكلا الطريقين اهل الجذب نفعا
التنبه الاجمالي عليهم بسبب هذا النور فانشرحت
عليهم المعارف ولذلك ترى العرفاء ينقدح
معارفهم من الكتاب والسنة واهل السلوك
باجهاشهم الى هذا النور واندراجهم فيه وتقومهم
به فتدبر فان المسئلة دقيقة مشكلة
هل تعرف لم كان الشيخان رضي الله عنهما
افضل من علي كرم الله وجهه مع انه اول صوفي
واول مجذوب واول عارف في هذه الامة فلا
ترى هذه الكمالات في غيره الا قليلا من قبل
التطفل على النبي صلى الله عليه وسلم تبينت
هذه المسئلة على النبي صلى الله عليه وسلم
فاظهر لي وذلك ان الفضل الكلي عند النبي
صلى الله عليه وسلم ما يرجع الى تمام امر النبوة
كاشاعة العلم وتسخير الناس على الدين وما بها
واما الفضل الراجع الى الولاية كالجذب والفنا
فليس الا فضلا جزئيا من وجه ضعيف و
الشيخان كانا من المجردين للاول حتى اني اراهما
بمنزلة فوارة ينبع منها الماء فالعناية المتعلقة
بالنبي صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما
فهما بحسب كمالهما بمنزلة العرض اللابس
هو الا قائما بالجوهر ومتمما للتحقق فعلي كرم الله
وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسبة

[illegible] ۲۴

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا اور احد الاشیا کو فضل
اصلا نرہیگا ہاں یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوا یہ نور طرف
ناسوت کی تو دونو طریقوں سے سالکوں کو نفع ہوا اہل جذب
پر تو انفسا تنبہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کی تو ان پر کھل
گئیں معرفتیں اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفوں کو کہ اپنی
معرفتیں کتاب اور سنت سے مطلوب رکھتے ہیں اور اہل سلوک
اس نور سے تضرع کرتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں اور اوس
نور میں مندرج ہوتے ہیں اور قوام پاتے ہیں اوس سے پس غور کرو
یہ مسئلہ دقیق ہے مشکل ہے آخر کیا تم جانتے ہو کہ
شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کیسلیے افضل ہوئی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت میں
اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہیں اور یہ سب
کمالات اوروں میں نہیں مگر قلیل طفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے میںنے عرض کیا یہ مسئلہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
تو ظاہر ہوا مجھپر کہ فضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے پورا ہونے کے جیسے اشاعت علم کی
اور لوگوں کی تسخیر دین میں اور جو اس قسم سے ہو اور جو فضل
کہ راجع ہو طرف ولایت کے جیسے جذب فنا تو وہ فضل جزئی ہے
اور ایک وجہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما تھے
مجرد میں اول قسم کی یہانتک کہ میں اونکو دیکھتا ہوں
بمنزلہ فوارہ کے کہ اوسمیں سے پانی نکلتا ہے تو جو عنایت اللہ تعالی کی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما میں
ظاہر ہوئی بحسب کمال اون دونوں کی اس طرح جیسا عرض قائم ہوتا ہے
جوہر سے اور متمم ہوتا ہے جوہر کی تحقق کا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگرچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب ہیں نسبت میں

والجبلة والفطرة المجبولة منهما واقوى بهذا
واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم
بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذلك لم يزل
العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما و
لم يزل العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلون
ولذلك كان مدفنهما بعينه مدفن النبي صلى
الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها مبدأ
معنوي مثل هذا الذي اشرت اليه ومثل جعل
الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم
وذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم
لا تجعل قبري وثنا يعبد من دونك مشهد
٢٦ رأيت الله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى
الله عليه وسلم نظرا خاصا كانه الذي يعني من
مثل لولاك لما خلقت الافلاك فاشتقت الى
تلك النظرة واعجبني اشد عجب فلصقت صلى
الله عليه وسلم وتطفلت عليه فصرت كالعرض
بالنسبة الى الجوهر فسامتني تلك النظرة واتممت
تمهاوصرت منظرا ومرئى لها فاذا هي ارادة
الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شانه
احبه ونظر اليه وشانه صلى الله عليه وسلم
ليس بشان رجل واحد بل نشأة مبتدأة
منبسطة على هيكل البشر والبشر نشأة
منبسطة على وجه الموجودات فكانه صلى الله
عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور
ولكل موج حركة الى منتهاه ولكل سبيل شوق

المشاهدة الثالثة والعشرون

جبلت اور فطرت مجبوبہ بین حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے اور
جذب بین بہت قوی اور معرفت بین زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم بحسب کمال نبوت کے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما
کی طرف بہت مائل ہین اور اسی باعث سے جو علما رواقف ہین
معارف نبوت سے اُن کی تفضیل کرتے ہین اور جو علما معارف ولایت
کے آگاہ ہین وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کرتے ہین
اور اسی واسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہ
مدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا
مبدا معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا مینے تمسے اور مانند
گردانے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ بھید
ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپنے فرمایا ہے اللہم
لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک مشہد آخر مینے دیکھا کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اللہ تعالیٰ کی ایک نظر خاص ہے
گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھکو
اُس نظر کا شوق ہوا اور مجھکو نہایت تعجب ہوا پس مین لاحق
ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بن گیا اور ہوگیا مین
جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس احراز کیا مینے اُس نظر کا اور دریافت
کیا کنہ اُسکا اور ہوگیا مین اُسکا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ
ظہور تھا اور یہ اسلیئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا
ظہور شان کا اُس کو دوست رکھا اور اُس کی طرف
نظر کی پس شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک مرد واحد کی شان نہین ہے بلکہ ایک عالم مبتدا ہے
منبسط ہے اوپر صورت بشر کی اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ
موجودات کا تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہین
اور ظہور کے آخر نقاط ہین اور ہر موج کی حرکت ہے اوسکی منتہا تک اور ہر سبیل کا شوق

المشاهدة الرابعة والعشرون ۲۴

إلى مبلغه. فتدبر فإنه سر دقيق. **مشهد آخر**
رأيت التشفع إليه صلى الله عليه وسلم والتوسل
إليه بعلماء الحديث والدخول في عدادهم بعلم
الحديث وحفظه على الناس عروة وثقى وحبلا
ممدودا لا ينقطع فعليك أن تكون محدثا أو
متطفلا على محدث ولا خير فيما سوى ذينك فيما
أرى والله أعلم بالصواب. **مشهد آخر**

المشاهدة الخامسة والعشرون ۲۵

العارف إذا كمل التصقت روحه بالملأ الأعلى
وهنالك حضرة عالية بذاتها ارتفعت تلك
هممهم ولم ترتفع تلك أجسادهم وأولئك تلك
على همة رجل واحد راجعة إلى تدبير وحداني
وإن اختلفوا في تفاصيلها فتدلى هذا الكلي في تلك
الحضرة رب العالمين فغشيهم من النور ما
غشيهم واختفت هممهم تحت شعشعان
تلك الأنوار حتى لا تكاد تتميز منها ولا تتمايز بينها
وإن أنا ضربت لهممهم تلك مثلا فلا تعجب إلى كل
غول وخجل فإن الأمثال لا تفسر الأشياء إلا من
جهة دون جهة. هم بمنزلة الهيولى الخفية
التي لا تدرك إلا من أحكام وآثار تنبجس من هذا
الموجود من جهة مسام الهيولى التي هي أم القا
بليات والنور الغاشي لهم الماحي إياهم بمنزلة
الصورة التي تدرك أول ما يدرك وهي أصل الفعليات
فتنبجس في تلك الحضرة أحكام وآثار متولدة من علوم
الملأ الأعلى وهممهم التفصيلية تلطفت فيهم
وارتقت صفاوتها معهم وفيهم مسامات

اپنے مبلغ تک پس غور کر کہ سر دقیق ہے **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شفاعت اور توسل ہے
اونکو جو علماء حدیث ہیں اور جو اونکی گنتی میں داخل ہیں اور علم
حدیث شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور حبل ممدود
ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہو پس تو ضرور لازم کر لے اپنے پر یہ کہ
تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو ان دونو باتوں کے سوا بہتری
نہیں ہے جو میری رائے میں ہے واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر** عارف
جب کامل ہو جاتا ہے تو اسکی روح ملاء اعلی میں جا ملتی ہے اور وہاں
ایک درگاہ عالی بلند ہے اُن کی ہمتیں وہان بہت مرتفع ہیں وہان
اُن کے جسم نہیں رفیع ہیں اور وہ ایک مرد واحد کی ہمت پر کہ
ہمت تدبیر وحدانی کی طرف راجع ہو اگرچہ اوس ہمت کی تفصیلوں
میں مختلف ہیں پھر تدلی کرتا ہے اُس عالی درگاہ میں رب العالمین
پس ڈھانک لیتا ہے اونکو نور میں جسقدر ڈھانک لی اور اُنکی ہمتیں
چھپ جاتی ہیں اُس انوار کی چمک میں یہانتک کہ تمیز نہیں ہوتیں
وہ ہمتیں نہ آپسمیں متمایز ہوتی ہیں اور اگر میں اُن کے
اُس حال کے مثل بیان کروں تو تعجب کا نہیں اور خفا نہو تجھپر
ہر نشیب و فراز سے کیونکہ امثال اشیا کی تفسیر نہیں کرتے
ایک جہت سے دوسری جہت کی وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کی ہیں
جو دریافت نہیں ہوتا مگر احکام و آثار سے جو جاری ہوتے ہیں اس موجود سے
جہت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی کہ ام القابلیات ہے اور جو نور کہ
اونکو ڈھانکے ہوا ہے اور اونکو محو کئے ہوا ہے وہ بمنزلہ اوس
صورت کے ہے وہ صورت جو سب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور وہ
صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی ہیں اُس درگاہ عالی میں
احکام و آثار جو ملاء اعلی کے علوم سے متولد ہیں اور اُنکی ہمتیں تفصیلیہ لطیف
ہو جاتی ہیں اُنمیں اور بلند ہو جاتی ہے اونکی ہمتوں کی صفا پھر اُنکی ہمتوں کے مسامات سے

همهم ينبجس في حظيرة القدس فيضها النور
ولا يتركها كما هي بل يصيرها اقرب من جوهره
فتختلف حالات الحضرة المقدسة رضا وسخطا
وحزنا وتبشبش وقبض واعراض ونزول في
اوقات ومحال وتردد في القضاء ولعن لاقوام
وايجاب وتحريم ونسخ وامثال هذه فمن شاهد
هذه الحضرة وعرف اهتزازها وانشراحها
عن همتها وكونها كل يوم في شان صارت المتشابهات
عنده محكمات ۵ ولم يبق بالاشكال اشكال رتبة
ومن لم يشاهدها لم يصلح له ولم يصلح الا ان يفوض
هذه الامور الى الله ويؤمن بجملتها اذا علمت
هذا فتلك الحضرة قبلة همم الملاء الاعلى ومناط
توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ
وقدر الله في سابق علمه ان يحصل له ثم فنا وبقا
ربما فحل هنالك فليست روحه تسوس جسده
بل الحضرة فقط فهي السائسة وهي المرشدة وهي
الملهمة وقد تطفلت على النبي صلى الله عليه وسلم
فاعطيت من ذلك كاسا دهاقا وكان ما كان
والحمد لله رب العالمين وفي محاذاة هذه الحضيرة
حضيرة اخرى اسفل منها هي مرقى همم الملاء السافل
ومجمع امرهم وموضع الهامهم ومحكمة قضايائهم
ومناط توجههم ما شبهنا بشان هذه الحضرة
المقدسة التصرف الحق بواسطة تدلية هنالك
بالمحبة بعباده واتباع رضاهم في بعض الامر
وامثال ذلك والحضرتان جميعا معا فتهما ادق

جاری ہوتا ہے حظیرہ قدس میں پھر اوس سے نور نکلنے لگتا ہے
اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اوسکے جوہر کے قریب ہو جاتا ہے
پس مختلف ہوتے ہیں حال حضرت القدس کے رضا غصہ رنج اور
خوشی قبض اور روگردانی اور نزول فی اوقات باقی المحال اور
تردد فی القضا اور لعن اور ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ
علی ہذا القیاس تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اوسکے اہتزاز اور
انشراح اور عزیمت کو اور اوسکے کل یوم ہو فی شان کو پہچانا
اوسکے نزدیک متشابہات محکمات ہیں ۵ ولم یبق بالاشکال
اشکال رتبہ اور جسنے اوس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا اوسکو
صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اوس
متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لاوے جب تمنے یہ جان لیا
تو پس وہ درگاہ قبلہ ہے ملاء اعلیٰ کی ہمتوں کا اور مناط توجہ
و معقد نواصی ان کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ کے
سابق علم میں اسکے لیئے تھا کہ اوسکو حاصل ہو وہاں فنا اور بقا اکثر
اوقات محو ہو جاتی ہے وہاں تو اوسکی روح اوسکے جسم کی نگہبانی نہیں
کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اوسکی نگہبان اور وہی مرشد
اور وہی ملہم اور میں طفیلی بنگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا
ہوا مجھکو اسکا ایک جام سرشار بس کیا کہوں کیا تھا جو کچھ تھا
الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور
درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ نردبان ملاء سافل کی ہمتوں کا اور
ان کی مجمع امر ہے اور انکے الہام کی جائے ہے اور انکے احکام کا
محکمہ اور اونکی مناط توجہ ہے کہ اسکی شان جیسا بیان نہیں اوس
درگاہ کی شان کی وہاں حق تصرف ہے بواسطہ تدلی کہ اپنے
بندوں سے محبت رکھتے ہیں اور انکی خوشنودی کیلیئے بعض کو ن
میں اور دونوں درگاہوں کی معرفت نہایت ادق ہے

واجل من ان یدرکہا العقول العامیۃ والله الموفق

مشهد آخر انفتح علیّ من فیض صحبتہ صلی الله علیہ وسلم علوم کثیرۃ من حال التام معرفۃً بالله منہا ان ھذا الشخص یمتاز من سائر الناس بان الاجزاء الفلکیۃ فیہ قویۃ الظہور نافذۃ الحکم وانہا یقوم بہا صبغ الٰہی یجعل جمیع معانیہا منبثۃ بہا الی جناب الحق ومنہا ان تام المعرفۃ لا بد ان یکون فیہ نفض التعلقات الدنیویۃ والاخرویۃ والجسمانیۃ والروحیۃ غضا طریا لم یخلق بسریان الوجود فی الموجودات وتوجہ المبداء بالارادۃ الکونیۃ الی تلک النشأت ففطنت انہ معنی من معانی جزئیۃ الذی یجد ویجد ویدخل فلما حل بہ صبغ الٰہی صار ھذا النفض حبًّا ذاتیۃ تتوجہ الی نقطۃ الذات فمن صدر عن التفیض والتخلی عن الکل البقاء بالله والتصرف بالحق فی الخلق وطلوع الارادۃ الحبیۃ من المبداء من طلع یقع تشخصہ فلیس بتام انما التام من حمل ھذا النفض فی وعائہ غضا طریا لم یدنسہ حب مظہر ولو بالحق حیث یکون عنوانا للحبۃ الذاتیۃ وجسدا لروحہا وشبحا لحقیقتہا وحمل حب المظاہر لا بنفسہ بل بالحق للخلق لا لانفسہم بل بالحق فی وعائہ ومنہا ان کل عارف تام المعرفۃ فانہ لا یاخذ شیئا الا من نفسہ و... المعلومات ان ینبہ ھذا الفہم علی من ھو حجۃ فیہ ویکشف علیہ معناہ فیظہر علیہ ولم یکن ذلک بمعنی استفادہ من غیرہ شیئا

اور برتر ہے اس سے کہ عقول عام پہنچیں اوسکو واللہ الموفق

مشہد آخر فیض صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مجھپر کھل گئی بہت علوم اللہ کی معرفت کے حال کامل کے ایک اُن میں سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر مین کہ اجزائی فلکیہ کا اسمین ظہور قوی نافذۃ الحکم ہی جنسے صبغہ تائی الٰہی قوام پاتی ہین واسطے تمام معانی کے مناسب اوس شی کے جو قریب کرے جناب حق کے اور ایک یہ ہے کہ تام المعرفت کے واسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی اور جسمانی و روحانی اوس سے نفرت دور ہوں اور اوسکو بیکار نکردے سریان الوجود فی الموجودات کا سیر اور توجہ مبدا کے بارادہ حیثیت اون عوالم کے اور میننے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہین اوس جزو مین سے جو مقابل ہو زحل کے پھر جب رنگ الٰہی آتا ہے تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہوجاتی ہے کہ نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے پس جو شخص اوس بے تعلقے سے باز رہا اوسکو حاصل نکیا اور خلوت کل سے بقا باللہ ہی اور تصرف بحق خلقت ہین اور ارادہ طلوع حبیت مبدا کا کیا راہ روزن تشخص اپنی سے وہ پورا پورا نہین ہے سو پورا پورا وہ شخص ہے جسنے اوس بے تعلقے کو اپنی ظرف مین بہت مضبوطی سے رکھا اور اوسکو آلودہ نکیا مظہر کی حب نے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اوسکی روح کا جسم ہو اور اوسکی حقیقت کا کالبد اور حمل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ اُن کے نفسوں سے بلکہ بالحق ہو انکی ظرفوں مین اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے وہ کسی سے کچھ نہین حاصل کرتا مگر اپنی نفس ہی سے اخذ کرتا ہے اور یقین آیا دگی معلومات یہ ہے کہ وہ خبردار آگاہ ہو اوس چیز پر جو اوسمین موجود ہو اور اوسکے معنے اوس پر کشف ہوجائیں پھر اوسکو ظاہر ہوجائے جو ظاہر نہوا تھا تو جو شخص اپنی سوا کسی شے سے

من غاير هذا الوجه فليس بتام المعرفة فهمنا كل
عارف تام المعرفة فانه يسخر جميع ماسوى الله تبارك
وتعالى وماسوى اسمائه وتدلياته اما بالقهر وهذا
فيما كان ادنى حالا وانقص قوة من نشأة هذا العارف
التي لبست فوق جامعية وجعل حجابا دون
معانيه فذلك يكون بهيمية مختلطة بالملكية قوية
بقوية اوضعيفة بضعيفة اوضعيفة بقوية
فيختلف الاحكام والآثار فيكون تنكّر عند العوام
الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين
على الصور دون المعاني واما بالمناسبة وذلك
فيما كان اقوى حالا واكثر تاثيرا من تلك النشأة اللباسية
والحجابية وسر المناسبة انما ينشأ من جزء في العارف
يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه وبين عرق
ممتدة وماساريقا اصله من جهة سر تلك النشأة
المشتركة فيها فاذا توجه العارف الى ذلك الجزء
اشد توجه حرك بتلك الخيوط المستترة ذلك
المراد تسخيره واما الاسماء والتدليات فلا تكون
مسخرة لشعشعان نور الربوبية ثم هنالك حب
بازاء محبوبية فتتحرك المحبوبية وتتحرك الحب لذاته ويتحرك
التدلي والاسم الذان يناسبان هذا الحب فمن لم
يعرف هذا التسخير المستطير ولم يره في نفسه فليس
بتام المعرفة وفطنت ان هذا التسخير المستطير
معنى من معاني جزئه الذي وجد وجدا والشيء
لما انصبغ بصبغ الشيء صار يستحق الذي فيه
هذا المستطير ومنها ان تام المعرفة لا وجه

وہ کامل معرفت نہیں ہے اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے
اوسکی مسخر ہوتے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اور سوا اوسکے اسما اور
تدلیات کے یا قہر زبردستی سے یہ اس صورت میں ہے کہ حال ادنی اور قوت
ناقص ہو عارف کے اس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہے اور
کردیا ہے حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیمیت ملکیت سے
مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف
قوی سے پس مختلف ہوتی ہیں احکام آثار تو انکار ہوتا ہے عوام کو
جو دیکھنے والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر دیکھنے والے
ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اس عارف کامل کے سبب کشش
مناسبت کے اور یہ اس صورت میں کہ قوی حال ہو اور
قوی تاثیر ہو اس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور بھید
مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہے اس جزو سے جو عارف میں ہی
کہ قائم مقام ہوتا ہے اس مراد کے واسطے اس کی تسخیر کی تو
درمیان اس عارف اور اس جزو کے رگیں ہیں ممتدہ اور
ماساریقا اور وصل اس تسخیر کی جہت سے اس سر عالم مشترک ہے جو
اس میں ہے تو جب متوجہ ہوتا ہے عارف طرف اس جزو کے بہت
توجہ سے تو حرکت کرتی ہے ان خیوط مستترہ سے وہ مراد واسطے
تسخیر کے لیکن اسما اور تدلیات نہیں مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور
ربوبیت کے ہاں یہاں حب ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے
محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اسکے مقابل حب اور متحرک
ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ دو جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو
شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر کو اور اپنے نفس میں نہیں دیکھتا وہ
شخص کامل معرفت نہیں ہے اور مجھکو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر
معانی میں سے ہے اس جزو کی جو مقابل شی کے ہے جس رنگ سے رنگا جاتا ہے رنگ اوسی
چیز کا ہی وہ جزو تسخیر جس میں ہے یہ مستطیر اور منجملہ ایک یہ ہے کہ کامل کی معرفت کی ترقی

تحديق وعناية بكل شيء من طريقته ومذهبه وسلسلته
ونسبته وقرابته وكل ما يليه وينتسب اليه وعنايته
هذه يختلط بعناية الحق وذلك لان نفسه اذا
تجردت عن كدورات الجسد ولصقت بالملأ الا
على ويتجلى هنالك الحق وانما يكون التجلي بحسب استعداد
المتجلى له وهذه النكتة هو الذي قصدناه في ضرب
المثل بالهيولى والصورة فيتلون تلك النفس بلون
الحق وتصير كانها تدلى من تدليات الله تعالى ثم
خلق لذلك الانصباغ والامتزاج والاختلاط الشديد
اليه فعند ذلك يقع توجه نفسه الى هذه الامور
معدة لانعطاف جناب القدس اليه فاذا تمكن
هذا السر في اضلاع النفس وشعبه وشجونه وجميع
فنونه اختلط النظر الالهي بكل ذلك فصار اكسيرا
يستشفى به وانما اريد بشجون النفس وشعوبه
ما يتوجه اليه النفس من غير جمع الهمة بعادة
وملكة غير مستقرة والكامل من جهة هذا
السر آثار واحكام كثيرة وفطنت بان هذا المعنى
من مقابل جزئه الذي يجد وجد وزحل مختلط بالمشترى
حين حل به صبغ الهي ومنها ان تام المعرفة منعم
بجميع النعم التي انعم الله بها على السموات والارضين
والمواليد وكل ما في بين ذلك من الملائكة والانبيا
والاولياء والملوك وغيرهم وذلك لان فيه اجزا
كل منها بحذاء وجد وشيء من الموجودات فهي
نسخة اجمالية جامعة لجميع الموجودات وكل جزء
منه اذا انتبعنا تفصيله نفسه بتلك النشأة

تیز نظری اور غور اور عنایت ہوتی ہے ساتھ ہر شے کے طریقت اور
مذہب اور سلسلہ اور نسبت اور قرابت اور جو اس سے قریب اور اس سے
نسبت رکھی سب کے ساتھ اور اس کامل معرفت کے اس عنایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ
کی عنایت مختلط ہو جاتی ہے اور یہ بات اسواسطے ہے کہ اسکا نفس جب
کدورات جسم سے مجرد ہو جاتا ہے اور ملاء اعلیٰ سے مل جاتا ہے
اور وہاں تجلی حق کی ہوتی ہے اور وہ تجلی حق کے موافق استعداد
اس شخص کی ہوتی ہے اور یہ وہی نکتہ ہے جسے ہمنے ضرب المثل میں
ہیولی اور صورت کہا ہے تو متلون ہو جاتا ہے نفس لون حق سے
اور ہو جاتا ہے گویا ایک تدلی حق کی تدلیات میں سے جو واسطے
خلقت کے ہیں بسبب انصباغ و امتزاج و اختلاط مذکور کے پس
اسوقت اسکا نفس متوجہ ہوتا ہے ان امور کی طرف اور اس کی
توجہ مستعد ہو جاتی ہے واسطے منعطف ہونے جناب قدس کی اسکی طرف تو جب قرار
پذیر ہو گیا یہ امر اسکے پہلو کی ہڈیوں میں اور اسکے شعبوں اور
رگوں میں اور پٹھوں میں تو مختلط ہو جاتی ہے نظر الٰہی ان سب میں
تو وہ شخص اکسیر بنجاتا ہے جس سے لوگوں کو شفا ہو اور میری مراد نفس کی
رگوں اور پٹھوں سے وہ شے ہے جسکی طرف نفس بے قصد کی متوجہ ہو از روے
عادت اور ملکہ غیر مستقرہ کے اور واسطے اس کامل کے اس سر کی جہت سے
احکام و آثار بہت ہیں اور دریافت ہوا کہ یہ بات معانی میں سے ہے
اس جزو کی جو مقابل زحل مختلط بالمشتری کے ہے بوقت حلول
کرنے رنگ الٰہی کے اور انمیں سے ایک یہ کہ کامل معرفت کو وہ سب
نعمتیں ملتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں سب آسمانوں اور سب زمینوں اور
موالید کو اور جو ان میں ہیں ملائکہ اور انبیا اور اولیا اور
بادشاہ وغیرہم اور یہ امر اسواسطے ہے کہ اس کامل میں جو اجزا ہیں تمام
موجودات کے مقابل میں ہیں گویا کہ وہ ایک نسخہ اجمالی ہے جامع تمام
موجودات کا اور اسکے ہر جزو کا ایسا کہ جب اسکی تفصیل کریں تو نکلے یہ عالم

المشاهدة السابعة والعشرون ۲۷

فكل ما وقع من نعمة فانما محلها الجزء من الاجزاء وهو مطلوب بشأن كل هذه النعم وليس كلامنا من قبيل المسامحة والتجوز بل هو الحقيقة التي لا يتجاوزها نفس الامر نعم اذا تجرد التشخص الكلي المنبث في جميع المخلوقات حضر هذا السر واذا انحدر الى ما يلي التشخصات الجزئية استتر عنه

مشهد آخر كنت منتظر المعنى حديث سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اين كان ربنا قبل ان يخلق خلقه قال كان في عماء الخ فافيض على هذا السر فتمثل لي نور عظيم في اعالي بعد هيولاني قد احاط بجامع هذا البعد تدبيرا بخطوط شعاعية ممتدة منه الى جميع نواحيه فقيل هذا هو المشار اليه بقوله عليه السلام كان في عماء وهذا البعد الهيولاني هو العماء وهذه الاحاطة بالخطوط الشعاعية هي القهر المشار اليه بقوله تبارك وتعالى هو القاهر فوق عباده فحين ظهر هذا السر ثلج قلبي كان لا شبهة ولا مسئلة اسال عنها ثم من بعد ذلك انحدرت الى حيز الفكر ففطنت ان الذات الالهية اقتضت واستلزمت ظهور استعداد ذوات مندمجة فيها فظهرت هنالك في صقع الوجوب ظهورا عقليا وتمثلت هنالك بهذا الظهور اعيان الممكنات وشيون ظهور الواجب في كل نشأة وتدليه في كل برزخ واقتضت الذات الالهية باتصافها بهذه الظهورات على ما هو مادة وحيثيات فاطبة فيه ما كان منطويا في كورة

تو جو نعمت واقع ہوگی اوسکا محل کوئی جزو ہوگا اجزا میں سے اور یہی مطلوب تھا اور ہمارا کلام کچھ سرسری مسامحت اور تجوز نہیں ہے بلکہ حقیقت نفس الامری ہے ہاں یہ سر جب میسر ہوگا کہ جسوقت مجرد ہوجاوے واسطے تشخص کلی منتشر فی جمیع مخلوقات کی اور جب پستی میں چلا جاوے تشخصات جزئیہ کی تو یہ سر پوشیدہ ہوجائیگا اوس سے **مشہد آخر** میں اس حدیث شریف کے معنی کا منتظر تھا سُئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء الخ تو مجھ پر افاضہ ہوا یہ سر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نور عظیم ہے اعالی بعد ہیولانی میں اور اوس نے گھیر لیا ہے اس بعد کے مجامع کو ازروئے تدبیر اون خطوط شعاعی سے جو اوس نور سے ممتد ہیں اوسکے جمیع نواحی کی طرف اور سنائی دیا کہ یہ وہی ہے جسکا اشارہ کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں کان فی عماء اور یہ بعد ہیولانی وہ عماء ہے اور یہ احاطہ خطوط شعاعی سے وہ قہر ہے جو قرآن شریف میں ہے ہو القاہر فوق عبادہ پس جسوقت یہ ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا اور قلب مطمئن ہوگیا کچھ شبہ باقی نہ رہا اور نہ کوئی مسئلہ جسکو پوچھوں بعد اسکے میں دھس گیا حیز فکر میں تو دریافت ہوا کہ ذات الٰہی مقتضی اور مستلزم ہوئی ظہور کے اون مستعد ذوات کی جو اوس میں مندرج تھیں تو ظاہر ہوئے ناحیت وجوب میں از روئے ظہور عقلی کے اور متمثل ہوگئیں اس ظہور سے اعیان ممکنات اور شانیں ظہور واجب کے ہر عالم میں اور اوس کی تدلی ہر برزخ میں اور اقتضا کیا ذات اللہ نے اس ظہورات سے متصف ہونا سا کھ عدم اور مادہ اور حیثیات کے تو اوس میں ظاہر کر دیا جو منطوی تھا پیچیدگی

الاعيان والاسماء واول ما ظهر هنالك نور الهي
اخذ بمجامع العدم والمادة واستسلط عليه هو
قائم مقام الذات الالهية وهو قديم بالزمان لان
الزمان والمكان والمادة عندنا شيء واحد وهو هذا
الاستعداد الذي يسميناه بالعدم والخارج وفيه
الارادات المتجددة وهي اول شيء نطق بشأنه
السنة الشرائع وذلك لانه انما سئل عنه
اين ولم يكن حينئذ يصلح للجواب الا ما ظهر في الخارج
مشهد آخر فاض علي من جنابه المقدس
صلى الله عليه وسلم كيفية ترقي العبد من حينه
الى حين القدس فيتجلى له حينئذ كل شيء كما اخبر
عن هذا المشهد في قصة المعراج المنامي فربما
رجع نظره قهقرى الى ما جرى عليه من الوقائع
فيعرف ما كان منها الهاما من الحق وتقريبا مما كان
من الطبع وتسويل الشيطان وربما علم علما صحيحا
ما يكون مايتدلى به الملأ الاعلى من العلوم الناموسية
والانذار بالوقايع الآتية ومخاصمة الناس تنزلا
الى مداركهم واحتيالا لانحلال عقدتهم مما يناسب
تلك العلوم في تلك النشأة ومن هيآت الملأ
الاعلى ومقاماتهم ومقامات الملائكة وارواح
الاولياء والانبياء والملأ السافل وما يضاهي ذلك
وهذه العلوم كلها علوم القرآن العظيم فرأيت
من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الالف والعادات
والمحسوسات والانصباغ بصبغ تلك الحضرة املا
عظيما ثم قيل لي هذه حضرة رؤية لا حضرة كلام

المشاهدة التامة والصغریٰ

اعیان ہیں اور اسما ہیں اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ظاہر ہوا اس نے
مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اس پر مسلط ہو گیا اور وہ
قائم مقام ذات الٰہی اور وہ قدیم بالزمان ہے اسواسطے کہ زمانہ
اور مکان اور مادہ ہماری نزدیک ایک شے واحد ہے وہ یہ استعداد ہے
جسے ہمنے عدم اور خارج کہا ہے اور اوس میں ارادات متجددہ
ہیں اور وہ اوّل شے ہے جسکی شان زبان شرائع ناطق ہیں اسواسطے
کہ تحقیق سوال کیا گیا لفظ این سے اور اسکے جواب کی صلاحیت
وہی چیز رکھتی ہے جو خارج میں ظاہر ہو مشہد آخر افاضہ
ہوئے مجھپر جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیت
بندہ کی ترقی کے اپنی حیز سے حیز قدس کی طرف اوسوقت اوسکو
روشن ہو جاتی ہے ہر شے جیسا خبر دی گئی ہے اس مشہد سے قصہ معراج
منامی میں تو اکثر اوقات آدمی کی نظر پیچھے ہٹتی ہے الٹے پاؤں اون
وقائع کی طرف جو اس پر گذری ہیں تو جان جاتا ہے جو اوس میں
الہام حق تھا اور جو تقریب تھی طبیعت سے اور تسویل شیطانی تھی
اور اکثر اوقات اوسکو علم صحیح ہو جاتا ہے جو برتتے ہیں ملاء اعلی علوم
ناموسیہ سے اور آنے والی واقعہ سے ڈرانے کا اور لوگوں سے جھگڑنا
از رو تنزل کے ان کی مدارک کی طرف اور راز و حیلہ کے واسطے
اُس کے عقدہ کھلنے کے جو مناسب اون علموں کے ہے
اوس عالم میں اور ہیئت ملاء اعلی کی اور ان کے مقامات
ملائکہ اور ارواح اولیا و انبیا اور ملاء سافل اور جو اسکی
مانند ہوں اور یہ سب علم قرآن عظیم کے علم ہیں
تو میں نے دیکھا طبیعت کے پردہ دور کرنے سے
اور تجرد سے مالوفات اور عادات اور محسوسات کے
اور منصبغ ہونے سے اس درگاہ کے رنگ سے ایک امر عظیم
اور مجھسے کہا گیا کہ یہ درگاہ رویت ہے نہ درگاہ کلام

ثم اذا اراد الحق ان یتدلی الی الخلق بکتاب ینزله
البس صاحب هذا المشهد لباسا نورانیا رقیقا
فانقلب هذه الرویة بالنسبة الیه کلاما ثم رایت
کیفیة انحداره الی حیز الطبع والعادة فتنفتح
علیه عین الطبع وتنغمض علیه عین الملاء الاعلی
فصار ما کان بین یدیه خیالا یتخیل له امر انتهی الیه
من بعد غیب وربما وجد من تطلب الملاذ و
الاسباب ما کان سلب عنه او نهی عنه وبین
ترقیه وانحداره حالات کثیرة شاهدتها فی ذلک
المشهد فمنها ما هو اقرب الی الاعلی ومنها ما هو اقرب
الی الاسفل فیتولد له من تلک الحالات ما اقول
له یتولد الهاتف ویتولد له الخاطر ویتولد الرؤیا
والحق ان الرؤیا خیالات کمثل احادیث النفس
یتجرد الیها له آلة فیجد ها برأی منه ومسمع ویتولد
خیال حق یمتلئ منه دماغه ویتولد فراسة صادقة
الی غیر ذلک وکل ذلک فی حیز الحجاب بین الحضرة
التی لا حجاب هنالک وبین الحجاب المتأکد من کل وجه
ووجدت لکل من هذه الاشیاء میزانا ومقدارا
ووجدت لکل مظنة توجد هنالک ولکن لم افرغ
فی هذه المشهد لاحاطة تلک الموازین والمظان و
واکتفیت باصولها وعسی ان یوفقنا الله للاحاطة
فی ثانی الحال

مشهد آخر

العارف اذا کان
فی حیز ما یلی الطبیعة لم یشاهد فعل الحق کما ینبغی
ان یشاهد فربما اشتبه عنده الهام بهاجس حدیث
من النفس وحالة الهیئة بامر طبیعی ویکون حادثة

پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ خلقت کی طرف تدلی کرے ساتھ نزول
کتاب کے تو اس مشہد کی صاحب کو ایک لباس نورانی باریک پہناتا ہے
پھر رویت اوسکی نسبت کلام ہو جاتی ہے پھر مینے دیکھی اسکی انحدار نزول کی
کیفیت حیز طبیعت اور عادت کی طرف تو کھل جاتی ہے اوسکی
چشم طبیعت اور بند ہو جاتی ہے چشم ملاء اعلی تو ہو جاتا ہے اوسکے
روبرو ایک خیال جیسے وہ دیکھ رہا تھا اور ایک امر کہ اوسکو یاد کرتا جیسے
اسکے غایب ہونے کے بعد اور کبھی پاتا ہے طلب ملاذ و اسباب سے
وہ شے جو اس سے سلب ہو گئی تھی یا اسکو اس سے منع کر دیا تھا
اور درمیان اوسکے ترقی اور انحدار کے حالات کثیرہ ہیں جو مینے
مشاہدہ کئے ہیں اس مشہد میں بعضے انمیں سے وہ ہیں
جو اعلی کے قریب ہیں اور بعضے وہ ہیں جو اسفل کے قریب ہیں
پھر پیدا ہوتی ہیں ان حالات سے وہ جو مین تمسے بیان کرتا ہوں
پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور پیدا ہوتا ہے خواب
اور حق یہ بات ہے کہ خواب خیالات ہیں بمثل احادیث نفس کے
کہ مجرد ہو جاتا ہے اونکی طرف واسطہ اوسکے تو پاتا ہے مرایا اور مسمع ہین
اور پیدا ہوتا خیال حق کا جس سے اوسکا دماغ بھر جاتا ہے اور پیدا
ہوتی ہے فراست صادقہ علی ہذا القیاس اور یہ بھی سب حیز حجاب ہین
ہین درمیان اس درگاہ کے جہاں حجاب نہین اور درمیان حجاب متاکد من
کل وجہ کی اور مینے ہر شیئ کی انمیں سے میزان اور مقدار کو پایا
اور مینے پایا ہر ایک کا مظنہ جو وہان پایا جاتا ہے لیکن مین نہین فارغ ہوا
اس مشہد مین واسطے احاطہ ان میزان اور مقدار ونکی اور کفایت
کرتا ہون انکے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ تعالی ہمکو توفیق دے
اونکی احاطہ کی ثانی الحال مین مشہد آخر عارف جب ہوتا ہے
اس حیز مین جو قریب طبیعت ہے نہین مشاہدہ کرتا فعل حق کو جیسا چاہیے
مشاہدہ کرنا تو کبھی مشتبہ ہوتا ہے نزدیک اسکے الہام ساتھ خطرہ

المشاهدة الثامنة والعشرون ٢٩

لايعلم ما حكم الله فيها فيتردد ويكون في ذلك برهة
من الزمان ثم انه ينجذب الى حين الحق فيصير عبد الله
فيتجلى له كل شيء فاين جمع نظره تجهة الى تلك الامور
المشتبهة والشكوك فينكشف ما اراده الحق و
قضى فكانه يرى رأى عين فان كان مكلما كلم
كلاما سويا وان كان مفهما لقنا فهم ولقن وتلك
عبرة بسورة الانفال سئل النبي صلى الله عليه وسلم
عن الانفال فبين ما حكم الحق فيها وكيف تقسم
وساق المؤمنين الى ذات الشوكة يعني الكفر به فلما اجتمع
الركب وذات الشوكة اختلف الاراء فالهام الحق
يجذب الى ذات الشوكة وميل الطبائع يجذب
الى الركب ثم هذا والى الحق ونزلت الامنة والمطر
واهتزت القلوب الى الحرب لا يدري مبدأ ذلك
ارادة الحق بهم النصر ام امور طبيعية فلما انجذب
النبي صلى الله وسلم الى حين الحق كلم بحقيقة
الامر في ذلك فان قلت اخبرني عن هذا الحين الذي
تقول انه حين الحق ما هو قلت هم الملاء الاعلى و
عظماء المؤمنين ومطمح بصائرهم تجمع في تجلي
من تجليات الحق وهو حظيرة القدس وهو الذي
قال النبي صلى الله عليه وسلم ان آدم احتج موسى
عند ربهما وهو قدم صدق عند ربهم ومن
وجده فهو على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه
اي يدخل نفسه لون من تلك الحضرة هي داعية
الحق في قلب المؤمن فتدبر فان المسئلة دقيقة
مشهد آخر بينما انا ملتفت الى النبي صلى الله عليه وسلم

حدیث نفس کی اور حالت آلہیہ ساکنہ طبعی کے اور ہوتا ہی کوئی
حادثہ نہیں جانتا ہی کہ اسمیں اللہ کا کیا حکم ہی تو متردد ہوتا ہی اوسمیں
ایک زمانہ گزر جاتا ہی پھر وہ منجذب ہوتا ہی طرف حیز حق کے پھر ہو جاتا ہی
عبد اللہ تو روشن ہو جاتی ہی اوسپر ہر شے پھر اوسکی نظر جمع ہو کے پہنچتی ہی الٹی باوان
امور مشتبہہ کی طرف اور ان شکوک کی طرف تو اوسکو کشف ہو جاتا ہی اراد
حق کا اور اسکا حکم تو گویا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہی پس اگر ہوتا ہی
کلام کیا گیا تو کلام کیا جاتا ہی برابر اور اگر ہوتا ہی سمجھایا گیا سمجھنے والا تو
سمجھایا جاتا ہی اور تعلیم کیا جاتا ہی اور تیرے واسطے عبرت ہے سورہ انفال کے سوال
کئے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انفال سے تو بیان کیا کہ کیا حکم حق کا ہے
اوسمیں اور کیونکر تقسیم کیجائے غنیمت اور روان کیا اس حکم کو حق نے
طرف ذات شوکت کے تاکہ گرمیت جائے پھر جب مجتمع ہو سوار اور ذات شوکت
تو ونکو مختلف ہوئیں رائیں الہام حق تو جذب کرتا تھا ذات شوکت کی طرف
اور میل طبائع جذب کرتی تھی طرف سوار ون کے پھر پیدا کی گئی وہ لوگ طرف حق اور
نازل ہوئی امن مطر اور جنبش ہوئی دلونکو طرف جہاد کے نہیں معلوم ہوتا تھا
کہ اسکا مبدا ارادہ اللہ کا ارادہ ان کی مدد کا تھا یا امور طبیعیہ تھی پھر جب قربت
منجذب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حیز حق کی طرف تو ان سے حقیقت امر کی
ان سے کلام کی گئی اس میں آپ اگر تم پوچھو کہ جسے تم حیز حق کہتے ہو وہ
بتاؤ کیا ہے تو سنو ہمتیں ملاء اعلی اور عظماء مومنین کے
اور اونکے مطمح نظر جمع ہوئیں اللہ کی تجلیوں میں سے ایک تجلی میں
اور وہ حظیرۃ القدس ہے اور وہ وہ ہی جسے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت آدم اور حضرت موسی کے بحث ہوئی نزدیک اللہ کے اور وہ ہی
قدم صدق عند ربہم اور جسنے اسکو پایا وہ ہی علی بینۃ من ربہ ویتلوہ
شاہد منہ یعنی اسکے نفس میں داخل ہوتا ہی رنگ اوس درگاہ کا
وہ داعیہ حق ہی مومن کے قلب میں پس خوب غور کر کہ مسئلہ دقیق ہے
مشہد آخر اس اثنا میں کہ میں متوجہ تھا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اذ طلع نور شاهق امتلاء خيالي به وبهت تحيرا
من شعشعانه فقيل لي من باطني على طريقة
الفراسة والتفطن هذا نور العرش وله مدخل
عظيم في نبوته صلى الله عليه وسلم ومعرفته
حقيقته لا يتم الا بمعرفة هذا النور ثم انحدرت
الى حيز الفكر والروية فتذكرت ما روي في كتاب
الدر المنثور في قصة حزقيل من رويته نور
العرش وانعقاد رسالته على لسان هذا النور

المشاهد الحادي والثلثون ٣١

مشاهد اخرى بالاجمال سألته
صلى الله عليه وسلم سوالا روحانيا كما نبهنا
عليه مرارا عن التسبب وتركه ايهما احسن لي
فنفح الي نفحة برد منها قلبي عن الاسباب والا
ولاد والمنزل ثم انكشف لي فشاهدت طبيعتي
تركن الى الاسباب وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت
روحي تركن الى التفويض وتستلذ به وتطلبه
وشاهدت ان بينهما مدافعة وان مخ هو الهما
الى مراد الروح نعم لله لطف خفي سيظهر منه بغير
اختيار ثم نفحني نفحة اخرى فتبين ان مراد الحق
فيك ان يجمع شملا من شمل الامة المرحومة بك
فاياك وما قيل ان الصديق لا يكون صديقا
حتى يقول له الف صديق انه زنديق واياك
ان تخالف القوم في الفروع فانه مناقضة لمراد
الحق ثم كشف لي نموذجا ظهر لي منه كيفية
تطبيق السنة بفقه الحنفية من الاخذ بقول
احد الثلثة وتخصيص عموماتهم والوقوف

کہ ایک ایسا نور طلوع ہوا بلند کہ میرا خیال پر ہو گیا اور میں اسکی
چمک سے متحیر رہ گیا تو میری باطن سے آواز آئی بطریق فراست
کے اور تفطن کے کہ یہ نور عرش کا ہے اور اسکو نبوت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم میں دخل عظیم ہے اور انکی حقیقت کی معرفت
پوری نہیں ہوتی جب تک اس نور کی معرفت نہو پھر میں نازل ہوا
طرف حیز فکر و رویت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب در منثور میں
روایت ہے حزقیل کے قصہ میں رویت نور عرش سے اور اونکی
نبوت کے منعقد ہونے سے اوپر زبان اس نور کے مشاہد
اخری بالاجمال مینے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال روحانی جیسا میں آگاہ کر چکا ہوں کئی بار
کہ میرے واسطے تسبب اچھا ہے یا ترک تسبب تو مجھے ایک ایسی
خوشبو آئی کہ میرا دل سرد ہو گیا اسباب اور اولاد اور گھر سے پھر مجھکو
کشف ہوا تو مینے مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت تو مائل اسباب کی طرف
اور اسے ڈھونڈھتی ہے اور اسکا ذائقہ چاہتی ہے اور میری روح راغب ہے
طرف تفویض کے اور اوسکی لذت چاہتی ہے اور اوسی ڈھونڈتی ہے
تو مشاہدہ کیا مینے مدافعہ اور پسندیدہ مراد روح کو ہے ہاں اللہ کے
لطف خفی بے اختیار ظاہر ہو جاتے ہیں پھر ایک اور خوشبو آئی اور
ظاہر ہوا کہ مراد حق کی ہے کہ تجھ میں جمع کرے وہ شیرازہ امت جو مرحومہ ہے
چھٹ گئی ہے تو خبردار اس سے جو کہا گیا ہے کہ صدیق نہیں ہوتا ہے
صدیق جب تک اوسے ہزار صدیق زندیق نہ کہیں اور
خبردار کبھی قوم کا مخالف فروع میں نہ ہونا اسلئے کہ
یہ مناقضہ ہے حق کی مراد کا پھر کھلا ایک نمونہ اوس سے
ظاہر ہوئی کیفیت و تطبیق سنت کے ساتھ فقہ حنفیہ کے
اخذ کرنے سے ایک کے قول کو قول ثلثہ یعنے امام اعظم اور صاحبین اور
کشف ہوئی تخصیص انکی عمومات کی اور انکے مقاصد کا وقوف

على مقاصدهم والاقتصار على ما يفهم من لفظ
السنة وليس فيه تاويل بعيد ولا ضرب بعض
الاحاديث ببعض ولا رفض الحديث صحيح بقول
احد من الامة وهذه الطريقة ان اتمها الله واكملها
فهي الكبريت الاحمر والاكسير الاعظم ثم نفحت نفحة
اخرى فطفقت فيها وصاة منه باخذ طريقة الانبياء
والتحمل لاعبائهم والتصدي لخلافتهم والشفقة
على الناس تعليما وارشادا ودعاء لهم وافاضة و
طلب ما يكون فيه صلاحهم ظاهرا ومعنى وفقنا
الله سبحانه للاخذ بسنة نبيه عليه الصلوة والسلام

المشاهدة الثانية والثلاثون ۳۲

مشهد آخر توجهت الى قبور ائمة اهل
البيت رضوان الله عليهم اجمعين فوجدت
لهم طريقة خاصة هي اصل طرق الاولياء وانا
ابين لك تلك الطريقة وابين لك ما ذا انضم معها
حتى صار طريقة الاولياء فاقول طريقتهم الا
لتفات الى الياد داشت اعني التيقظ الاجمالي الى
المبدء ولو من وراء الحجب ولكن مع الذهول
عن الحجب ومع الذهول عن ان هذا التيقظ
من جوهر النفس او من العلم الحصولي وبالجملة
تيقظ بسيط والتفات الى هذا التيقظ بنوع
ما فهذه طريقتهم ولما فني جوهر النفس من الاولياء
في هذه النقطة صار لفنائهم هيئة اخرى وراء
الالتفات ثم الهموا سبيلا يهتدون بها الى الفناء
فظهر الولايات بطولها وعرضها

المشاهدة الثالثة والثلاثون

مشاهد اخرى استفدت من جناب النبي صلى الله عليه وسلم

اور اقتصار اوسپر جو لفظ سنت سے سمجھا جاتا ہے اور
اوسمین نہین تاویل بعید اور نہ ضرب بعضے حدیث کے بعضے پر
اور نہ ترک کرنا ہر حدیث صحیح کا ساتھ قول ایک کے امت مین سے
اور یہ طریقہ اگر پورا کردے اور کامل اللہ تعالی تو کبریت الاحمر
اور اکسیر اعظم ہے پھر ایک خوشبو آئی اور اسمین مینے دریافت کیا
وصیت کو اوسکے واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیا کا اور تحمل کرنا
اُن کی طرح سختیون کا اور متصدی ہونا اُن کی خلافت کا اور
لوگون پر شفقت کرنا ازرے تعلیم و ارشاد کے اور اونکی دعا و افاضت
کرنے اور صلاح اُن کی واسطے طلب کرنے ظاہر اور باطن اللہ
سبحانہ ہمکو توفیق بخشے سنت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

مشہد آخر متوجہ ہوا مین طرف قبور آئمہ اہل بیت کے
رضوان اللہ علیہم اجمعین تو مینے پایا اونکا ایک طریقہ خاص
کہ وہی ہے اصل طریقہ اولیا کا سو مین تمسے بیان کرتا ہون
وہ طریقہ اور تمسے بیان کرتا ہون جو اوس طریقے سے منضم ہوگیا ہے
یہانتک کہ وہ ہوگیا ہی طریقہ اولیا کا سو تم سنو وہ اونکا طریقہ
یادداشت ہی کے طرف التفات ہے یعنے ایک تیقظ اجمالی مبدء کی
طرف اگرچہ پردون کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردون سے اور ذہول ہو
اس امر سے کہ یہ تیقظ جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی سے غرض تیقظ
بسیط ہے اور التفات اس تیقظ کے کسی نوع سے ہے
پس یہ طریقہ ہے اُن کا اور جب کہ فانی ہوگیا جوہر نفس
اولیا سے اِس نقطہ مین تو اُن کی فنا کی اور ہے
صورت ہوگئی سوائے التفات کے پھر اُن کو ایسے
رستے الہام ہوئی جسسے ہدایت پائین طرف فنا کے
پس ظاہر ہوئین ولایتین معہ طول اور عرض کے تمام

مشاہد اخری مستفید ہوئین گاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

ان کل من حصل منه قصور فی نقض العلاقات
الحبية من قلبه واثبات محبة الحق سبحانه وفی
عداوة الغير والسوی كما قال سيدنا ابراهيم
عليه السلام انهم عدو لی الا رب العالمين والا
كباب على الهيمان به تحققا لا معرفة فقط فانه
مغرور كائنا من كان سواء منعه عن هذه
الحالة العلاقات الطبيعية والاستغراق فی مشاهدة
سريان الوحدة فی الكثرة بحيث يصير محبا لكل شیء
لما فيه من سريان محبوبه او غير ذلك من الموانع
واستفدت منه صلى الله عليه وسلم ثلثة امور
خلاف ما كان عندی وما كانت طبيعتی تميل اليه
اشد ميل فصارت هذه الاستفادة من براهين
الحق تعالى علی احدها الوصاة بترك الالتفات الی
التسبب فانی كلما انحل ربقة الطبيعة غلب
على العقل المعاشی فصرت احب التسبب
ويجول فكری فی تمهيد الاسباب التی يحصل منها
الاولاد والاموال وكلما لحقت بالنبی صلى الله
عليه وسلم وبالملأ الاعلى جردت عن هذه الرذيلة
واخذ منی العهود والمواثيق ان لا اتسبب حتى
صارت مناقضة هذا الانی محسوسة بمنزلة الظلمة
والنور او نسيم الطيب والحر واكثر ما فی من
الامور لا مناقضة فيها بل هی على سنن الصواب
بحمد الله تكون الطبيعة مستسلمة للالهام ولكن
ابقى على شیء من مناقضة فی هذا الامر لسر عجيب
وثانيها الوصاة بالتقيد بهذه المذاهب الاربعة

کہ جس شخص سے قصور ہوا اوسکے دل سے نقض علاقات حبیہ اور نہ
اسباب محبت حق تعالی مین اور اوسکے غیر و سوا کی عداوت مین
جیسا کہ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہم عدو لی الا رب
العالمین اور منہ کے بل گرنے مین اس کی سرگشتگی عشق مین
ازروے تحقیق کے نہ فقط معرفت کے تو وہ شخص مغرور ہے آہین کوئی ہو
برابر ہے کہ اسے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات طبیعت نے
یا استغراق نے مشاہدہ سریان وحدت فی الکثرت کے اس حیثیت سے کہ ہر شے کو
دوست رکھے اسلیئے کہ اوسکے محبوب کا اس مین سریان ہے
یا سوا اسکے اور کوئی موانع مین سے اور استفادہ
کیئے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
تین امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اس کے خلاف
جدہر میری طبیعت بہت مائل تہی تو یہ استفادی ہو گئی ہر
واسطے براہن حق تعالی کی ایک تو وصیت ترک التفات کی
طرف تسبب کے کیونکہ جب مین نزول کرتا تھا طبیعت کی طرف
تو مجہپر عقل معاش غلبہ کرتی تہی مین دوست رکھتا تھا
تسبب کو اور دوڑاتا تھا فکر کو تمہید اسباب مین جس سے
حاصل ہو مال اور اولاد اور جب مین لاحق ہوا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اور ملاء اعلی سے اس رذیلت سے مجرد و آزاد ہو گیا
اور مجہسے عہد و پیمان لے لیا گیا کہ چہوڑ دون تسبب کو یہان تک
کہ تناقض ہوا ان دونون امرون مین محسوس بمنزلہ ظلمت و نور
یا اچہی ہوا اور گرم ہوا کی اور اکثر مجہمین جو امر تہے ان مین
مناقضہ نہ تھا بلکہ وہ بطریق صواب کے تھا الحمد للہ
کہ طبیعت سلامتی طلب تہی واسطے الہام کے لیکن باقی تہی ایک چیز
مناقضہ سے واسطے ایک سر عجیب کے اور دوسرا امر ہے
وہ وصیت تقید ان مذاہب اربعہ کے

لا اخرج منها والتوفيق ما استطعت وجبلتي تأبى التقليد
وتأنف منه راسا ولكن شيء طلب مني التعبد به بخلاف
نفسي وهذا نكتة طويت ذكرها وفي مفطمت جبلي لله
بسر هذه الجبلة وهذه الوصاة وثالثها الوصاة بتفضيل
الشيخين رضي الله عنهما فان طبيعتي وفكرتي اذا تركنا
وانفسهما فضلتا عليا كرم الله وجهه واحبتاه اشد
محبة ولكن الشيء طلب مني التعبد به خلاف المشتهى
وتبيان هذه المناقضات مني لولا ان شدة الجامعية

المشاهدة الرابعة والثلاثون

هي التي اوقعتني في ذلك **مشهد آخر** رأيت
وانا اطوف بالبيت العتيق لنفسي نورا عظيما يغشى
الاقاليم ويبهر اهلها فتفطنت ان القطبية اعني الارشادية
انما تصح بمثل هذا النور الذي يبهر ولا يبهر ويغلب
ولا يغلب فان من شيء الا يأتي عليه ولا يمتنع لديه

المشاهدة الخامسة والثلاثون

مشهد آخر هذا البيت العتيق والبناء
الشامخ رأيت فيه همم الملأ الاعلى والملأ السافل
ملصقة به متعلقة تعلقا يشبه تعلق النفس
بالبدن ورأيته محشوا انه مهمهم وارواحهم
كالورد يكون محشوا بماء الورد والقطن يتخلله
الهواء ورأيت انبعاث دواعي الناس الى هذا
البيت لانتياط هممهم بحضرته من الملأ الاعلى والسافل

المشاهدة السادسة والثلاثون

مشهد آخر اطلعني الله سبحانه على ما هو
فاعل بي وما منح لي من النعم الظاهرة والباطنة واعطاني
العصمة من المواخذة دنيا وآخرة فكل ما تجري
على من الشدائد فانما هي من مقتضيات الطبيعة
لا من باب المواخذة فامتن علي بهذا واخبرني

کہ میں نہ نکلوں اُنسے اور موافقت کروں تا مقدور اور میری سرشت
انکار کرتی تہی تقلید کا اور اُسسے انکار کرتی تہی لیکن ایک شی طلب کی گئی تہی
مجہسے واسطے عبادت کے موافق اُسکے بخلاف میرے نفس کے اور یہاں ایک نکتہ ہے
کہ مینے اسکا ذکر موقوف کیا اور الحمد للہ کہ مجہکو ودیعت ہو گیا اس جبلت اور وصیت کا
سر اور تیسرا امر وصیت اس امر کے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کیونکہ
میری طبیعت اور فکرت جب چہوڑی جاتی تہی تو تفضیل کرتے تہے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اور اُنسے بہت محبت رکہتے تہے لیکن اسمیں بہی
ایک شیء مجہسے تعبد کرائی تہی اسکا خلاف خواہش کے افسوس یہہ مناقضے
٣٤ مجہسے اگر نہوتی شدت جامعیت کے جسنے مجہکو اسمیں ڈالا مشہد
آخر مینے دیکہا جسوقت مین طواف کر رہا تہا کعبہ شریف کا ایک نور عظیم کہ
اُسنے ڈہانک لیا شہروں کو اور روشن کر دیا ہے اونکے اہل کو مینے
دریافت کیا کہ قطبیت یعنے ارشادیت صحیح ہوتی ہے ایسی نور سے کہ
سب پر غالب ہے کسیکا مغلوب نہیں اور سبکو روشن کرتا ہے اور کسی سے روشن
نہیں کیا جاتا اور ہر شئی اسکے پاس آتی ہے اور یہ کہیں نہیں جاتا پس غور کر
مشہد آخر اس بیت عتیق یعنے کعبہ شریف کو اور اس بنائے بلند کو
مینے دیکہا کہ اسمیں ہمتین ملاء اعلے کی اور ملاء سافل کی ملصق ہیں اُس سے
اور اُس سے ایسے متعلق ہیں جیسے نفس بدن سے اور مینے دیکہا اُسکو بہرا ہوا
اُنکی ہمتوں اور اونکی ارواح سے جیسے پہول میں گلاب کے عرق گلاب بہرا
رہے میں ہوا اور مینے دیکہا برانگیختہ ہونا لوگوں کے دواعی کا اس بیت شریف
کیطرف بسبب وابستہ ہونے اُنکی ہمتوں کے ساتہ اُس درگاہ کے جسمین ملاء اعلے اور
ملاء سافل مشہد آخر اطلاع دی مجہکو اللہ سبحانہ نے اوپر
اس شئے کے جو وہ مجہسے کرنے والا ہے اور دینے والا ہے مجہکو
نعمتیں ظاہر اور باطن کی اور عطا کی مجہکو عصمت دنیا و آخرت کی
مواخذہ سے پس جو سختیان کہ مجہپر گذرین وہ مقتضیات طبیعت
تہین نہ مواخذہ کی وجہ سے مجہپر احسان کیا اور خبر دی مجہکو

بانه شيء قل ما يسمح به للاولياء واعطاني رغد العيش
وجعل لي من كل سعادة نصيبا معتدا به وكساني
خلعة الخلافة الباطنة فظهر هذا السر دفعة وبهر
عقلي ثم انفسر على بعد ثم تمت الامر على ما هو عليه

تحقيق شريف قد يكشف على العارف
ما سيأتي من نعم الله سبحانه واهل الله على طبقتين
في كشف هذه الامور فاصحاب الكشف الالهي يرون
تلك الواقعة في مرآة الحق يعني يرون تحديق الحق
بهذا العبد ويعرفون انعقاد الارادة في الملأ
الاعلى بايجاد كذا او كذا وتقريب كذا وكذا وليس
نظرهم ينصرف الى نفس تلك الواقعة فلذلك
لا يستطيعون ان يخبروا عن تفاصيل تلك الواقعة
كما يخبر عنها صاحب الكشف الكوني وربما انكشف
لهم خزائن تلك الافاضات من الملأ الاعلى ومنابعها
كما قال عز من قائل وان من شيء الا عندنا خزائنه
وما ننزله الا بقدر معلوم فيتحير الحواس الظاهرة
والباطنة التي هي اجزاء بهيمية منه في بعض الاحيان
مما يتشعشع عليه من انوار الخزائن والمنابع ولا يدرك
ما هذا المقدار الذي ينزل وهذه حضرة عجيبة
ينبغي ان يحتاط فيها لا يختلط بتلك الحضرة رؤية
وتفكر وحديث نفس فيرى الصغير كبيرا والحقير
عظيما لمعنى في المرآة فيخبر بكبر هذا المقدار النازل
وعظمه فيكذب وهذه المظنة مظان قوله تبارك
وتعالى وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي
الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته واصحاب

کہ وہ ایک ایسی شے ہے کہ کم ملی ہے اولیا کو اور عطا کی مجکو خوش
زندگانی اور ہر سعادت سے مجکو اچھا حصہ دیا اور مجکو خلافت
باطن کا خلعت پہنایا پس ظاہر ہوا یہ سر ایکدفعہ ہے اور متحیر
ہو گیا میں پہر ظاہر ہوا مجہپر اسکے بعد تو سمجھ گیا میں جو کچھ تھا

تحقیق شریف کبہی عارف پر کشف ہوتی ہیں وہ امور
جو آنے والے ہیں خدا تعالی کی نعمتوں سے اور اہل اللہ کے
دو گروہ ہیں ان امور کے کشف میں تو اصحاب کشف الٰہی تو دیکھتے ہیں
اوس واقعہ کو مرآت حق میں یعنے دیکھتے ہیں حق کی نظر اس بندہ
پر اور پہچان لیتے ہیں اس سے منعقد ہونیکا ارادہ ملا اعلی میں
ساتھ ایجاد کذا و کذا اور تقریب کذا و کذا کی اور ان کی نظر نہیں
پہرتی اس واقعہ کی نفس کی طرف تو اسی واسطے وہ خبر نہیں دے سکتے
تفصیلوں کے اس واقعہ کے جس طرح خبر دیدیتے ہیں صاحب
کشف کونی اور کبہی ان کو منکشف ہوتی ہیں خزانے افاضات
ملا اعلی کے اور اونکے چشمے جیسا خدا تعالی فرماتا ہے -
وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم پس متحیر
ہو جاتے ہیں حواس ظاہری اور باطنی ایسے وہ حواس جو
اجزائے بہیمیہ ہیں بعضی اوقات جب چمکتے ہیں انوار خزاین اور
چشموں کے اور نہیں دریافت ہوتا کہ کسقدر ہے جو نزول ہوگا
اور یہ درگاہ عجیب ہے چاہیے کہ احتیاط کرے اس میں تا مخلوط
نہو جائے یہ درگاہ رویت و تفکر اور حدیث نفس کہ دیکھے
صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم بسبب معنی مرآت کے تو خبر دی
بڑائی اوس مقدار نازل کی اور عظمت اوسکی تو نہیں جھوٹا ٹھیرے
اور یہ ایک مظنہ ہے مظان سے قول تبارک و تعالی کے
وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا
اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ اور اصحاب

الكشف الكوني يطلعون على تلك الواقعة بمثل
رؤيا وهاتف من غير معرفة الخزائن والمبادي
فان كانوا ممن لا يحتاج الى التعبير لموافقة تصوير
خيالهم بتصوير الطبيعة الكلية لمعنى مثالي في جسد
ارضي جسم او جسماني كان الامر على ما رأوا من غير
تفاوت والا احتاجوا الى التعبير وكان الوقوف على
حقيقة الامر اصعب من خرط القتاد ايضا

تحقیق شریف

للامة المرحومة اسوة
حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحاب
الخلافة الظاهرة اعني المعتنين باقامة الحدود واعداد
ادوات الجهاد وسد الثغور واجازة الوفود و
جباية الصدقات والخراج وتفريقها على مستحقيها
وفصل الاقضية والنظر في اليتامى واوقاف
المسلمين وطرقهم ومساجدهم واشباه هذه الامور
فمن كان مشتغلا بهذه الامور نسميه بالخليفة
الظاهرة لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم
فيما سن من هذا الباب بالتفصيل المذكور في كتب
الحديث ولاصحاب الخلافة الباطنة اعني المعتنين
بتعليم الشرائع والقرآن والسنن والآمرين بالمعروف
والناهين عن المنكر والذين يحصل بكلامهم نصرة
الدين اما بالمجادلة كالمتكلمين او بالموعظة كخطباء
الاسلام او بصحبتهم كمشايخ الصوفية والذين
يقيمون الصلوة والحج والذين يدلون على طريق
اكتساب الاحسان والمرغبون في التنسكات والزهد
والقائمون بهذا الامر هم الذين نسميهم

کشف کونی سے مطلع ہوتے ہیں اوس واقعہ پر مانند خواب یا
ہاتف کے بے جانے خزائن اور مبادی کے تو اگر ہوتے ہیں اون میں سے
جو تعبیر کے حاجت نہ رکھیں بسبب موافق ہونے اونکے خیال کے
تصویر کے ساتھ تصویر طبیعت کلیہ کے واسطے معنے مثالی کے
جسد ارضی میں جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا ہی جیسا
اونہوں نے دیکھا بلا تفاوت اور نہیں تو حاجت ہوتی ہے
تعبیر کے اور واقف ہونا حقیقت امر پر اوسوقت بہت دشوار
ہوتا ہے ہاتھ پھیرنے سے اوپر درخت خاردار کے

تحقیق شریف

امت مرحومہ کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی بہت خوب ہے اصحاب خلافت ظاہری کو حدین جاری
کرنے اور اسباب جہاد طیار کرنا اور حدود ولایت نگہبہ رکھنے اور
ایلچیون کو اجازت دینی اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا
اور اوسکو اوسکے مستحقون پر تفریق کرنا اور قضایا فیصلہ کرنے
اور یتیمون کا غور کرنا اور مسلمانون کی اوقاف اور رستون کی
حفاظت اور مسجدون کی خبرگیری اور علی ہذا القیاس جو ان امور سے
مشتغل ہو اوسکو ہم خلیفہ ظاہری کہتے ہیں اوسکے واسطے
پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت اچھی ہے جو طریقہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اس باب میں اور اوسکی تفصیل کتب
حدیث میں مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی ہیں یعنی شرائع تعلیم
کرتے ہیں اور قرآن شریف اور حدیث شریف اور امر معروف و نہی
عن المنکر کرتے ہیں اور جنکے کلام سے دین میں نصرت حاصل ہوتی
ہے یا تو ساتھ مجادلے کے جیسے متکلمین یا ساتھ نصیحت کے جیسے
واعظین یا ساتھ صحبت کے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قائم کرتے ہیں
نماز اور حج ادا کرتے ہیں اور جو لوگ رہنمائی کرتے احسان کے طریق حاصل
کرنیکی اور ترغیب دیتے ہیں عبادت اور زہد کے ان لوگوں کو ہم کہتے ہیں

ههنا بالخلفاء الباطنين لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هذا الباب بالتفصيل الذي ترى في كتب الحديث فهذه المقدمة بكليتها مجمع عليها ولذلك ترى الفقهاء ياخذون بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اشباه هذه المظان ويتمسكون بها في ذلك ولما اصّلنا هذا الاصل فلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة وقد ذكرنا هذه المسئلة في القول الجميل في بيان سواء السبيل ولنا ان يفرع عليه بعث الدعاة والرسل فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث في الاقطار والقبائل من يدعوهم الى الايمان بالله ورسوله ويبلغهم الشرايع كما بعث ابا موسى رضي الله عنه الى الاشعريين وابا ذر رضي الله عنه الى غفار واسلم وعمرو بن مرة رضي الله عنه الى جهينة وعامرا الحضرمي رضي الله عنه الى بني عبد القيس ومصعب بن عمير رضي الله عنه الى اهل المدينة ولم يفوض اليهم شيئا من امور الخلافة الظاهرة انما كان شانهم دعوة الناس الى الاسلام وتعليم القرآن والسنن وفرق بين الخليفة الظاهر والخليفة الباطن من حيث ان تعدد اهل الباطن لا يفضي الى تخاصم وتنازع دون الخلافة الظاهرة وفرق بين الخليفة وبين الداعي والرسول فان الخليفة ينبغي ان يكون عالما وسيع العلم وسيع الكلام والداعي يجوز ان يكتب له عهد يعمل عليه ليس له وراء ذلك ويرجع فيما اشكل الى الخليفة واكثر سنة الله عادة

خلیفہ باطنی انکے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو فرما دیا ہے آپنے اس باب مین جسکی تفصیل مذکور ہے کتب حدیث مین پس اس مقدمہ کل پر اجماع ہے اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہین سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثواب ہمارے واسطے ہے کہ ہم تفریع کرین اسپر بھیجنا داعیون اور نایبونکا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے تھے اطراف مین اور قبایل مین ایسے لوگ جو داعی ہون ایمان کے اللہ اور اسکے رسول پر اور اونکو احکام شرع پہنچائین چنانچہ آپنے بھیجا ابو موسے رضی اللہ عنہ کو قبیلہ اشعری مین اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کو غفار اور اسلم مین اور عمرو ابن مرہ رضی اللہ عنہ کو طرف جہینہ کے اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبد القیس کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ کے اور اون کو کچھ تفویض نکیا امور خلافت ظاہر مین سے پس اونکا یہہ کام تھا کہ لوگون کو اسلام کیطرف داعی ہون اور تعلیم کرین قرآن شریف اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری اور خلیفہ باطنی مین یہہ ہے تعدد اہل باطن کا مفضی الی المنازعت نہین ہوتا انکی آپسمین خصومت نہین ہوتی بخلاف اہل ظاہر کے اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی کے اور ایلچی کے یہہ ہے کہ خلیفہ توچاہیے عالم وسیع العلم وسیع الکلام اور داعی کو لکھدیا جاسکے ایک دستور العمل اوسپر عمل کرے اوسکے سوا جو اشکال ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے اونکے

۲ اشباہ الامور مین اور سند لیتے ہین سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ×

المشاهدة السابعة والثلاثون

والرسل توءخذ من بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ایاهم الی قوامهم قبل الهجرة فتدبر **مشهد**
آخر وجدت روحی تضاعفت وعظمت
وسبغت واتسعت فتاملت فی هذا الوجدان
ففطنت بانه شیء یجده العارف وسره حلول اسرار
الحضرات الالهیة المنعقدة فی الملاء الاعلی بروحه
ونزول برکات الاسماء الالهیة المنعقدة فی المدارك
الجبلیة اولًا والمنقسمة بایات متلوة منزلة علی قلب
رسول مجتبیٰ وباسماء مشهورة صار التعبیر بها
عن الحق بحسب صدور تلك الآثار منه جبلة وجبلة
وطبیعة وحدیثًا فی الناس ثانیًا فحلول تلك الحضرات
والبرکات بروحه یورث فیها سعة وقوة فلن ترٰی
احدًا یحدق فی مثل هذا الرجل الا امتلاء منه
رعبا وتعظیما وظهر من سیماء وجهه کرام
ذاته وظهرت البرکات فی فراسته وهمته فهذا

المشاهدة الثامنة والثلاثون

سر هذا الوجدان واصله **مشهد آخر**
رایت حضرة نسبتها من الطبیعة الکلیة کنسبة
قوة الارادة والعزم المقرونین بالتحریك من طبیعة
فرد من افراد الانسان فکما ان خیال الانسان
یتمثل فیه لذة جلب نفع او دفع ضرر ثم یصطفی
الخیال خلاصة هذه الصورة فیلقیها فی تلك
القوة فتنبعث القوة فیحصل العزم فیحصل تحریك
العضلات الی الفعل المطلوب فکذلك النفس
القویة المتجردة یتمثل عندها همة ظهور
واقعة فی الناسوت فتصطفی خلاصة تلك الصورة

اور ایلچیوں کے اخذ کئے جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے داعی اور ایلچی بھیجنے سے طرف قوموں کے ہجرت سے پہلے پس غور کرو
مشہد آخر میں نے اپنی روح کو پایا کہ دوچند ہوگئی اور عظیم
اور فراخ اور وسیع ہوگئے تو میں نے تامل کیا اس وجدان میں
تو دریافت ہوا کہ عارف اس شئے کو پاتا ہے اور سر یہ ہے کہ
اسرار حضرات الٰہیہ کے جو منعقد ملاء اعلیٰ میں ہیں عارف کی روح
میں حلول کرتے ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات الٰہی کا جو منعقد ہیں
مدارک جبلیہ میں اولًا اور منقسم ہیں ساتھ ایات متلوہ منزلہ اوپر
قلب رسول مجتبیٰ کے صلی اللہ علیہ وسلم یا اسمائے مشہورہ جنکو تعبیر کرتے ہیں
حق سے موافق صدور ان آثار کے اوس سے از روے سرشت و جبلت
اور طبیعت اور ردیدن فی الناس کے ثانیًا پس حلول ان حضرات کا
اور برکات کا عارف کی روح میں پیدا کرتا ہے وسعت و فراخی
اور قوت پس نہ دیکھیگا تو کسیکو کہ وہ ایسے شخص کو غور سے دیکھے اور اسکے
رعب میں آجاوے اور اسکی عظمت سے اور تعظیم سے پیش نہ آوے اور ظاہر
ہوتا ہے اوسکے جلال چہرہ سے اوسکی ذات کا کرم اور اسکی فراست و ہمت میں
برکتیں پس یہ سر ہے اس وجدان کا اور اسکی اصل **مشہد آخر**
میں نے دیکھی ایسی درگاہ کہ اوسکی نسبت طبیعت کلیہ سے ایسی ہے جیسے
نسبت قوت ارادہ و عزم کو درحالیکہ مقرون ہوں حرکت طبیعت
کسی فرد کے افراد انسان میں سے تو جسطرح انسان کے خیال میں لذت نفع
حاصل کرنیکی یا ضرر دفع کرنیکی متمثل ہوتی ہے پس خیال خلاصہ
اوس صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اس قوت میں اوسکو ڈالدیتا
ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے
پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے طرف مطلوب کے اسیطرح
نفس قوی مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہمت ظہور واقعہ کے
بیچ عالم ناسوت کے اور نکال لیتی ہے خلاصہ اس صورت

المطلوبة فتحملها مع معرفتها بربها الى تلك الحضرة
فينبعث القضاء من قلب الطبيعة الكلية و
تحصل صورة الواقعة في المثال ثم اذا جاء وقت
حدوث الواقعة في الناسوت احدثها الله
كما خلقها في المثال وفطنت ان تأثير الهمة بالوجه
الذي ذكرنا هو كمال الانسان وانه معنى صيرورة
النفس جارحة من جوارح الحق في البرزخ

تحقيق شريف

قد ينكشف على العارف
ان القضاء تعلق حتما بايجاد الواقعة الفلانية على نحو
كذا وكذا وان القدر في ذلك مبرم ثم يتوجه الى الله
هذا العارف ويجتهد همته ويلح في الدعاء حتى ينقلب
القضاء قضاء بايجادها على نحو آخر فيوجد حسب
الهمة وذلك كما روي عن سيدي عبد القادر
الجيلاني رضي الله عنه في قصة تاجر من اصحاب
حماد الدباس وكما وقع لسيدي الوالد رضي الله عنه
في قصة مرزا هداية الله وغيرها وفيه من الاشكال
ما لا يخفى والحق عندنا انه يكون على وجهين احدهما
ان بعض الاسباب العالية يقتضي هذا الامر
اقتضاء امتثاليا وكل اقتضاء فانما في شيء واحد
وليس فيه احتمال نقيضه وانما فيه صورة
الواقعة كاملة وافرة من غير انقباض يرد عليها
بسبب آخر فانكشف عليه هذا الاقتضاء المثالي
بصورته وهيئته وراى منبع القدر المبرم من
كوة هذا الاقتضاء ولم يره مما حفظ انه
القدر المبرم ثم ان همته صادفت سببا من الاسباب

مطلوبہ کا اور اٹھا لیجاتی ہے ساتھ معرفت اپنے رب کے
اوس درگاہ میں پھر برانگیختہ ہوتا ہے حکم طبیعت کلیہ کے قلب سے
اور عالم مثال میں صورت واقعہ آتی ہے پھر جسوقت ہوتا ہے
موقع اوس واقعہ کا عالم ناسوت میں اللہ اوسکو پیدا کر دیتا ہے
جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال میں تو میں نے دریافت کیا کہ ہمت کی
تاثیر اسوجہ سے جو ہم نے بیان کی یہی کمال ہے انسان کا
اور وہ معنی ہیں اس بات کی کہ نفس جارحہ ہو جاوے حق کی جوارح سے
برزخ میں تحقیق شریف کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو
کہ قضا ضرور متعلق ہے ایک واقعہ کے ایجاد کرنے میں اس طرح
اور اس طرح اور اوسمیں تقدیر مبرم ہے پھر وہ عارف دعا کرتا ہے
کوشش ہمت سے اور دعا میں بہت الحاح کرتا ہے یہاں تک کہ وہ
قضا منقلب ہو جاتی ہے ایجاد میں دوسری طرح پر اور پاتا ہے
اوسکو حسب ہمت چنانچہ روایت ہے حضرت سیدی عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ سے بیان میں ایک سوداگر کی حضرت
حماد دباس کی اصحاب میں سے اور جیسا کہ واقع ہوا جناب والد رضی اللہ
عنہ سے بیچ قصہ مرزا ہدایت وغیرہ کے اور اس میں جو اشکال ہے
وہ مخفی نہیں ہے اور حق میرے نزدیک یوں ہے کہ یہ امر دو وجہ پر ہوتا ہے
ایک تو یہ ہے کہ بعضے اسباب عالیہ مقتضی ہوتے ہیں اس امر کے
از روئے اقتضائی مثالی کے اور بیشک ہر اقتضا میں ایک شے واحد سے
اوسکی نقیض کا احتمال اوسمیں نہیں ہے اور بیشک اوسمیں صورت
واقعہ کی کامل اور وافر ہے بغیر کسی انقباض کے جو اوس پر وارد
ہو کسی اور سبب سے تو منکشف ہوتا ہے عارف پر یہ اقتضائی
مثالی اپنی صورت اور ہیئت پر اور دیکھتا ہے منبع قدر مبرم کا
روزن سے اس اقتضا کے اور اوسکو نہیں دیکھا پس گمان کرتا ہے کہ
قدر مبرم ہے پھر اوسکی ہمت ہمت ہو جاتی ہے اسباب

المعدة لنزول القضا فعند مزاحمتها تلك الاسباب كانت حكمة الله ان يقبض امرا عما كان عليه ويبسط امرا مما كان عليه فيظهر المراد والثانى ان الله سبحانه يخلق صورة تلك الواقعة فى عالم المثال من اجزاء القوى الروحانية قبل ان يخلقها من الاجزاء الجسمانية ثم ينزلها الى الدنيا فتصير متحدة بالواقعة الناسوتية وهذا معنى انزال الانعام وانزال الميزان والحديد وانزال البلاء فيعالجها الدعاء فهذه الصورة المخلوقة فى عالم المثال ربما يمحقها المحو قال عز من قائل يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب والمحو هو الذى سمى ردّ قضا فى قوله صلى الله عليه وسلم لا يرد القضا الا الدعاء فينكشف على العارف وجوه تلك الواقعة ويعبر عن ذلك بالقضا المبرم ثم تصادمه الهمة فيتحول له عن مستن طبيعته والله اعلم

تحقیق شریف ایضا

قد يعد الله سبحانه لواحد من اهل الله موعودا ثم لا يظهر الامر على ما وعد مع كون الالهام حقا فيشكل هذا على كثير من الناس وتكلم المشائخ فى دفع الاشكال فقالوا ربما يكون اللطف بهذا العبد ان يوعد بوعد حسن فيرغب فيه وينتظره ثم لا يوفى بالوعد فيترقى من حب النعمة الى حب المنعم ومن حب الافعال الى حب الذات والصفات يريدون ان ترك الوفا بالوعد ليس فى نقيضه يجب تنزيه الله سبحانه عنها بالاطلاق

مستعد ہین سے واسطے نزول قضا کے پس وقت مزاحم ہونے آن اسباب کے اوس وقت اللہ کی حکمت ایک امر قبض کر لیتی ہے اور دوسرا امر بسط کر دیتی ہے تو مراد ظاہر ہو جاتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ پیدا کرتا ہے صورت اوس واقعہ کی عالم مثال مین قبل اجزاء جسمانیہ سے پہر اوسی دنیا کی طرف نازل کرتا ہے تو متحد ہو جاتی ہے وہ صورت واقعہ ناسوتیہ سے اور یہ معنی ہین نازل کرنے انعام اور میزان اور حدید کے اور نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اوسکا دعا پہر یہ صورت مخلوقہ بیچ عالم مثال کبہی محو ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالی نے یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور محو وہ شئے ہے جسکا نام رد قضا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ لا یرد القضاء الا الدعاء پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود اوس واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے اوسکو قضائے مبرم پہر مصادم ہوتی ہے اوسکو ہمت تو پہیر دیتی ہے اوسکی طبیعت کے متن سے واللہ اعلم

تحقیق شریف

کبہی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالی سبحانہ کسی اہل اللہ سے پہر نہین ظاہر کرتا اوس امر کو اوس وعدہ پر باوجودیکہ الہام حق ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگون پر اس اشکال کے دفع کرنے مین مشایخ نے کلام کیا ہے تو کہا ہے مشایخ نے کہ اکثر اوقات لطف الہی اس بندہ پہ ہوتا ہے کہ ایک اچہا وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت ہے اور اوسکا انتظار کرتا ہے پہر وہ وعدہ وفا نہین ہوتا تو یہ بندہ محبت نعمت سے ترقی کرکے منعم کے محبت کرتا ہے اور افعال کی حب سے حب ذات صفات کرتا ہے مشایخ نے ارادہ کیا اس امر سے یہ وعدہ وفا نکرنا نقص نہین ہے واجب ہے اللہ تعالے کے تنزیہ مطلق

× اجزاے قواے روحانیہ سے پہلے اس سے کہ اوس صورت واقعہ کو پیدا کرے

بل ربما يكون ضيقا وغما ورداوتلبيسا فيكون من
باب النقيصة والله منزه عن هذا القسم وربما
يكون لطفا بالعبد وسببا للترقيه وتقريبا له فيكون
من صفات الكمال ولهذا نظائر منها تقديم كلمة
او تأخيرها من محلها الضرورة رعاية الفاصلة و
كذلك التكلم بالمجاز لضرورة فقد كلمة مثلها من
الحقيقة في العذوبة ومثل ذلك فان اخذنا ناخذ
بمعنى الاضطرار وعدام القدرة كان نقيصة و
ان اخذناه بمعنى نزول القرآن على لغة قريش
و كان من لغتهم التقديم والتاخير لرعاية الفاصلة
والتجوز لعذوبة فانزل وفق لغتهم من غير اضطرار
له الى ذلك ولكن لطفا بهم ليكون الكتاب بلغتهم
التي يعرفونها فيتدبروه حق تدبره كان من صفات
الكمال فهذا قولهم وهذا توجيهه وتقريره لكنا
نقول هذا وجدان حق انكشف لهم ثم رجعوا
بعد ذلك الى رويتهم فاستقبلهم علومهم التي
خزنتها صدورهم فنحت منها تاويل وجدانهم
ونزل الطمينان قلوبهم بالوجدان اطمينانا بهذا
التاويل المنحوت من حيث لايشعرون ولكن ما
اتفق ذلك وهذا بعينه نظير مسئلتنا هذه
فكما ان الوعد حق والموعود فانه لا يظهر كذلك
التعليم حق وفيه تاويل منحوت فتدبر واما الحق
الصراح ان الالهام ضرب من تجلي الحقائق
للعبد على طهر عليه هنا اسدال بينه وبين حالة
التجلي الصراح حجاب وضاق بينه وبينها المجال الذي

بلکہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ تنگی و غم اور تلبیس ہوتا ہے تو یہ
نقص ہوا اور اللہ تعالی نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے بندہ کو
لطف اور اوسکے ترقی کا سبب اور ترقی کے تقریب تو یہ صفت
ہوئی کمال کی اور اسکے واسطے نظیرین ہیں اور نظیر و مثلین
سے ہے تقدیم کلمہ یا تاخیر اوسکے اوسکے محل سے واسطے ضرورت
رعایت فاصلہ کے اور اسیطرح کلام کرنا مجاز سے بسبب ضرورت
نہونے کلمہ کے مثل اوسکے حقیقت مین عذوبت مین یا مانند اسکے تو اگر ہم سمجھیں
اضطرار اور عدم قدرت جانین تو نقصان ہے اور اگر ہم یہ سمجھین
کہ قرآن شریف لغت قریش مین نازل ہوا ہے اور اونکے لغت مین
تقدیم و تاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور تجوز عذوبت
کے یہ انکے لغت مین نازل ہوا ہے اضطرار کے سبب نہین بلکہ
اون پر لطف کر کے کہ کتاب انکے لغت مین ہے جیسے وہ جانتے
ہین تو وہ اسمین تدبر کرین جسقدر تدبر چاہیے تو صفات کمال
سے ہے بس یہ قول انکا اور یہ ہے توجیہ اور تقریر اوسکی
لیکن ہم کہتے ہین یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا انکو پھر جو
ہے وہ بعد اسکے طرف رویت کے تو روبرو آئے انکے وہ علوم
جنکا خزانہ سینہ مین انکے کھل گئے اونسے تاویل اونکے وجدان کے
اور انکے قلوب کو اطمینان حاصل ہوگیا اطمینان سے اس
تاویل تراشی ہوئی سے اور جانے سے کہ انکو خبر نہین اور ایسا
اکثر اتفاق ہوا ہے اور یہ بعینہ ہمارے اس مسئلہ کی نظیر ہے بس
جیسا کہ وعدہ حق ہے اور موعود کبھی نہین ظاہر ہوتا اسیطرح تعلیم
حق ہے اور اسمین تاویل تراشیدہ ہے فتدبر اور حق صریح یہ ہے
کہ الہام ایک قسم ہے تجلی حقائق کی واسطے بندہ کے جبکہ باقی رہے
جستجو چھوڑ دیا جاتا ہے درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کی حالت کے حجاب
اور تنگ ہوتا ہے درمیان بندہ اور حالت تجلی کے جو کہ قدر

حلقة بين الابهام والمسبحة انقلب الفيض خطابا
والهاما وخاطرا وهاتفا على اختلاف استعداد
القوى المدركة والاسباب الحاكمة فى الوقت
واذا كان ذلك كذلك فسبب عدم وقوع الموعود
امران احدهما ان ينكشف له اقتضاء سيد من
سادات الملاء الاعلى مما لو خلى الامر مع هذا
الاقتضاء فقط لوجب فى حكمة الله ان يجيب
دعائه ويوفر له اقتضائه لكن هنالك اقتضاء
آخر مثلها واكد منه يجب فى حكمة الله عند اجتماعهما
واصطكاكهما فى القوة التى هى فى قلب الطبيعة
الكلية بمنزلة قوة الارادة والعزم المقترنين
بتحريك العضلات ان يقضى بنحو آخر ويوجد
فى المثال صورة اخرى فهذا العبد لم يصل
الى صميم القوة العازمة التى هى فى قلب الطبيعة
الكلية وانما تخيل انها فى مركز العرش وان المركز
لذلك صار ماوى العناصر والمواليد حتى يفيض
اليها بلا واسطة ويأخذ عنها شفاها بل يصل
الى خلاصة سيد وصفاوة همته وينظر من
تلك الكوة الى القوة العازمة فيختلط لون
المرآة بالمرئى فى الحدقة ويقصر علمه عن احاطة
الاسباب والوصول الى صميم هذه الحقيقة فلا
يعرف الا هذا الاقتضاء وحكمه اذ همة هذا
السيد جامعة لهذه الاحكام مانعة للاحكام
المضادة لها فيسرى الجمع والمنع فيه من حيث
لا يدرى ثم ينقلب هذا الانكشاف خطابا بالاسباب

حلقہ انگشت ابہام ومسبحہ کے تو ہوجاتا ہے تجلی خطاب الہام اور
خاطر وہاتف حسب اختلاف استعداد قوت دراکہ کے اور اسباب حاکمہ
فی الوقت کے اور جب ہوا وہ امر اسطرح تو سبب عدم وقوع
موعود کا دو باتین ہین ایک تو یہ ہے کہ اُن دونون مین سے
کہ منکشف ہو بندہ کو اقتضا کسی سید کا سادات ملا اعلے سے اس
حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھ اس اقتضا کے فقط تو ضرور ہے
اللہ کی حکمت مین یہ کہ قبول ہو دعا اوسکی اور زیادہ کیا جاوے
اوسکے واسطے اوسکا اقتضا لیکن وہان ایک اور اقتضا ہے دوسرا
اُسکے مانند اور اُس سے موکد کہ واجب ہے اللہ کی حکمت مین جب وہ
دونو اقتضا جمع ہون اور ایک دوسرے سے مقابلہ کرین قوت مین وہ قوت
کہ طبیعت کلیہ کے قلب مین ہے بمنزلہ قوت ارادہ وعزم مقرونین کے
عضلات کے تحریک کو تو حکم ہو دوسری طرح اور پائی جاوے مثال مین
دوسری صورت تو پس یہ بندہ لیا اوقات نہین پہنچا اوس صمیم
قوت عازمہ کو جو قلب مین ہے طبیعت کلیہ کے اور بیشک میں خیال
کرتا ہون کہ وہ مرکز عرش مین ہے اور تحقیق مرکز واسطے اُسکے
ہوگیا ہے ٹھکانا عناصر ومو الید کا تاکہ فائض ہو اُسکی طرف بلا واسطہ
اور اخذ کرے اُس سے طرف اُسکے بلکہ پہنچی طرف خلاصہ سید اور
صفا ہمت کو اور اُس روزن سے قوت عازمہ کو تا مختلط ہوجاوے
رنگ آئینہ اور مرئی کا آنکھ مین اور قاصر ہوا اوسکا علم احاطہ
اسباب سے اور پہنچنے سے تہہ کو اس حقیقت کے تو نہ پہچانی
وہ بندہ مگر یہہ اقتضا اور اسکا حکم اسواسطے کہ ہمت
اُس سید کی جامع ان احکام مانع ہے اوسکے احکام
مضادہ کو پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اوسمین
اس حیثیت سے کہ نہین دریافت کرتا پھر منکشف
ہوجاتا ہے یہہ انکشاف خطاب ساتھ اُن سببونکے

ما ذكرنا وما طوينا ذكره وليس هذا اخبارا
شفاهيا حتى يكون صادقا البتة وثانيهما ان ينكشف
له امر مجمل ويجيء لهذا الانكشاف الاجمالي الهاما
مجملا فيتبادر اليه العلوم المخزونة في صدره فتشرح
شرحا من حيث لا يدري وكما انها تشرح الانكشاف
الاجمالي في المنام فيصير رؤيا يحتاج الى التعبير
فكذلك هذا المختلط من الهام اجمالي وشرح
وتفسير منبعث من العلوم المخزونة يحتاج الى
التعبير لا عبرة حينئذ بالثلج والاطمينان لانه
في الحقيقة ثلج بالامر الاجمالي من حيث هو محفوظ
في هذا الشرح وربما تبادر واليه هاجس نفس
واستعجال طبيعة وتسويل شيطان فقصر
نظره عن التمييز فبقي الامر عنده غير مبين وبالجملة
فمن رأى هذه الصورة المختلطة قال وعد و
لم يوجد الموعود ومن رأى كل شيء متميزا
من غيره قال الوعد اجمالي وقد وفى به ولو في
نشأة دون نشأة وشيء دون شيء والصورة
منحوتة اما بما هو تفسير له محتاج الى التعبير
ولم يعبر حق التعبير واما يخلط تلويث الصدق
ولم يبق على صرافته فبالجملة فالوجهان جميعا
انما يعتريان المتوسطين اما اهل الكمال فهم
بمعزل من ذلك اللهم الا المحتاج الى التعبير
ولكنهم لتبحرهم في احكام النشآت لا يعمى عليهم
الامر والله اعلم

تحقيق وتمثيل

اعلم ان الارادة كالهمة في علل صدور الخلائق

جو ہمنے ذکر کیے اور جنکا ذکر نہین کیا اور نہین ہوتی یہ خبر دیتی
سامنے اور روبرو کے تاکہ سچی ہو ضرور اور دوسری یہ ہے
اُن دو باتون سے کہ اوس شخص کو ایک امر منکشف ہو مجمل و مجمل
ہوجاوے یہ انکشاف اجمالی الہام مجمل پس سبادرت کرین اسکی
سینہ کی علوم مخزونہ اور اوسکی شرح کرین اوس حیثیت سے کہ وہ نہ جانتا ہو
جیسا کہ اوسکی علوم شرح کرتے ہین انکشاف اجمالی کے سوتے ہین اور
وہ ہوجاتا ہے ایسا خواب کہ محتاج تعبیر کا ہو اسی طرح یہ
مختلط الہام اجمالی اور شرح اور تفسیر تراشیدہ علوم
مخزونہ سے محتاج تعبیر کا ہوتا ہے اور اسوقت کچھ اعتبار نہین
ٹھنڈک اطمینان کا اسواسطے کہ فی الحقیقت یہ دلکی تسلی ہے
ایک امر اجمالی سے اس حیثیت سے کہ وہ محفوظ ہے اس شرح مین
اور کبھی اوسکی طرف متبادر ہوتی ہین خطرات نفس اور استعجال
طبیعت اور تسویل شیطان تو آدمی کی نظر قاصر ہوتی ہے
تمیز سے تو وہ امر اوسکے نزدیک غیر مبین رہتا ہے الغرض جو
دیکھے اس صورت مختلط کو وہ کہیگا کہ وعدہ کیا اور موعود نہ ملا
اور جو شخص دیکھے ہر شے کو متمیز دوسری سے وہ کہیگا وعدہ
اجمالی ہے اور وہ وفا ہوا اگرچہ کسی عالم مین ہوا اور کسی قالب مین
ہوا اور صورت تراشیدہ یا ساتھ اوس شے کے کہ وہ اوسکی تفسیر ہے
محتاج تعبیر کے تھی اور تعبیر نپائی جیسے چاہیے تھی اور یا مخلوط
ہوگئی اوس شے جس سے آلودہ ہوا صدق اور اپنی صرافت
پر نہ رہے خلاصہ یہ کہ یہ دونو وجہین عارض
رکھتی ہین متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے
علیحدہ ہین مگر یون کہا جاوے کہ محتاج تعبیر ولیکن آپ اپنی
تبحر کی سبب احکام عالم مین امر چھپا نہین رہتا واللہ اعلم

تحقیق و تمثیل

جاننا چاہیے کہ تحقیق ارادہ ہے نزدیک ہی علتون صدور خلایق کا

ولكن للارادة علة تصدر منها وهي اقتضاء الذات لها ويستلزمها اياها لا يشك في ذلك احد لان الارادة ليست واجبة بذاتها لكنها واجبة بذات الواجب بقي ههنا شيء مشكل جدا هل تعلق الارادة بهذا دون ضده من جهة خصوصية هذا وتعينه واجب بذات الارادة لا يرتقي لذلك وجوب الى الذات الواجبة او يرتقي وجوبها من هذه الجهة ايضا الى الذات الواجبة كما يرتقي وجوب الارادة نفسها اليها فاستتر هذا السر على اكثر الناس والحق ان الفاقد الوجوب ذاته وجوده من جهة ذاته فاقد لكل كمال يحدث له بعد وجوده وجوبه باعتبار ذاته انما تلبسه بذلك الكمال من الذي تلبسه بالوجود منه فليس تعلق الارادة الا حذو انبساط الاستعدادات التاثيرية المسماة بالاسماء والاستعدادات التاثيرية المسماة بالاعيان من جهة اقتضاء الذات منهما واستلزامها وانبساط تينك القبيلتين له حصر يمنع الزيادة والنقص ناشي من جهة الذات ولنضرب لذلك مثلا اليس ان الحاسب اذا تعلقت ارادته بالواحد فنشق منه واحدا وواحدا بتلثية النظر فحدث اثنان وشق منه واحدا وواحدا وواحدا تبثليث النظر فحدث ثلثة وبالجملة اذا تعلقت ارادته بضم مشتق الى مشتق قدر ما يسعه علمه فحدث مراتب الاحاد والعشرات والمآت والالوف ثم جمع بعضها ببعض بقدر ما يسعه فرض العقل جاءت امور غير متناهية

لیکن ارادہ کے ایک محل علت جہان سے وہ صادر ہوتا ہے اور وہ کیا ہے ذات کا مقتضی ہونا اوس ارادہ کے واسطے اور ذات کے مستلزم ہونیکو اوس ارادہ کو اس امر مین کسی کو شک نہین اسواسطے کہ ارادہ بذات خود تو واجب نہین ہے لیکن وہ ارادہ واجب بذات الواجب ہے باقی رہی یہان ایک بات بہت مشکل وہ یہ کہ آیا تعلق ارادہ کا ساتھ اسکے نہ اسکی ضد سے بسبب خصوصیت اسکے اور تعین اسکی واجب ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہین مرتفع ہوتا واسطے اسکے وجوب طرف ذات واجب کے یا مرتفع ہوتا ہے وجوب اوسکا اس جہت سے بھی طرف ذات واجب کے جیسے کہ مرتفع ہوتا ہے وجوب نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے پس پوشیدہ ہے یہ سر اکثر لوگون پر اور حق یہ بات ہے کہ جو فاقد ہے واسطے وجوب ذات اوسکے اور اوسکے وجود کی اصل اوسکی ذات سے وہ فاقد ہے واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اوسکے بعد اوسکے وجود اور وجوب کے باعتبار اوسکی ذات کے جز این نیست کہ اوسکو آراستہ کرتا ہے اس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اوسکو ساتھ وجوب کے اوس سے تو پس نہین ہے تعلق ارادہ کا مگر بمقابل فراخی استعدادون تاثیریہ کے جنکا نام اسما ہی اور استعدادون تاثیریہ کی جنکا نام اعیان ہے بسبب اقتضاء ذات اور اوسکی مستلزم ہونے کی اور فراخی ان دونو استعدادون تاثیریہ کے واسطے اوسکے ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہی زیادتی کو اور نقصان کو جو ظاہر ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اسکی بیان کرین کیا یہ بات نہین ہے کہ محاسب کہ جب ارادہ متعلق ہو واحد سے تو پیدا ہوگا اوس سے واحد اور واحد دوسرے نظر سے تو حادث ہوئی دو اور پھر نکالا اس سے ایک اور ایک ایک تیسرے نظر سے تو حادث ہوئی تین غرض اور جب متعلق ہوا ارادہ اوسکا ایک مشتق کو دوسرے مشتق سے ضم کرنیکا بقدر وسعت اوسکی علم کے تو حادث ہوے مراتب

۳ احاد اور عشرات اور مآت اور الوف کے پھر اونکو جمع کیا بعض ساتھ بعض کے اور بقدر فرض عقل کے تو ہوئے امور غیر متناہی ❖

فی انفسها محصورة بالاضافة الی الواحد فانها
یشتق من دون غیرہ ومتمیز بعض المراتب من
بعض من جهة نحو الاشتقاق فاذن علة ظهور
هذه الصور العددیة المتکثرة تعلق الارادة
بظهور کمال الحاسب ومنشأ تعین تلک المراتب
بالترتیب والانحصار والانضباط بحیث لا یزید و
لا ینقص هو الطبیعة العددیة المحفوظ قبل الارادة
کان الارادة حکایة لطبیعتها ومنصبة لظهور
احکامها فنسبة الجعل والایجاد الی الماهیات
کنسبة تاثیر الحاسب فی الاعداد من جهة
ظهور صورها بعد ما لم یکن ونسبة الماهیات
ولوازمها الی مفیضها قبل الجعل کنسبة مراتب
الاعداد الی الواحد وتقدم بعضها علی بعض
ولزوم خواص تلک المراتب لها من قبل الطبیعة
العددیة فقط فهذا معنی قولهم الماهیات
غیر مجعولة والجعل والایجاد هو الظهور والفیض
المقدس وارتباط الماهیات بمفیضها کارتباط
المراتب العددیة بالواحد وتعینها بخواصها
کتعین تلک المراتب بخواصها فرضًا قبل ان تتعین
وجودًا وهو الفیض الاقدس فکما ان للعدد
سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض ممتدة من
الواحد الی ما لا یتناهی کامنة فی الواحد من جهة
الفرض والتقدیر لا من جهة التقرر بالفعل
فکذلک للطبیعة الکلیة بما فی حیزها من ارکان
ومواليد سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض

بذات خود محصور نسبت کرنے طرف واحد کے کیونکہ مشتق
ہوئی ہین اُس سے نہ اُسکے سوا کے اور ممتیز ہین بعضے مراتب
بعض سے جہت طریق اشتقاق سے تو اُسوقت ہوگی علت ظہور
ان صور عددیہ متکثرہ کی تعلق ارادہ کا ساتھہ ظہور کمال محاسب
اور منشاء تعین ان مراتب کا ساتھہ ترتیب انحصار و انضباط کا
اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ طبیعت عددیہ ہے
جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ حکایت ہے واسطے
اوسکے طبیعت کے اور منصب ہے اُسکے ظہور احکام کا تو پس نسبت
جعل اور ایجاد کیطرف ماہیات کے ایسی ہے جیسے نسبت تاثیر
محاسب کے بیچ اعداد کے جہت ظہور اونکی صورتوں کی
بعد اُسکے کہ نہ تہے اور نسبت ماہیات اور اونکے لوازم کے
طرف اونکے مفیض کے جعل سے پہلے ایسے ہی جیسے نسبت
اعداد کے طرف واحد کے اور تقدم اونکے بعض کا بعض سے
اور لزوم خواص اُن مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبل سے
ہے فقط پس یہ معنے ہین اُنکے قول کے الماہیات غیر مجعولہ
اور جعل و ایجاد وہ ظہور ہے کہ اور فیض مقدس اور ارتباط
ماہیات کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب
عددیہ کا ساتھہ واحد کے اور تعین ماہیات کا ساتھہ خواص
اپنے کے ایسا ہے جیسے تعین اون مراتب کا اپنے خواص سے
فرضًا پہلے اس سے کہ متعین ہو وجود اور وہ فیض اقدس ہے تو
پس جیسے واسطے عدد کے ہے سلسلہ ترتیب وار بعض بعد بعض کے کہ
ممتد ہو واحد سے طرف نا متناہی کے کامن بیچ واحد کے جہت فرض سے
نہ جہت تقرر بالفعل سے اسیطرح ہے واسطے طبیعت کلیہ کے ساتھہ
اوس شے کے جو اوس کے حیز ہین ہے ارکان
ومواليد سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے :

معلومة الخواص والمراتب كما قال عز من قائل حكاية
عن تلك الحقائق وما منا الا له مقام معلوم منفسرة
الى الانواع انفسارا حاصلا لا يزيد ولا ينقص و
لا يمكن ذلك ابدا ثم تنفسر تلك الانواع الى الافراد
بضربها في الاتصالات الفلكية والارضية وملا
حظات الوضع السابق المعد للوضع اللاحق
الى غير النهاية ممتد هذه السلسلة من ماهية
الماهيات وحقيقة الحقائق الى ما لا يتناهى كامنة
في حقيقة الحقائق والبسط الاشياء من جهة
الفرض والامكان لا من جهة التقرر بالفعل
ثم ارتبط بحقيقة الحقائق الخارج وظهر فيه صورة
حقيقة الحقائق وارتباط الخارج بحقيقة الحقائق
كمثل ارتباط اللوازم بالماهيات فصدر من هذا
التجلي بالارادة والاختيار طبيعة كلية واحدة
هي كشخص واحد صدر منه بواسطتها الاركان
والعناصر ثم حصل من امتزاج الفيلتين المواليد
وادرك هذا الشخص الواحد ربه الفرد الصمد
في خياله فحصلت صورة علمية هي كيفية علمية
باعتبار ونفس المعلوم باعتبار ونفس العلم
باعتبار وهذا اول تجلي في الطبيعة الكلية ثم
نزلت في المدارك المقيدة فصارت حضرات
منها حظيرة القدس وغيرها **مشهد**
اخر من اخلاق الانسان خلق يسمى بالسمت
الصالح حقيقته تيقظ النفس الناطقة باعمالها
واخلاقها التي هي فيما بينه وبين الله وبينه

معلوم الخواص المراتب چنانچہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ازروے حکایت
ان حقایق کے وما منا الا له مقام معلوم کہ منفسر ہے طرف
انواع کے انفسار حاصر ایسا کہ نہ زیادہ ہو نہ کم اور نہ ممکن ہو
ابد تک پھر منفسر ہوتی ہیں وہ نوعین طرف افراد کے جب انکو
ضرب کریں اتصالات فلکیہ وارضیہ میں اور ملاحظہ کریں
وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تا غیر نہایت ممتد ہے یہ
سلسلہ ماہیت الماہیات سے اور حقیقت الحقایق سے طرف
لانہایت کے کہ کامن ہے حقیقت الحقایق میں اور بسط
اشیا میں جہت فرض وامکان سے نہ جہت تقرر بالفعل سے
پھر مرتبط ہوا ساتھ حقیقت الحقایق خارج کے اور اسمین
ظاہر ہوا صورت حقیقت الحقایق کے اور ارتباط خارج کا
حقیقت الحقایق سے ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھ
ماہیات کے پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادہ والاختیار
سے طبیعت کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص احد کے ہے کہ
جس سے صادر ہوا اوس واسطے سے ارکان وعناصر پھر
حاصل ہوا امتزاج عناصر وارکان سے موالید اور ادراک
کیا اس شخص احد نے اپنے رب کو فرد صمد اپنے خیال میں تو حاصل
ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفیت علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور
نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار سے
اور پہلی تجلی ہے طبیعت کلیہ میں پھر نازل ہوئی مدارک
مقیدہ تو ہو گئے حضرات انہیں ہی سے ہے حظیرہ قدس وغیرہ
مشہد آخر اخلاق انسان میں سے ایک خلق ہے
اسکا نام سمت صالح ہے اوسکی حقیقت یہ ہے کہ وہ
تیقظ ہے ناطقہ کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو اسمین
اور اللہ تعالیٰ بین ہیں یا وہ

وبين سائر الناس، وامتثالها انتظام صالح فيها
برضاه الله من عبده فاذا شاء الله بعبد خيرًا
فقهه بتلك الاعمال والاخلاق وهداه لنظام محمود
فيها تفقيهًا مفاضًا من حضرة الرحمة من غير فكر
وروية منه وهذه الافاضة انما تكون بركة منفوخة من
في خلق السمت الصالح وهذا هو معنى قوله عز
قائل واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوة
وهذه صورة ايجاد الفعل ويتبع هذا الايجاد
ايجاد علم بتلك الاعمال والاخلاق ونظامها
المحبوب ولا يتكمل احد من عباد الله الا بها
تين الهدايتين لكن كثير من افراد الانسان
لا يستوجبون الايجاد الشفاهي من حضرة الرحمة
بغير واسطة فكان الخير حينئذ ان تتوجه الرحمة
الى كامل من البشر يستحق بجبلته ان ينسلخ من
احكام الفرد الخاص ويبقى بامة من الناس بحسب
امزجتهم وما يليق بها من الاعمال والاخلاق
وكيفية ترقيهم من الطبيعة الى ما قدر لهم من
القربة ويستوجب ايضا بفطرته ان يجذب
من حيز الطبيعة الى حيز القدس فتنصبغ
هنالك نفسه بلون الايجادين ويحيط بهما تحققا
وتبيينا فاذا توجهت الى كامل هذا نعته ضمته
اليها وغطته فانطبع فيه السر المراد وتنبسط عنه هنالك
هذا السر الاجمالي بصورة يقاتله باحكام تلك
الامة فيتسع عنه وقد وعى علمًا ثم يرد الى حيز
الفكر والروية فيتكلم كما وعى وهذه حقيقة

اعمال اور اخلاق درمیان اوسکی اور لوگون کی ہین اور اونکا ہدایت
پاتا ہے واسطے نظام صالح کے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو اپنے بندہ سے
تو جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے بہتری چاہتا ہے تو اوسکو سمجھ
دیتا ہے ان اعمال و اخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اوسکو اونکی نظام
صالح کی وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے بے فکر و رویت کے
اوس سے اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت ہوتی ہے نفخ کی گئی خلق
سمت صالح مین اور یہ معنی ہین اللہ تعالیٰ کے اوس قول کے
واوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ اور یہ صورت ہے
ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال
و اخلاق اور اونکے نظام محبوب کا اور اللہ کے بندون مین سے کوئی
کامل نہین ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتون کے لیکن بہت سے افراد
انسان ہین کہ مستوجب ایجاد شافہ کی نہین درگاہ رحمت سے بغیر واسطہ
کے تو اوسوقت بہتری یون ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے
کسی کامل بشر کی طرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے سبب
اس امر کا نکل آئے احکام فرد خاص سے اور رہجائے گروہ مردم
مین اونکی مزاج کے موافق اور اونکی مزاج کے موافق اعمال و اخلاق کے
اور اونکی ترقی کے طبیعت کے لائق جو اونکے واسطے تقدیر کیا گیا ہی
اللہ تعالیٰ کی قربت سے اور نیز مستوجب ہو اس امر کا اپنی فطرت کے سبب کہ
جذب کرے حیز طبیعت سے طرف حیز قدس کے اور وہان منصبغ ہو اوسکا نفس
ساتھ لون وحی کے دونگی اور احاطہ کرلی ان دونو ہدایتون کا از روے
تحقیق اور تبیین کی پس جسوقت متوجہ ہو رحمت طرف اس کامل کی جسکی یہ صفت ہو
وہ رحمت اوس سے مل جاوے اور اوسکو ڈھانک لے تو اوسمین منطبع ہوجاوے یہ سر مراد
اور قالب ہوجاوے یہ سر اجمالی اپنی بقا کی صورت مین ساتھ احکام اون لوگون کے
پس سرایت کرے اوس سے درحالیکہ وہ ظرف علم سے بہرا ہوا ہو پھر وارد ہو حیز فکر
اور رویت مین پھر کلام کرے جیسا کہ اوسکو حاصل ہوا اور یہی حقیقت

نزول الشرائع على الانبياء وحيا ونزول الطرق
على الاولياء كشفا والهاما فيسمع منه هذه الجملة
الى الواسطة كلاما دالا على النظام المراد فتبادر
اليه فطرته فياخذ منها خلق السمت الصالح وخلق
الحكمة بتوفيق الله ما يناسب خصوصية نفسه
ويدع امر العامة فيمتثل بين عينيه النظام المراد
ويكون حكما فصلا في جميع اموره فيفوز بالسعادة
ويكون ممن هدى الى صراط مستقيم وكان
سيدنا عمر رضي الله تعالى عنه ممن استوجب
عقله بعد معرفة ما يناسب به خصوصية نفسه
ان يعرف اشياء من حالة الاخيرة فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم منبها له على هذه الحالة
لقد كان فيمن قبلكم محدثون الحديث وقال لو
كان بعدي نبي لكان عمر هذا وقد اتاني ربي
من هذا الباب نصيبا فافهمني منه ان رب الناس
في قربتهم من ربهم فمن تلك الحضرة ان
الانسان لا يعتد بقربته حتى يعرف نور الطهارة
ويعرف فقده ويعرف الحجاب المسدل بينه
وبين هذا النور من الطبيعة ويعرف كيفية
قهر الطبيعة والالجاء الى سياسة امور علاجية
وهيآت نفسانية تعيد اليه ما فقد فيحرر كل
ذلك من نفسه ويحيط بنفسه من هذه
الجهة علما وحتى يعرف لذة المناجاة في
السجدة ويعرف كيف رقت روحه وصفت
في تلك الحالة وارتفع بينها وبين الله الحجاب

نزول شرائع کی نبیون پر از رو وحی کی اور نزول طریقہ کی اوپر اولیا کے
از رہ کشف اور الہام کی تو محتاج واسطہ کا سنتا ہے اوس سے ایسا
کلام جو دلالت کرتا ہے اوپر نظام مراد کے پس متبادر ہوتی ہے اوس
کامل کی طرف اوس کی فطرت اوس سے اخذ کرتی ہے خلق سمت صالح اور
خلق حکمت اللہ تعالی کی توفیق سے جسقدر کہ اوسکے خواص نفس کے
مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو پس متمثل ہو جاتا ہے
اوسکی آنکھوں کے سامنے نظام مراد اور ہو جاتا ہے حکم فیصل سب
امور میں تو وہ فائز ہوتا ہے سعادت کو اور ہو جاتا ہے ان میں سے
جنہوں نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ
تعالی عنہ ان میں سے تھے جنکی عقل مستوجب ہوئی بعد معرفت کے
اوس شے کے جو مناسب تھا ان کے خواص نفس کو کہ پہچانیں اکثر
چیزیں اسی حال کے پس فرمایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اس حالت کی آگاہی کے واسطے اونکو لقد کان فیمن قبلکم
محدثون الخ اور فرمایا ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر وہ یہ ہے
اور بیشک مجکو دیا اللہ تعالی نے اس میں حصہ پس سمجھایا مجھے لوگوں کی
مشرب اللہ کے قرب میں اونکے تو اوس درگاہ سے یہ بات بھی ہے
کہ انسان نہیں قابل ہوتا اوسکی قربت کے جبتک نہ پہچانے نور
طہارت کو اور اوسکے فقدان کو اور جب تک نہ پہچانے طبیعت کے
پردے پڑے ہوئے کو درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے
طبیعت کے غلبہ کو اور اوسکے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو
جو اعادہ کرتی ہے اوس کی طرف وہ شے جو گم ہوگئی ہے بخبر یہ کرے اسکو اپنے
نفس سے اور احاطہ کرے اپنی نفس کا اس جہت سے از روے علم کے اور یہانتک
کہ پہچانے لذت مناجات کے سجدے میں اور پہچانے کہ کیونکر
اوسکی روح کو رقت ہوئے اور صاف ہوئی اس حالت میں
اور اٹھ گیا حجاب جو اوس روح کے اور اللہ کے درمیان تھا

فصارت مشافهة بالمناجاة كانه رائى عيان ويعرف كيف يغان على قلبه بعد ذلك وكيف يدفع ذلك بالالتجاء الى كلمات تخشعية وهيأت بدنية ونفسانية تعيد اليه ما فقده ويعرف اليقين اى اجماع الخاطر الى الله والاعتماد عليه ويعرف ما يتفرع على هذه الخلة من الالحاح فى الدعاء بخير الدنيا والآخرة والتعوذ من الفتن من جهة المعرفة ان اعماله واخلاقه واعمال غيره واخلاقه ومصائب الزمان كلها ليست بيده انما هى بيد الله يفعل ما يشاء ويعرف ما يهدى اليه هذه الخلة من الاستخارة فى كل ما يرد عليه والفزع الى الله دعاء والتعوذ اضطرارا من جهة معرفة ويعرف ان ما اعده الله فى الدنيا والآخرة فيما يرجع الى القربة والجنة خير من اللذات الفانية الجسمانية وحتى يعلم حجاب الطبيعة وكيف يغلب عليه هذا الحجاب وكيف يفسد عليه نوره واطمينانه ثم كيف يعالج بقهر الطبيعة ويعرف حجاب الرسم وسوء المعرفة فمن عرف هذه الامور من نفسه ولو بقدر بصيرة نفسه فهو الذى يعتد بقربته وهو الذى دخل فى قلبه بشاشة الايمان فعليك ان تكون طبيب نفسك واياك ان تاخذ هذه العلوم ظهريا **مشهد آخر**

اطلعنى الحق سبحانه على حقيقة الروح انما هى ما يموت الانسان بانفكاكه عن البدن وما به الحس

المشهد الآخر

تو ہوگیا مشافہ بسبب مناجات کے جیسا آنکھوں سے دیکھا اور پہچانے اس امر کو کہ کیونکر پردہ پڑتا ہے اُسکے قلب پر بعد اسکے اور کیونکر دفع ہوجاتا ہے ساتھ التجا کے خشوع سے اور ہیئت بدنی اور نفسانی پر پھیر لاتی ہے اُس شے کو جو گم ہوگئی تھی اور یہانتک کہ پہچانے یقین کو یعنے جمع خاطری کو اللہ کیطرف اور اعتماد اللہ پر اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اِس خلعت پر تضرع بیچ دعا کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ لینے فتنوں سے اس امر کے معرفت سے کہ اعمال و اخلاق اُسکے اور اعمال و اخلاق اُسکے سوا کے اور مصائب زمانی کے اوسکے ساتھ میں نہیں سب اللہ کے ہاتھ میں جو خدا چاہتا ہے سو کرتا ہے اور پہچانے کہ یہ خلعت اوسے کیا ہدایت کرتی ہے استخارہ سے ہر شے سے جو اُسپر وارد ہوا اور بیقراری سے طرف دعا کے اور پناہ مانگنے مضطر ہو کر جہت معرفت سے اور پہچانے کہ کیا اللہ نے اُسکے واسطے مہیا کیا ہے دنیا اور آخرت میں اُس چیز میں جس سے رجوع ہو طرف قربت کے اور جنت بہتر ہے لذات فانیہ جسمانیہ سے اور یہانتک کہ جان لے حجاب طبیعت کا اور وہ کیونکر اوس پر غالب آجاتا ہے اور کیونکر اوسکے نور کو فاسد کر دیتا ہے اور اطمینان کو پھر کیونکر علاج کیا جاوے غلبہ طبیعت کا اور پہچانے حجاب رسم و سوء معرفت کا پس جس شخص نے ان امور کو اپنے نفس سے پہچان لیا اگرچہ بقدر حوصلہ اپنے نفس کے تو وہ شخص معتبر ہے اور اُسکے قلب میں ایمان کی بشاشت داخل ہوئی پس تجھ پر لازم سمجھ لے کہ تو اپنے نفس کا طبیب ہو اور حذر اِن علوم کو پس پشت پھینکنے سے **مشہد آخر** اطلاع دی مجھے اللہ سبحانہ نے روح کی حقیقت پر کہ بیشک روح وہ شے ہے کہ اُسکے بدن سے جدا ہونے سے انسان مرجاتا ہے اور جس سے حس

والحركة والحيوة ولها طبقات ولطائف اقربها الى
البدن جسم هوائي يتكون في القلب ثم ينتشر
في البدن ويحمل القوى الدراكة والطبيعية ثم
حقيقة مثالية وهي التي انعقدت قبل ظهور تكونه
في الناسوت ومنها اخذ الميثاق ثم حقيقة روحية
وهي حصة من الصورة الانسانية مكتنفة بعوارض
متشخصة من قوى الافلاك والعناصر مقتضية
لاحكام خاصة ثم صورة الانسانية مع قطع النظر
عن المتشخصات ثم صورة حيوانية ثم صورة نامية
ثم صورة جسمية ثم حصة من الطبيعة الكلية ثم
انبساط حكم باطن الوجود على لوح الخارج فمن
قال ان الروح جسم لطيف حل في البدن كحلول
النار في الفحم فهو صادق ومن قال انها مجرد
فهو صادق ومن قال انها قديمة فهو صادق
ومن قال انها حادثة فهو صادق لكل وجهة
هو موليها لكن لا يخفى ان الاقتصار قصور

تحقيق قال
النبي صلى الله عليه وسلم لكل نبي دعوة مستجابة
فتعجل كل نبي دعوته واني اختبأت دعوتي شفاعة
لامتي ان قلت كل نبي له دعوات مستجابة ولذلك
لنبينا صلى الله عليه وسلم دعوات كثيرة مستجابة كما
وقع في الاستسقاء وفي مواضع لا تحصى فالى اي
دعوة اشار في هذا الحديث اذ يعلم من السياق
انها دعوة واحدة لكل نبي قلت هذه الدعوة
ليست دعوة رغبة خاصة في شيء من المطالب بل
كلما بعث الله تعالى رسولا لطفا بعباده ورحمة لهم

وحرکت وحیات ہے اور اوسکے طبقے اور لطایف ہین
اقرب بدن مین اوسکا جسم ہوائی ہے کہ تکون اوس جسم
ہوائی کا قلب مین ہے پہر وہ منتشر ہوتا ہے بدن مین
اور حمل کرتا ہے قوت دراکہ اور طبیعتہ کو پہر ایک حقیقت
مثالیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ منعقد ہوتی ہے پہلے اوسکے
تکون کے ظہور سے عالم ناسوت مین اور اوسی سے لیا گیا ہے
میثاق پہر ایک حقیقت روحیہ ہے وہ ایک حصہ ہے صورت انسانیت کا
ایسی صورت انسانیہ کہ مکتنف ہے عوارض متشخصہ سے جو قوائے افلاک
وعناصر سے مقتضی ہین واسطے احکام خاص کے پہر صورت انسانیہ
ہے قطع نظر متشخصات سے پہر صورت حیوانیہ ہے پہر صورت نامیہ
ہے پہر صورت جسمیہ ہے پہر حصہ ہے طبیعت کلیہ سے پہر انبساط
ہے حکم باطن الوجود کا لوح خارج پر تو جو شخص کہے کہ روح
جسم لطیف ہے حلول کئے ہوئے بدن مین جیسا حلول آگ کا
کوئلے مین تو وہ سچ کہتا ہے اور جو کہے کہ روح مجرد ہے وہ بہی
سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح قدیم ہے وہ بہی صادق ہے
اور جو شخص کہے روح حادث ہے وہ بہی صادق ہے لکل وجہۃ
ہو مولیہا لیکن یہہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ اقتصار قصور ہے

تحقیق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ
فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی اگر تم
کہو کہ ہر نبی کے واسطے بہت دعائین مقبول ہین اور اسیطرح ہماری
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے بہت دعائین مقبول ہین جیسا کہ واقع
ہوئین استسقاء اور بیشمار موقعون مین تو کونسی دعا کیطرف اشارہ ہے اس
حدیث شریف مین کیونکہ اسکی سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے واسطے
ہر نبی کے تو مین کہتا ہون کہ وہ ایک دعا نہین ہے ایک رغبت خاص کسی مطلب مین
بلکہ جب بہیجا اللہ تعالے نے کوئی نبی اپنی بندون پر لطف اور رحمت کیواسطے

المشاهدة الحادية والاربعون ٤١

فلا يخلو حال العباد من امرين اما ان يطيعوه فيصير
في حقهم افاضة بركات عليهم او يعصوه فينقلب
ذلك اللطف مقتا وسخطا وغضبا وفي كل من الحالين
يلهم النبي الهاما نفث في الروع ان يدعو لهم او
عليهم فتلك دعوة واحدة لكل نبي ناشئة من اللطف
الذي منه كانت بعثته وأما نبينا صلى الله عليه وسلم
فقد استشعر من نفسه ان الله تعالى لم يقصد في بعثته
اللطف بهم في الدنيا فقط بل اراد مع ذلك ان يكون
محل الرحمة العامة يوم المعاد وقد ذكرنا انه صلى الله عليه
وسلم شهيد في الآخرة والشهادة من خواصه فنفث
في روعه عليه الصلاة والسلام ان يختبئ تلك الدعوة
التي انما تنشأ من اللطف الذي هو منشأ النبوة ليوم
المعاد فتدبر في هذا السر حق التدبر

مشهد آخر وتحقيقات

فاض على قلبي علوم
الخلق والايجاد عموما والخلق في النشأة الخيالية خصوصا
وانه يمكن اجتماع النقيضين والضدين في نفس الامر
لكن بان يكون احد النقيضين في حضرة وليس فيها
الا الجزم بان هذا هكذا ويكون الآخر في حضرة وليس
فيها الا الجزم بان هذا ليس هكذا ونحن نبين لك من
هذه العلوم ما ينبغي بيانه الخلق جمع اجزاء مختلفة
وافاضة صورة مناسبة على هذه الاجزاء حتى تصير
شيئا واحدا والخلق يكون تارة لما هو من العناصر فيجمع
اجزاء العناصر ويفاض عليها صورة تناسب الصورة
العنصرية في الكيفيات والكميات وسائر الاعراض
فيصير المخلوق انسانا او فرسا وتارة لما هو من الصور

تو بندون کا حال دو امر سے خالی نہین یا اوس نبی کے مطیع ہوے
تو یہ اونکے حق مین افاضہ برکات کا ہوا یا نہ ایمان لائے اوسپر
تو وہ مہربانی ورحمت قہر و عذاب ہو گیا اُن پر اور دونوں صورتوں مین
الہام کیا جاتا ہے یعنے الہام نفث فی الروع یعنے الہام قلب مین
اس امر کا کہ اونکے واسطے دعاے خیر کرے یا بددعا کرے تو وہ دعا
واحد ہے واسطے ہر نبی کے کہ اللہ کے اُس لطف سے ناشی ہے جسکے
واسطے اُسے بھیجا تھا لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا
اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالی نے نہین ارادہ کیا اُن کے
بھیجنے مین فقط دنیا مین رحمت بلکہ ارادہ کیا ہے باوجود
اسکے رحمت عام قیامت کے دن واسطے اور ہم بیان کر چکے ہین کہ
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہین آخرت مین اور شہادت
آپکے خواص سے ہے پس اونکے قلب مین الہام کیا گیا کہ وہ اوس دعا کو
رکھ چھوڑین واسطے قیامت کے تو خوب غور کر لو اس سر کو جو غور
کرنیکا حق ہے

مشہد آخر و تحقیقات

افاضہ ہوا میرے
دل پر خلق وایجاد کا علم عموماً اور خلق کا علم عالم خیالیہ مین خصوصاً
اور یہ کہ اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر مین لیکن
اس طرح سے کہ احد النقیضین ایک درگاہ مین ہو اور اوسمین نہو مگر
یقین کہ یہ امر یون ہی ہے اور دوسرے نقیض دوسرے درگاہ مین اور
اوسمین نہو مگر یہ کہ یہ امر یون نہین ہے اور ہم بیان کرتے ہین
تمسے یہ علوم جسقدر اونکا بیان آسان ہے خلق جمع اجزاء مختلفہ کا
ہے اور افاضہ ہے صورت مناسبہ کا ہے اُن اجزا پر
یہانتک کہ وہ اجزا ہو جائین ایک شے واحد اور خلق کبھی ہوتی ہے
عناصر سے تو جمع ہو جاتی ہین اجزاء عناصر اور افاضہ ہوتی ہے اونکو
وہ صورت جو مناسب عنصر کے ہے کیفیت اور کمیت مین اور سب عرضون مین تو وہ
مخلوق انسان ہو جاتا ہے یا فرس اور خلق کبھی ہوتی ہے صور خیالیہ سے

الخیالیۃ فیجتمع خیالات کانت متشتتۃ فی الخیال او تکون
فیہ من انحلال الصور الواقعۃ فی الخیال من خارج
فیفاض علیہا صورۃ تناسب الصور الخیالیۃ فی
التجرد من وجہ والتلطخ بالمادۃ من وجہ وکل خلق فی
ای نشاۃ کان فانہ لا ید خل فی تلک النشاۃ شیٔ من
خارج تلک النشاۃ لان ذلک محال لا یقبلہ العقل
ضرورۃ نعم نشأۃ تتعد للنشأۃ اخری وموجود فی نشا
یعد الموجود فی نشاۃ اخری وذلک لانتظامہا جمیعا
فی الطبیعۃ الکلیۃ وسریانہا فی النشأت علی السوا
فینبغی ان تجرد نظرک الی النشاۃ الخیالیۃ فہنالک
بناء وھدم واحیاء واماتۃ وتقریبات واللہ ھنالک
کل یوم فی شان فربما تتعلق الارادۃ الالٰہیۃ بتکوین
شخص خیالی فیحدث لہ تقریب ویجمع لہ اجزاء خیالیۃ
ومن عجیب الاسرار خلق النسب بعد ما لم یکن فیکون
الرجل شریفا فی نفس الامر ویکون لیس بشریف فی
نفس الامر فی زمان واحد وذلک انہ ربما لم یکن الرجل
شریفا فی الاصل ولکنہ ولد فی زمان تقتضی الاتصالات
الفلکیۃ یومئذ نباھۃ نسبہ واری ان ذلک بنوع امتزاج
زحل مع الشمس والمشتری بحیث یکون الزحل مرآۃ
ولنور الشمس والمشتری منعکسا فیہ فحینئذ یکون
واللہ اعلم فی ھذا المولود براعۃ النسب والنباھۃ
من اجلہ ویکون ذلک الاتصال بحیث یحفظ فی صورتہ
المفاضۃ حکم ھذا الاتصال کما یحفظ فی المولودات
اشکال الوالدین وتخاطیطہا وھذا الرجل لیس لہ
شرف موروث فیفضی اولا فی الملاء الاعلی بصیرورتہ

تو جمع ہو جاتی ہین خیالات کہ تھے پراگندہ و منتشر خیال مین یا تنگ تھے خیال مین حلول کرنے سے صورت واقعہ کی بیچ خیال کے خارج سے تو افاضہ ہوتی ہے اُن پر وہ صورت جو مناسب ہے صوَر خیالیہ کو بیچ تجرد کے ایک وجہہ سے اور آلودہ ہونے سے مادہ کے ساتھ ایک وجہہ سے اور ہر خلق کسی عالم مین ہو اس عالم کے خارج سے اوس عالم مین داخل نہین ہوتی اسواسطے کہ یہ امر محال ہے اسکو عقل قبول نہین کرتی ضرور ہان یہ بات ہے کہ ایک عالم مُعد ہے واسطے دوسرے عالم کے اور موجود ہے ایک عالم مین کہ مُعد ہو واسطے موجود دوسرے عالم کے اور یہ امر ہے بسبب اوسکے انتظام کے طبیعت کلیہ مین اور سرایت کرنی طبیعت کلیہ کی سب عوالم مین برابر پس چاہیئے کہ تیری نظر مجرد ہو عالم خیالیہ مین کہ وہان بناتا ہے اور بگاڑتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا اور تقریبات ہے واللہ کہ وہان کل یوم ہو فی شان ہے تو بسا اوقات ارادہ الہیہ متعلق ہوتا ہے واسطے تکوین ایک شخص خیالی کے تو برانگیختہ ہوتی ہے واسطے اوسکے تقریب اور اوسکے واسطے اجزاء خیالیہ جمع ہوتے ہین اور عجائب اسرار سے ایک خلق نسب ہے بعد اسکے کہ نہ تھا پس ہوتا ہے ایک مرد اصل مین شریف اور شریف نہین ہوتا نفس الامر مین ایک زمانہ مین اور یہ امر اسلیئے ہے کہ اکثر اوقات ایک مرد اصل مین شریف نہین ہوتا لیکن وہ پیدا ہوا ایسے زمانہ مین کہ اتصالات فلکیہ مقتضی ہین اوسکی بزرگی نسب کے اور میری رائے مین یہ ایک نوع امتزاج ہے زحل کا شمس سے اور مشتری سے اس حیثیت سے کہ زحل مرآت ہو اور نور شمس و مشتری کا اوسمین منعکس ہو تو اسوقت ہوگی اور خدا خوب جانتا ہے اس مولود مین بزرگی نسب نہایت اسکے سبب سے اور ہو وہ اتصال ایسی حیثیت سے کہ محفوظ رہے اوسکی صورت مفاضہ مین حکم اس اتصال کا جیسے محفوظ ہوتے ہین مولودون مین شکل والدین کی اور نشان والدین کے اور اس مرد مین شرف موروث نہین ہے تو حکم کیا جاتا ہے پہلے ملاء اعلیٰ مین اوسکے

شريفا ثم لا يزال فيهم نمو هذا المعنى كما يربي الانسان
ولده فيما حتى يترشح من الهامات الى الملأ السافل
ومنه همم الاقويا من بني آدم غير الكمل فاذا بلغ الانسان
اشده وجاء اتصال يستدعي ظهور نسبه ونباهة امره
فحينئذ يتنزل هذا الشرف في الارض فيخرج من حفظ الناس
ومن بين بطون الاوراق وجبلا على كونه شريفا
وانكان مخالفا في نفس الامر ولكن يقع هنالك شبهة
فتنقاد لها خيالات بني آدم فيجتمعون على تسميته شريفا
وتعظيمه من جهة الشرف هذا واذا كان هذا الانسان من
اهل الصلاح فربما يرى في بعض مناماته انه شريف
فتطمئن نفسه بذلك وكل من حفظ الامر الاول وذكر
انه ليس بشريف لم يقبل منه قوله بل احاطه انكار
الملأ السافل وكان كالذي يسب الشريف بانه ليس
بشريف وهذا كله في الخارج شبح وتمثال لتلون نفسه
بلون النباهة النسبية ولكل نباهة نسبية في الخارج
سبب تستند اليه اما الى امام في الدين او ملك في الدنيا
فيتعين هذا الاسناد بحكم الوقت ويصير الامر كانه
غير مؤتنف وقس عليه آفة الشرف فيبعث الله
تقريبات جمة ينسون لها شرف هذا الانسان ويفقد
من نفسه لون النباهة النسبية ويجتمع الناس على انه
ليس بشريف ويكون ذلك في الملأ السافل وكل
من قال انه شريف انكر عليه كالذي ينسب غير الشريف
الى الشرف وليس مقصودنا انه اجتمع النقيضان
من قبيل انه شريف من وجه ليس بشريف من وجه
انه ليس هناك التناقض في شيء بل هنالك حصر

پھر اسمین ہمیشہ یہ معنے بڑھتے جاتے ہین جیسا تربیت کرتا ہے انسان
اپنے بچہ کو پھر وہ بڑا ہو جاتا ہے ایسا کہ اوس سے ترشح ہوتی ہین الہام
طرف ملأ سافل کے اور انہین عجایب اسرار سے ہے تو ہا بنی ادم کے سوا
کاملین کے تو جسوقت پہنچتا ہے انسان اپنی جوانی کو اور آتا ہے وہ اتصال
جو مستدعی ہے اوسکے ظہور نسب اور نباہت امر کا تو نزول کرتا ہے یہ شرف
زمین مین تو نکلتے ہی حفاظت سے لوگونکے یا بطون اوراق سے اور نہی
کوئی وجہ کہ دلالت کرے اوسکے شریف ہونی پر اگرچہ وہ مخالف نفس الامر کے
لیکن واقع ہوتی ہے وہان شباہت کہ خیالات بنی آدم کے منقاد ہوتے
ہین اور اسپر جمع ہو جاتے ہین کہ اوسکو شریف کہین اور جہت شرافت سے
اوسکی تعظیم کرین اور جسوقت ہوتا ہے یہ انسان اہل صلاح مین سے تو
اکثر اوقات دیکھتا ہے خواب مین کہ وہ شریف ہے تو اوسکو اطمینان ہو جاتا
ہے اس سے اور جسنے حفاظت کیے امر اول نے اور ذکر کیا گیا کہ وہ شریف
نہین ہے اسکے قول کا اعتبار نہین ہوتا اور اوسکو احاطہ کرتا ہے انکار
ملأ سافل کا اور ہوتا ہے ایسا جیسے شریف نہین ہے اور یہ سب باتین خارج
مین ایک کالبد ہین اور تمثال ہین واسطے تلون اوسکے نفس کے ساتھ کون نباہت
نسبیہ کے اور واسطے ہر نباہت نسبیہ کے خارج مین سبب ہے کہ مستند ہوتا ہے
اوسکی طرف یا یہہ کہ امام ہو دین مین یا بادشاہ ہو دنیا مین پس متعین
ہوتی ہے یہ نسبت بمقتضائے وقت اور ہو جاتا ہے امر گویا سرے ہی سے تھا ہی
نہین اور قیاس کر لے اسپر شرف جاتے رہنے کو کہ اللہ انگیختہ کر دیتا ہے ایسے
تقریبات عجیبہ کہ اونکے سبب لوگ بھول جاتے ہین اس انسانکا شرف اور گم ہو جاتا
ہے اسکے نفس سے لون نباہت نسبیہ کا اور سب لوگ اسپر مجتمع ہو جاتے ہین
کہ وہ شریف نہین اور یہی جانتے ہین یہ بات ملأ سافل مین اور جو کوئی اوسے
شریف کہتا ہے منکر ہوتے ہین اس سے گویا اسنے غیر شریف کو شرف کیطرف
منسوب کیا اور ہمارا مقصود اس سے یہ نہین کہ اجتماع نقیضین ہے اس قبیل سے کہ ایک
وجہ سے شریف ہے اور ایک وجہ سے شریف نہین ہے اسلیے کہ تناقض نے الشیئ نہین ہے بلکہ

حضرة فيها انه شريف من كل وجه وحضرة فيها انه
ليس بشريف من كل وجه فالخبرين مطابق فی تلك
الحضرات ومن هذا الباب ان خلافة الخليفة الجائر
خلافة فی حضرة وليست خلافة فی حضرة ومن هذا
الباب تقارب الزمان اذا قربت القيامة فيكون
السنة كالشهر والشهر كالجمعة والجمعة كاليوم وذلك
لانحفاظ صورة الفناء والعدم فی الملاء الاعلی فيفاض
لون ذلك فی الناسوت فيخيل اليهم انه امتداد وانه
ليس هنالك امتداد ويختل المقاييس فلا يقدر انسان
ان يصنع فی يوم ما كان يصنعه من قبل فی يوم
وذلك لتاثير هذا السر المفاض من الملاء الاعلی بمنزلة
تاثير وهم الانسان فی ذلقه جملة من جذع بين جدارين
ولم يكن ليتزلزل لو كان هذا الجذع موضوعا فی الارض
ولاجتماع النقيضين صور كثيرة لا يحيط بها كلامی
فی هذه الساعة والله اعلم **مشهد آخر** افيض علی
اسرار من المبدأ والمعاد فمن اسرار المعاد سر الباس
اهل الجهنم سرابيل من قطران والباس اهل الجنة
السندس والحرير وغيرهما من الالبسة الفاخرة وكذا
سر سواد وجوه اهل النار ونضارة اهل الجنة وامثال
كل ما ذكرنا وبيان ذلك يتوقف علی مقدمتين احدهما
ان بين النفس اعنی النسمة التی بها الحس والحيوة فی الا
ويخرج بها يموت وبين البدن امتزاجا كبيرا لاسيما
فی اكثر بنی آدم ممن يتبادر الی فهمه ان الروح صفة
للبدن وانها حيوة وانها فی البدن كالنار فی الفحم
ولهذا الامتزاج الاكيد يتمثل اوصاف النفس

درگاہیں ہیں کہ ایک میں ہر وجہ سے شریف ہے اور دوسری میں ہر وجہ سے
شریف نہیں واسطے دونو خبروں کے مطابق ہے ان درگاہوں میں اور اسی باب سے
ہے خلافت خلیفہ ظالم کی کہ ایک درگاہ میں خلافت ہے اور دوسری میں خلافت
نہیں ہے اور اسی باب سے ہے تقارب زمانہ کا جس وقت قیامت قریب ہوگی کہ ہوگا
ایک برس مانند ایک مہینے کے اور ہوگا ایک مہینا مانند ایک جمعہ کے
اور ہوگا ایک جمعہ مانند ایک دن کے اور یہ امر ہوگا واسطے منتقش ہونے
صورت فنا اور عدم کے ملاء اعلی میں تو افاضہ ہوگا اسکا لون عالم
ناسوت میں پس انکے خیال میں آویگا کہ امتداد ہے اور وہاں امتداد
نہوگا اور قیاسوں میں خلل آجائیگا کوئی انسان قادر نہیں ہوئیگا
کہ ایک دن میں وہ کام کرلے جو پہلے ایک روز میں کرلیتا تھا اور
یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس سر کے جو فائضہ ہوا ہے ملاء اعلی سے بمنزلہ تاثیر
وہم انسان کے لغزش میں ڈالنے پاؤنکے اوس تنہ درخت سے جو درمیان
دو دیوار کے ہو اگر یہی تنہ درخت زمین پر رکہا ہوتا تو ہرگز لغزش
نہوتی اوسکے پاؤنکو اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتیں ہیں کہ میرا
کلام اونکا احاطہ نہیں کرسکتا اسوقت واللہ اعلم **مشہد آخر**
افاضہ ہوئے مجہپر اسرار مبدأ اور معاد کے معاد کے اسرار میں سے ہے
پہنانا اہل جہنم کو سرابیل قطران کے اور اہل جنت کو پہنانا سندس
حریر کا اور اسکے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسیطرح اہل جہنم کے منہ سیاہ
ہونے اور اہل جنت کے تر و تازہ ہونے اور سوا اسکے ایسی ہی شکلیں جو کہ ہمنے
بیان کیں اور اسکا بیان دو مقدموں پر موقوف ہے ایک ان دو میں سے
یہہ ہے کہ نفس کے درمیان یعنی نسمہ اور وہ شے ہے جس سے حس و حیات ہے
انسان میں اور جسکے نکلنے سے مرجاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا
مضبوط امتزاج ہے خصوصا بنی آدم میں جنکی فہم میں متبادر ہوتا ہے کہ روح
ایک صفت ہے بدن کا اور وہی حیات ہے یا یہ کہ روح بدن میں ایسی ہے جیسے کوئلہ
میں آگ سو اوس امتزاج کے واسطے متمثل ہوتے ہیں اوصاف نفس کے

بصورة اوصاف البدن فی المنامات وثانیهما ان بعض الحضرات فی عالم الناسوت یتمثل هنالک معنی بصورة شیء کتمثله بها فی عالم الخیال المقید کقصة سیدنا داؤد علیه السلام وما تمثلت له الملائکة متخاصمین فی النعاج حذو معاملته مع بعض الناس فی الازواج وبعد تمهید المقدمتین نقول صبغ الکفر علی نفوسهم هو الذی یصیر سرابیل من قطران وسواد فی الوجه بسبب تاثیر اللعنة الالهیة وصبغ الایمان علی نفوسهم هو الذی یصیر سندسا ونضارة فی الوجه بسبب عنایة الله بهم رایت ذلک رؤیة روحانیة ومن اسرار المعاد انی رایت الوجود المنبسط متلاشیا فی الحق من جهتین جهة صدوره من الذات الالهیة وجهة ظهور تجلی الهی فیه بحیث احاط بجامعه فمن نطق بان الوجود المنبسط هو الله فهذا اعتزاله لکن النظر الدقیق یحکم ان الذات الواجبة صدر منها الشیون بما هی فی المبدء الاول ثم صدر الوجود المنبسط وهو الفعلیة والخارج ثم ظهر هنالک فی الخارج شأن بعد شأن علی الترتیب المکنون

المشاهدة الثالثة والاربعون ۴۳

مشهد آخر فاض علی اسرار عجیبة فی طریق ظهور الکرامات اعلم ان الکرامات لا تنبعث الا من قوة فی النفس الناطقة فاذا اعدت من الملاء الاعلی والصقت همها بالقوة العازمة من الشخص الاکبر صارت بمنزلة الاستحسان بالنسبة الی تلک العازمة فتنقلب الصورة المطلوبة هنالک عزما حاتما للاولیاء هنالک حدان احدهما حد یکون هنالک ادنی خطرة وادنی

بصورت اوصاف بدن بیچ سونے کے اور دوسرا ان دونوں مقاموں سے یہ ہے کہ بعض حضرات عالم ناسوت میں متمثل ہوتی ہیں یعنی بصورت ایکشے کے مانند تمثل اونکے عالم خیال مقید میں جیسا قصہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا اور متمثل ہونا ملائکہ متخاصمین کا بیچ بکھیڑوں کے مقابلہ اونکے معاملہ کے بعضے آدمیوں سے ازواج میں اور بعد تمہید دونو مقدموں کے ہم کہتے ہیں کہ کفر رنگ کا فروں کے نفوس پر وہی سرابیل قطران کے ہوجاینگے اور روسیاہی بسبب لعنت آلہی کے اور ایمان کے رنگ اہل جنت کے وہی سندس ہیں اور تروتازگی انکے چہروں کی بسبب عنایت آلہی کے ہوگی میں نے یہ دیکھا رویت روحانیہ میں اور اسرار مبدا اور معاد سے یہ ہے کہ میں نے دیکھا وجود منبسط کو متلاشی حق میں جہتوں سے ایک جہت اوسکی صادر ہونیکی ذات آلہی سے اور ایک جہت اوسمین ظہور تجلی آلہی کی ایسی حیثیت سے کہ سب مجامع کو احاطہ کرلیا ہے تو جو ناطق ہوا اس بات سے کہ وجود منبسط وہ اللہ ہے تو یہی اوسکی غفلت کا وہ ہے لیکن نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ ذات واجب سے صادر ہوئے شیون ساتھ اوس شے کے جو مبدا اول میں ہے پھر صادر ہوا وجود منبسط اور وہ فعلیت اور خارج ہے پھر ظاہر ہوئی خارج میں ایک شان کے بعد شان اوپر اوس ترتیب کے جو مکنون تھی

مشہد آخر مجھپر اسرار عجیب افاضہ ہوئی ظہور کرامات کے طریق میں جاننا چاہیے کہ کرامات نہیں برانگیختہ ہوتی مگر اوس قوت سے جو نفس ناطقہ میں ہے پس جسوقت سازگار ہوتی ہے ملاء اعلی سے اور ملحق ہوجاتی ہے ہمت اوسکی ساتھ قوت عازمہ کے شخص اکبر سے تو ہوجاتی ہے بمنزلہ استحسان کے نسبت کرنے طرف اوس عازمہ کے تو منقلب ہوجاتی ہے صورت مطلوبہ یہاں عزم مضبوط سے اولیا کے یہاں دو حدین ہیں ان دومیں سے ایک حد ادنے خطرہ اور ادنی

استحسان متصل بالعازمة و بينهما قد يكون هنالك
همة القوية المنبعثة من صلب النفس المستمرة على
النفس في اوقات كثيرة هي المتصلة بها و بين الطرفين
مراتب كثيرة و للاوقات والاحوال والاسباب خواص
ثم الاولياء في ذلك على قسمين منهم من يكون همة
النفس متمثلة عنده و يرى الآثار تصدر منها و منهم
من يكون همته غير متمثلة بل مضمحلة في خاطر او
خيال او لفظ فلا يجد لذلك بالاً و يصادف وقتا
بتدبير الحق و رحمته به فيصدر منها الآثار والاول
اكثر في الهند و خراسان و ما يليها والثاني اكثر في الحجاز
واليمن و ما يليها ثم للاولياء اوقات منها ما يكون فيه
الارادة الصرفة من غير مزاحمة استبعاد او مخالفة سنة
الله انجح في المقصود فاذا خطر في قلبه خاطر استبعاد
او مخالفة سنة الله انكسرت كما ترى عند عروض الحياء
والخجل و هذا اسر قوله صلى الله عليه وسلم لابي رافع
لما طلب منه الذراع في المرة الثالثة فقال يا رسول الله
انما للشاة ذراعان اما انك لو سكت لناولتني ذراعا
فذراعا ما سكت و منها ما لا تزيد فيه المخالفة والاستبعاد
وانكار القوم الا شدة في العزيمة كما ترى عند المنافرة
و معاركة الابطال و محاربة الاقران ثم الاولياء في انبعاث
الداعية على طبقتين منهم من يكون الداعية فيه منبعثة
من الهام الحق تعالى و ذلك ان ارادة نظام الخير
تنفذ في همته دواعي و ذلك اما ان يكون داعية حادثة
لاسباب مقتضية لها كقصة خضر اما ان يكون داعية
مستمرة كارادة اقامة الامة العوجاء العمياء ببعثة سيدنا

استحسان ہے متصل ساتھ عازمہ کے اور دوسری جانب ہمت پانی
قویہ منبعثہ ہے صلب نفس سے کہ وہ مستمرہ ہے نفس پر اوقات کثیرہ میں
اور درمیان دونو طرفون کے مراتب کثیرہ ہین اور اوقات و
احوال و اسباب کے واسطے خواص ہین پہر اولیا اسمین دو قسم ہین
ایک وہ ہین کہ اونکی ہمت نفس اونکے نزدیک متمثل ہے اور وہ دیکہتے
ہین کہ آثار اوس سے صادر ہوتے ہین اور ایک وہ ہین جنکی ہمت غیر متمثل
ہوتی ہے بلکہ مضمحل ہوتی ہے خاطر یا خیال مین یا لفظ مین تو وہ
نہین پاتی اسکے واسطے توجہ اور مائل ہوتی ہے کسی وقت
ساتھ تدبیر حق کے اور اوسکی رحمت کے تو صادر ہوتی ہین اُن سے
آثار اور اوّل قسم کے اکثر ہین ہند و خراسان اور انکے قرب مین
اور دوسری قسم کے ہین حجاز و یمن اور اوسکے نواحی مین پہر اولیا
کے واسطے وقت ہین اُن مین سے وہ ہے کہ جسمین ارادہ صرفہ ہوکہ
اوسکو مزاحم نہو لعبید جاننا یا مخالف سمجہنا سنت اللہ کا کہ جو مقصود
ہین کیونکہ جب خطرہ آیا اوسکے دل مین استبعاد کا یا مخالف عادت
اللہ کا تو قلب ٹوٹ جاتا ہے جیسے حیا کے آجانے سے اور شرمندہ ہونے سے اور
یہ سِر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس قول کا واسطے ابو رافع کے جب آپ نے طلب کیا تھا ذراع
تیسری مرتبہ اور اُنھون نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ بکری کے ذراع
دو ہی ہوتے ہین تو آپنے فرمایا تھا اگر تم خاموش رہتے تو ذراع کی بعد ذراع ہمیشہ
لا کر دیتے جبتک خاموش رہتے اور اُن مین سے وہ ہے کہ جسمین مخالفت اور استبعاد
اور انکار قوم سخت کرتا ہے عزیمت مین جیسے تم دیکہتے ہو منافرہ اور معرکہ میں دلیرون
اور پہلوانونکے اور لڑائیون مین اقران کے پہر اولیا داعی کی انبعاث مین دو طبقے
ہین ایک وہ طبقہ ہے جسمین داعیہ منبعث ہوتا ہے الہام حق سے اور یہ اسلئے کہ ارادہ
نظام خیر کا نفوذ کرتا ہے اوسکی ہمت مین دواعی اور ہوتا ہے یہ یا تو داعیہ
حادث بسبب اسباب مقتضا کی جیسا قصہ خضر علیہ السلام کا اور یا ہوتا ہے داعیہ
مستمرہ جیسے ارادہ سیدہا کرنے کا امت ٹیڑھی اندھی کی ساتھ بعثت

رسول الله صلى الله عليه وسلم فانها مستمرة لا تزال
شارجة من شارجها متصلة بقلبه المقدس فيصدر ارادة
لافاعيل خاصة واوضاع جزئية بحسب اقتضاء المقام
والوقت وهذه هي الطبقة العليا المختصة بالكمال المطلق
فيصدر اشراف وا ستجابة دعاء وتكثير طعام وشراب
بحسب المقتضيات وللعادات ساعتئذ وقس
على ذلك شارجة العلم منبجسة من الناموس المنعقد
فى الملاء الاعلى ارادة للخير باهل الارض فهى متصلة
بقلبه المقدس دائما الا انه يتصور بصور شتى بحسب
الاوقات والاوضاع وهيأت النفس فيخرج بصورة
النفث فى الروع مرة وتمثل الملك اخرى وافاضة بركة
فى الرؤية تارة ومناما اخرى ومنهم من يكون الداعية
السفلية هى الباعثة فيه وليس ذلك من مقامات الكمل
اللهم الا تماما للمعنى الجامعية واليه الاشارة فى مقالتهم
المشهورة ان العارف لاهمة له وان الولى اذا بلغ
هذا المبلغ من القوة العازمة خلع عليه خلعة القطبية
فى مشهد سويداء القلب من الشخص الاكبر فصار
ملاذا للناس ومآبا لهم وجامعا لشملهم وكست ارى
وجوب تفرد شخص بهذا الامر بل ربما يصل اليه
اثنان وثلثة وفوق ذلك ايضا والحضرة مع كل واحد كانه
المنفرد بها مثل ذلك مثل الانسان كل فرد من البشر
منفرد به من غير مزاحمة وان كانوا الوفا ومن زعم
انفراد شخص بذلك فانما يشير الى سر غيره انفرد
اليه او يخرج على هذا الانفراد الذى ذكر تحويله
على غير محله والحمد لله الذى سقانى كاسا دهاقا ؂

سيدنا رسول الله صلے الله عليه وسلم كے كہ پيشگانے مستمره ہے ہميشه
كوئى گوشه اوسكے گوشوئين سے متصل ہے اونكے قلب مقدس سے
پس ہوتا ہے اراده فعلون خاص اور اوضاع جزئيه كا موافق
اقتضا روقت اور مقام كے اور يه طبقه عليا ہے مختص ساتهہ كمال
مطلق كے پس ہوتا ہے اشراف اور قبوليت دعا اور زيادتى طعام
وآب موافق مقتضيات اور معدات كے اوس ساعت كے اور اسپر
قياس كر كوچشمه علم كا جارى ناموس سے جو منعقد ہے ملاء اعلے مين
خير كا اراده اہل زمين سے پس وه متصل ہے انكے قلب مقدس سے
ہميشه ليكن اسكے صورتين متفرق ہين بحسب اوقات و اوضاع كے
اور ہيئت نفس كے كبهى خارج ہوتا ہے بصورت لفث فى الروع
كے اور كبهى متمثل ہوتا ہے فرشته اور كبهى خواب مين افاضه
بركت كا اور كبهى قيام مين اور بعضے ايسے ہوتے ہين كه داعيه
سفليه باعث ہوتا ہے اونمين اور يهه مقامات كاملين سے
نہين ہے الہى يون كہا جائے كه واسطے تمام كرنے معنے جامعيت كے
اور اسيكى طرف اشاره ہے اونكو اس قول مشہور مين كه ان العارف
لا همة له جب ولى پہنچتا ہے مبلغ كو قوت عازمه كے تو پہنايا جاتا اسكو خلعت
قطبيت كا مشہد مين سويدا قلب كے شخص اكبر كيطرف سے تب ہو جاتا ہے وه
لوگونكے واسطے پناه كے جائے اور لوگونكا مرجع او جامع اونكے تفرقونكا
اور ميرى راے مين نہين ہے واجب ہونا واسطے ايك شخص كے اس رتبه كا بلكه اكثر اوقات
گويا كروه اوسمين منفرد ہے مثال اسكے ايسى ہے جيسے انسان كه ہر فرد بشر منفرد ہے
گويا كروه اسمين منفرد ہے مثال اسكى ايسى ہے جيسے انسان كه ہر فرد بشر منفرد
انسان ہونے مين بغير مزاحمت كے اگرچه ہين ہزارون اور جس شخص نے گمان كيا
منفرد ہونا اس رتبه كا ايك شخص كو تو اشاره كيا طرف سر غير اسكے جيسے بيان كيا ہے
يا وه سيد ہا نكلا اس انفراد مين اور اسكو حمل كيا غير اسكے محل كے اور
الحمد كه مين سب مقاموں سے جو بيچے بيان كئے ہين مجكو جام لبريز پلايا ہے

من کل هذه المقامات التی اشرت الیها

مشهد آخر رأیتنی فی المنام قائم الزمان یعنی بذلک ان الله اذا اراد شیئا من نظام الخیر جعلنی کالجارحة لاتمام مراده ورأیت ان ملک الکفار قد استولی علی بلاد المسلمین ونهب اموالهم وسبا ذریاتهم واظهر فی بلدة اجمیر شعائر الکفر وابطل شعائر الاسلام والعیاذ بالله فغضب الله تعالی علی اهل الارض غضبا شدیدا ورأیت صورة هذا الغضب متمثلة فی الملأ الاعلی ثم ترشح الغضب الی فرأیتنی غضبانا من جهة نفث من تلک الحضرة فی نفسی لا من جهة اخری الی هذا العالم وانا ساعیتئذ فی جم غفیر من الناس منهم الروم ومنهم الازبکیة ومنهم العرب بعضهم رکبان الابل وبعضهم فرسان وبعضهم مشاة فیما بینهم واقرب ما رأیت شبها بهؤلاء الحجاج یوم النفر ورأیتهم غضبوا بغضبی وسالونی ما حکم الله فی هذه الساعة قلت فک کل نظام قالوا الی متی قلت الی ان ترونی قد سکت غضبی فجعلوا یقاتلون بینهم ویضربون وجوههم فقتل منهم کثیر وانکسر من رؤس ابلهم وشفاهها ثم انی تقدمت الی بلدة دخلت بها وقتلت اهلها فانتهوا فی ذلک وکذلک خربنا بلدة بعد بلدة حتی وصلنا اجمیر وقتلنا هنالک الکفار واستخلصناها منهم وسبینا ملک الکفار ثم رأیت ملک الکفار یمشی مع ملک الاسلام فی نفر من المسلمین فامر ملک الاسلام فی اثناء ذلک بذبحه فبطش به القوم وصرعوه وذبحوه بسکین فلما رأیت الدم یخرج من اوداجه صار فقلت

مشہد آخر مینے دیکہا خواب مین کہ قایم الزمان ہون اس سے میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کسی شیٔ کا نظام خیر سے تو مجکو کیا مانند عضو کے واسطے اتمام اپنی مراد کے اور مینے دیکہا کہ کافرونکا بادشاہ غالب آگیا مسلمانونکے شہرونپر اور انکا مال لوٹ لیا اور انکے ذریات کو غلام بنالیا اور شہر اجمیر مین شعائر کفر ظاہر کیے اور شعائر اسلام کہودیے والعیاذ باللہ خدا کا بڑا غضب اہل زمین پر اور مینے دیکہی اس غضب کی صورت متمثل ملأ اعلیٰ مین پہر مترشح ہوا غضب میری طرف مین تہا غضبناک بسبب نفث ہونیکے اس درگاہ سے میری نفس مین نہ اس جہت کہ جو رجوع ہے طرف اس عالم کے اور مین اوس ساعت لوگونکے جم غفیر مین ہون کہ انمین روم اور ازبک اور عرب سب ہین بعضے اونٹونپر سوار ہین اور بعضے گہوڑون پر اور بعضے پیادہ ہین اور قریب اسکے جو مینے دیکہا مشابہ انکے ہین حاجیونکے اس دن جسمین کوچ کرتے ہین مینے دیکہا کہ وے غضبناک ہونے سے اور مجسے کہتے ہین کہ کیا حکم ہے اللہ کا اسوقت مینے کہا ہر نظام کے دور کرنیکا انہون نے کہا کبتک مینے کہا کہ جب تک کہ تم دیکہو میرا غضب ساکت ہوگیا تو وہ آپسمین قتال کرنے لگے اپنے اونٹونکے مونہہ توڑنے لگے تو قتل ہوئے ان مین سے بہت اور انکے بہت اونٹونکے سر ٹوٹے پہر مین بڑہا آگے ایک شہر کے طرف جو اسکے پیچے تہا اور اسکے لوگونکو قتل کیا اور انہون نے پیروی کی میری اس امر مین اور اسیطرح خراب کیا ہمنے ایک شہر کے بعد ایک شہر یہانتک کہ ہم پہنچے اجمیر اور وہان کفار کو قتل کیا اور ان سے چہڑایا ہمنے اسکو اور غلام بنالیا ہمنے کفار کے بادشاہ کو پہر مینے دیکہا کہ وہ بادشاہ کفار جاتا ہے بادشاہ اسلام کیساتہ مسلمانونکی گروہ مین پہر حکم دیا بادشاہ اسلام نے بیچ اثنا مین اسکی ذبح کرنیکا تو پکڑ لیا اسکو لوگون نے اور گرادیا اسکو اور ذبح کرڈالا چہری سے پہر جب دیکہا مینے کہ خون اچہلتا ہے اسکی رگونسے مینے کہا

المشاهدة الخامسة والاربعون ۴۵

الآن نزلت الرحمة ورأيت الرحمة والسكينة شملت من باشر القتال من المسلمين وصاروا مرحومين مبين فقام الىّ رجل وسألني عن المسلمين اقتتلوا فيما بينهم فتوقفت عن الجواب ولم اصل حرّ ايت ذلك ليلة الجمعة الحادية والعشرين من ذى القعدة ۱۱۴۴ھ مشهد

آخر لا شبهة فى ان حقيقة الحقائق وحدة لا كثرة فيها وانه لابد لها من تنزلات لتظهر الكثرات وتتعين المراتب باحكامها وخواصها وان حركتها من حد فيه وحدتها الى آخر المراتب تدريجية وان لا غاية لها الا نفس ظهور كمال تلك الوحدة وان لها عند حركتها لنفسها الى مراتب الكثرات حسب مقدس اعلى من الارادة الاختيارية التى يقول بها قوم والايجاب الطبيعى الذى يقول به آخرون وان هذا الحسب بسيط فى اول امره ثم انه يتسع دائرتها شيئا فشيئا بازاء اتساع الكثرة اذ لكل مرتبة خاصة حسب خاص كان سببا لبروزها وانه فى بساطته الاولى لم يكن خاليا عن جميع الحسبات التى ظهرت من بعد لكنها كانت مندمجة فظهرت وكامنت فبرزت فهذه اصول لا ينبغى ان يشك فيها من له ادنى بال ولنا بعد هذا منشهد آخر فشاهدنا ان اندماج جميع المراتب فى تلك البساطة ليس على حد واحد بل هنالك حسب خاص مندمج فى ذلك الحسب البسيط هو بمنزلة الظاهر البارز الموجود بالفعل وحسب آخر هو كالمبقى بالقوة القريبة او البعيدة وهذا الحسب الظاهر منه حسب يتعلق بظهور نشأة كلية اولا وبالذات وليس هنالك

اب رحمت نازل ہوئی اور میں نے رحمت و سکینہ کو دیکھا کہ شامل ہوگئی اون مسلمانوں سے جنہوں نے جہاد کیا اور وہ ہوگئے رحمت کئے گئے پھر کھڑا ہوا ایک مرد اور مجھسے سوال کیا اُن مسلمانونکا جنہوں نے آپس میں قتال کیا تو مینے توقف کیا جواب میں اور نہ بیان کیا یہ مینے دیکھا شب جمعہ کو اکیسویں ماہ ذیقعدہ ۱۱۴۴ھ کو مشہد آخر اسمیں کچھ شک نہیں کہ حقیقت الحقایق وحدت ہے اوسمیں کثرت نہیں ہے اور اوسکے واسطے تنزلات ضرور ہیں کہ کثرت ظاہر ہو اور اوسکے احکام و خواص کے مراتب متعین ہوں اور اوسکی حرکت اوس حد سے جسمیں وحدت ہے آخر مراتب تک تدریجی ہے اور اوسکی کچھ نہایت نہیں مگر نفس ظہور کمال اوس وحدت کا اور اوس وحدت کیواسطے وقت اوسکے حرکت لنفسہا کیطرف مراتب کثرات کے حسب مقدس اعلیٰ ہے جیسے ارادہ اختیاریہ کہتے ہیں ایک قوم اور ایجاب طبیعی کہتے ہیں اسے اور یہہ حسب بسیط ہے ابتدائی اول امر میں پھر اوسکا دایرہ وسیع ہوتا گیا شیاً فشیاً مقابلہ وسعت کثرت کے اسواسطے کہ ہر مرتبہ کیواسطے ایک خاصہ ہے حسب خاص کا کہ وہ سبب ہے اوسکے بروز کا اور تحقیق بساطت اولی میں نہیں خالی تھی جمیع حسبات سے جو بعد میں ظاہر ہوئیں لیکن وہ اوسمیں مندمج تھیں پھر ظاہر ہو گئیں اور کامن تھیں بارز ہو گئیں پس یہ ایسے اصول ہیں کہ اسمیں کچھ شک کرنا نہ چاہیے جس شخص کو ادنے بھی سمجھ ہو اور ہمارے واسطے بعد اسکے ایک اور مشہد ہے کہ مشاہدہ کیا ہم نے یہ کہ اندماج جمیع مراتب کا اس بساطت میں حد واحد پر نہیں ہے بلکہ یہاں حسب خاص ہے مندمج اوس حسب بسیط میں وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل کے ہے اور ایک حسب دوسری ہے وہ مانند قوت قریبہ یا بعیدہ کے ہے اور یہ حسب ظاہر اوسمیں ایسی حسب ہے کہ متعلق ظہور نشأ کلیہ کے اولا و بالذات اور یہاں افراد کا اس نشأ کے کچھ ذکر نہیں

ذلك الافراد بتلك النشأة ثم اذا جاء وقت ظهور افراد
تلك النشأة صار حب ظهور الافراد تفاصيلها بانا
ظاهرا ومنه حب يتعلق بظهور فرد من نشأة يكون
فردا متشخصا في المثال وفردا منتشرا يصدق على
كثيرين على سبيل البدل في الناسوت بان يكون القائم
في ذلك المركز شخص ثم من بعده شخص آخر وهلم جرا ثم
الحب المتعلق بظهور فرد بهذا المعنى اما ان يقصد
به ظهور تدبير الهي متعلق بتلك النشاءة اولا وكذلك
اذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم انفصل ذلك
الحب عند ظهورها الى افراد واشخاص فاما ان ينفصل
بقصد ظهور تدبير الهي اولا يكون المقصود الا نفس
وجود هذا النوع من الكمال شاهدنا ذلك وشاهدنا
ان النشأة الانسانية ليست تابعة للنشأة الحيوانية
فقط بل بانها حب خاص ظهر في اول الامر وكذلك
النشأة الحيوانية ليست تابعة للنشاءة النامية
وشاهدنا ان الحب المتعلق بظهور فرد اذا كان في
اول الامر يكون هذا الفرد فردا جامعا لجميع النشآت
الالهية والكونية فان كان قصدا به تدبير النشأة فهو
الفرد النبي كالحقيقة النبوية التي كانت متمثلة في
عالم المثال وهو النبي بالاصالة وما زال في عالم
الناسوت يظهر لها مثال بعد مثال حتى وجد
سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فتمكنت به احكام تلك
المرتبة وان لم يقصد به تدبير نشأة بل انما قصد نفس
تحقق هذا الوجه من الكمال فهو الفرد الذي ليس
بنبي واخر التعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم لما جاء

پھر جب آیا وقت ظہور افراد اس نشأ کا ہوئی حب ظہور افراد اپنی
تفصیلوں میں بار زظاہر اور اوس سے ہے حب جو علاقہ رکھتی ہے ظہور
فرد سے اوس نشأ سے کہ ہو وہ فرد متشخص فی المثال اور ایک فرد منتشر کہ صادق
آوے کثیرین پر علی سبیل البدل عالم ناسوت میں ساتھ اسطرح کے
کہ ہووے قایم اوس مرکز میں ایک شخص پھر بعد اوسکے دوسرا شخص
الی آخرہ اسیطرح اور پھر حب متعلق ظہور فرد کے ساتھ اس معنے کے
یا یہہ کہ قصد کیا جاوے اوس سے تدبیر الٰہی کا جو متعلق ہے ساتھ اس
نشأ کے اولا اور مانند اسکے جب متعلق ہوئی حب ساتھ ظہور نشأ کلیہ کے
پھر منفصل ہوئی یہہ حب اپنے ظہور کے وقت طرف افراد اور اشخاص کے
پھر یا یہہ کہ منفصل ہوئی ساتھ قصد ظہور تدبیر الٰہی کے یا نہو مقصود
مگر نفس وجود اس نوع کا کمال سے یہہ ہمنے مشاہدہ کیا اور ہمنے
مشاہدہ کیا نشأ انسانیہ تابع نہیں نشأ حیوانیہ کے فقط بلکہ اسکے
مقابل حب خاص ہے کہ اول امر میں ظاہر ہوئی اور اسیطرح نشأ
حیوانیہ تابع نہیں نامویہ کے اور ہمنے مشاہدہ کیا کہ حب متعلق ظہور
فرد کے جب ہے اول امر میں ہوگی پھر اد فرد جامع جمیع نشأت
الٰہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر ہے اوس سے قصد
تدبیر نشأہ کا تو وہ فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے
جو متمثل تھی عالم مثال میں اور وہ ہی نبی بالاصالت
ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت میں اوسکے مثال ظاہر
ہوتی ہے ایک بعد دوسرے کے یہاں تک پائی
گئے سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پس پورے ہو گئے
اون سے احکام اوس مرتبہ کے اور اگر قصد نکی
جاوے تدبیر نشأہ کی بلکہ قصد کیا جاوے نفس
تحقق اسوجہ کا کمال سے تو وہ فرد ایسی ہی کی نبی نہیں
اور جسوقت متعلق ہوئی حب ظہور نشاء کلیہ کے پھر جب آیا

وقت ظهور افرادها تعلق الحب ثانيا بظهور فرد
فان كان قصد به حينئذ تدبير النشاة فهو نبي من
الانبياء وليس بالفرد الجامع وان لم يقصد بحينئذ
ذلك بل محض ظهور كمالات تغلب فيها القوى الالهية
على القوى الكونية فهو الولي الفاني الباقي وربما لا يتعلق
الحب في اول الامر ولا عند ظهور افراد النشاة
الكلية بظهور فرد بل انما يتعلق عند ظهور افراده
في الناسوت وحينئذ ان كان قصد تدبير ملة فهو
وارث الانبياء او غير ذلك فهو وارث الملاء الاعلى
او لم يقصد الا كونه راشدا فقط فهو وارث الاولياء
فهذه معرفة غامضة عض عليها بنواجذك ثم
اعلم ان للفرد احكاما لا توجد لغيره منها انه ليس له
مستقر منذ اول ما سافرت النقطة الحبية الى ان
تعود لما منه سافرت اما كل نشاة مستودع وسيره
فيها اسرع من سير السهم اذا نفذ من القوس حتى
يبلغ الى منتهاه فلا يتعلق بذيله شيء من النشآت
بخلاف غيره اللهم الا ما كان في حكمة الله ان النشاة
المتاخرة تستمد من النشاة المتقدمة متمرورة ومنها
انه يعرف المحبة الذاتية وحقيقتها النقطة الحبية
عائدة الى ما منه هذا السير علما وحالا ونشاة و
اما غيره فليس له في هذا القسم نصيب ومنها انه
لا يكون السبب الحقيقي لانتقال الفرد من نشاة الى
نشاة الا المحبة الذاتية تفصيل ذلك ان الفرد
اذا ورد في مستودع فلا بد ان يقضي زمانا الى احكام
تلك النشاة فيصل الى ذروة سنامها ويقذف

وقت ظہور اسکے افراد کا متعلق ہوئی حب ثانی ظہور فرد کے پس
اگر قصد کیا جاوے اس سے تدبیر نشاۃ کا تو وہ ایک نبی ہوا انبیا
میں سے اور نہیں فرد جامع اور جو یہہ قصد نکیا جاوے اسوقت
بلکہ محض ظہور کمالات کا کہ جنمیں غالب ہوں قوائے الٰہیہ اوپر قوائے
کونیہ پر تو وہ ولی فانی باقی ہے اور لیبا اوقات حب متعلق اول
امر میں نہیں ہوتی اور نہ وقت ظہور افراد نشاۃ کلیہ کے ساتھ
ظہور فرد کے بلکہ وہ حب متعلق ہوتی ہے وقت ظہور افراد کے
بیچ ناسوت کے اور اسوقت اگر اوس سے تدبیر ملت کہے تو
وارث الانبیا ہے یا اسکے سوا پس وہ وارث ملا اعلیٰ کا ہے یا
نہ قصد کیا جاوے مگر اسکا راشد ہونا فقط تو وارث اولیا ہے
پس یہ معرفت بہت غامض ہے اسکو خوب مضبوط پکڑ داڑھوں سے
پھر یہہ جان کہ فرد کے واسطے احکام ہیں ایسے کہ اسکے غیر کے واسطے
نہیں ہیں بعض انمیں سے یہ ہے کہ اسکے واسطے کوئی مستقر نہیں
اول سے جب سے سفر کیا نقطہ حبیہ نے جبتک کہ وہ عود کرے اسکی
اس شی کے جسکے واسطے سفر کیا تہا بیشک ہر نشاۃ کے لئے مستودع
ہے اور سیر اسکے بیچ اسکے تیز تر ہے تیر سے جبکہ وہ نکلے کمان سے یہانتک کہ
پہنچے اپنے منتہا کو پس اسکے دامن میں کوئی شی نہیں متعلق ہوتی نجاست
وآلودگی نشآت سے بخلاف اسکے غیر کے الٰہی بات ہے کہ اللہ کی حکمت میں
ہو کہ نشاۃ متاخرہ چاہے نشاۃ متقدم سے اور وہ ضرور ہے اور بعض انمیں
سے یہہ ہے کہ اسکو نصیب ہوتی ہے محبت ذاتیہ اور اسکی حقیقت نقطہ
حبیہ کہ پہنچا طرف اس شی کے جس سے یہہ سیر ہے علماً یا حالاً یا نشاۃ
اور اسکے غیر کے واسطے اسمیں نصیب نہیں ہے اور بعض انمیں سے یہ ہے کہ نہیں
ہوتا سبب حقیقی واسطے انتقال فرد کے ایک نشاۃ سے دوسرے نشاۃ کی طرف
مگر محبت ذاتیہ اسکی تفصیل یہ ہے کہ تحقیق فرد جب وارد ہوتا ہے مستودع میں
تو ضرور ہے اسکو کہ التفات کرے ایک زمانہ اس نشاۃ کے احکام کی طرف پس اصل

غاربها ويظهر منه ما لا يظهر من غيره ثم بعد
ذلك لابد ان ينفض تلك النشأة عن نفسه كالجنين
يخرج من بطن امه وينفض عنه النشأة الجنينية
فاذا حان النفض تتذكر النقطة الجبية فيه مقره
العز وحيز البساطة وتشتاق اليه اشد الاشتياق
فيهما انها النفس هي الجبية الى انيه ومن خاصيتها
ان ينقطع عنه عروق تلك النشأة فيموت وينفك
نسمته عن جسده الكثيف الارضي واذا حان انفكاك
روحه عن نسمته الهوائية عاد اليه ذلك الهيمان
والنفض واذا حان انفكاك روحه عاد اليه ايضا و
هلم جرا حتى تصل النقطة الى حيزها وموضع بساطتها
ومقر عزها فاما اقتعاد غارب النشأة الجسدية ففي
الانبياء ظاهر واما في غيرهم فمناصب وراثة
الانبياء كالمجددية والقطبية وظهور آثارها واحكامها
والبلوغ الى حقيقة كل علم وحال والجمع بين صفات
كل مقام حصل لكل انسان من خلق الخلق وظهور
رقايق منه وتعين كل رقيقة بما يناسبها ووفور آثار
كل رقيقة بحيث لا يشغل شأن عن شأن واما اقتعاد
غارب النشأة النسمية فمنها ان يكون معدا
الوصول علوم النسم المقيدة باجسادها الى
التدلي الاعظم المتمثل منه الطبيعة الكلية وان
يكون جارحة في افاضة الصور الخارجية والوقايع
الكونية وان شئت الحق فليس للفرد حال ولا مقام
ولا منصب انما كل شيء له بلسان رقيقة وعلى حال
التدلي لكن العالم باسره لا يغشاه حال ولا منصب

اور ٹھہرے رہان اور اُس سے وہ باتین ظاہر ہون جو نہون
اُسکے سوا سے پھر بعد اُسکے ضرور ہے کہ یہہ نشاۃ اُسکو اپنی مین سے
نکالدی جیسے بچہ اپنے ماکے شکم مین سے نکلتا ہے اور دور ہو جاتی ہے اُس سے
نشاۃ بچہ پن کا تو جب وقت ہو دور ہو جانیکا تو یاد کرتا نقطہ جبیہ مقر
عزت اور حیز بساطت اور مشتاق اسکا نہایت شوق سے پس اگر شخص جو
اُسکے نفس کیواسطے وہ ہی محبت فرماتی ہے اور اُسکی خاصیتون سے یہ
کہ اُس سے منقطع ہو جائین عروق اس نشاۃ کے پس وہ مرجاتی اور
رہا ہو جاوے نسمہ اسکا جسم کثیف ارضی سے اور جب وقت ہوا اُسکی روح
انفکاک نسمہ ہوائیہ سے عود کرے اوسکی طرف وہ سرگشتگی محبت اور
بے تعلقی اور جب وقت ہو داخل ہونے اُسکی روح کا تو بھی اُسکی
طرف عود کرے اور اسیطرح عود ہوتی چلی جائین جبتک پہنچے نقطہ
اپنے حیز کو اور اپنی جائے بساطت کو اور اپنی قرارگاہ عزت کو لیکن
ٹھہرنا نہایت مین نشاۃ جسدیہ کے پس نبیون مین تو ظاہر ہے اور اُنکے
سوا مین پس منصب وراثت انبیا کے ہین جیسے مجددیت اور قطبیت
اور اُنکے آثار و احکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر علم و حال کے
اور جمع درمیان صفات ہر مقام کے حاصل ہے واسطے ہر انسان کے
جیسے پیدا ہوئی ہے خلقت اور ظاہر ہونا اُس سے رقائق کا اور
متعین ہونا ہر رقیقہ کے اُس شے سے جو اُسکے مناسب ہے اور زیادتی
آثار ہر رقیقہ کی اس حیثیت سے کہ نہ روکے اُسکو ایک حال دوسرے
حال سے اور لیکن ٹھہرنا بلندی پر نشاۃ نسمیہ پس اُس سے ہے یہ کہ مستعد ہو
واسطے وصول علوم نسمیہ مقیدہ باجسام کیطرف تدلی اعظم کے جس سے
پڑ ہے طبیعت کلیہ اور یہ کہ جارحہ ہو جاوے افاضہ مین صور خارجیہ کے
اور وقائع کونیہ کے اور اگر تو چاہے حق بات تو نہین ہے واسطے فرد کے
حال نہ مقام اور نہ منصب تحقیق ہر شے واسطے اُسکے ہے ساتھ زبان رقیقہ
اور اوپر حال تدلی کے لیکن عالم تمام نہین ڈھانکتا اُسکو حال اور نہ منصب

انما الاحوال والمناصب فيه فعلى هذا ينبغى ان يحمل
كل كلام من الفرد مما يشعر بقيامه بالتدبيرات
العالية والمناصب الشامخة وقد نبهناك على جامع
كلامه وملاك امره ان كنت لقنا وفيه عشر رقائق
ظاهرة بارزة ولكل رقيقة حكم واثر خاص لا بد ان
يظهر تلك الاثار منه وليس له ان يكم نفسه عنها لانها
جبلة جبلت عليها رقيقة قمرية لحذ وحذ وهامن
العلوم الكسبية علم الحديث وبركات الطرق المنسوبة
الى مشائخ الصوفية ورقيقة عطاردية بحذ وحذ وهامن
من العلوم الكسبية التصانيف وراى خاص فى كل
علم يبلغ اليه نظره ايًا كان سواء كان معقولا او منقولا
ورقيقة زهرية بحذ وحذ وهاالجمال والمحبة لحب
كل احد ويحبه كل احد من حيث لا يدريان ورقيقة
شمسية بحذ حذ وهاالغلبة والظهور على الكل معنى
واستحقاقا وحفظا لجميع خلق الله تحت الحكم الوحدانى
ورقيقة مريخية بحذ وحذ وهامن كل كمال التاصل
والشدة والرسوخ ولولاها لكان كل شئ مهلهلا
ضعيف النسج ورقيقة مشترية بحذ وحذ وها
قطبية والامامة وهداية وكونه مثابة للناس فيتقربون
الى ربهم ورقيقة زحلية بحذ وحذ وهامن كل
رقيقة بقاؤ وتاصل ونفوذ مدى الازمنة وايضا
تجرد الى الطبيعة الكلية ورقيقة من الملاء الاعلى
بحذ وحذ وهاهمة محيطة بجميع مايلصق به
نجح نظر الله وعصمته له ورقيقة من الملاء السافل
بحذ وحذ وهانوريدخل فى يديه ورجليه وعينيه

جزاین نیست کہ احوال اور مناصب بیچ اوسکے ہین پس بنا برین
چاہئے یہ کہ حمل کیا جاے ہر کلام فرد کا اوس شئے سے جو خبر دی اوسکے
قیام کے تدبیرات عالیہ و مناصب بلند سے اور ہم آگاہ کر چکے ہین تجکو
جامع کلام اور ملاک امر کے اوسکے اگر تو سمجھدار ہے اور اسمین
دس رقایق ظاہر بارزہ ہین اور رقیقہ کا اثر و حکم خاص ہے
ضرور ہے کہ وہ آثار اوس سے ظاہر ہون اور نہین روا اسکو کہ روکے
اپنے نفس کو اونسے اسواسطے کہ وہ جبلت ہے سرشت ہوئی ہے اوپر
اونکے ایک رقیقہ قمریہ ہے مقابل ہے علوم کسبیہ کے علم حدیث ہے
اور برکات طریقون منسوبہ مشایخ صوفیہ سے اور ایک رقیقہ
عطاردیہ ہے وہ مقابل ہے علوم کسبیہ تصانیف اور رای خاص سے
ہر علم مین کہ اوسکی نظر پہنچی اسمین کوئی علم ہو معقول ہو یا منقول
ہو اور ایک رقیقہ زہریہ ہے وہ مقابل ہے جمال و محبت کے کہ
وہ ہر ایک کو دوست رکہتا ہے اور ہر ایک اوسکو دوست رکہتا ہے
اس حیثیت سے کہ دو لوگ نہ جانین ازروے استحقاق و حفظ سارے مخلوقات
اللہ کے تحت مین اوسکے حکم وحدانی کی اور ایک رقیقہ مریخیہ ہے
کہ اسکے مقابل ہے ہر کمال تاصل اور سختی و رسوخ کا اور اگر وہ نہوتا
تو ہر شے ہوتی خوفناک اور ضعیف بافتہ اور ایک رقیقہ ہے مشتریہ
مقابل ہے اوسکے قطبیت امامت اور ہدایت اور ہونا اوسکا
مثابۃ للناس جس مین لوگ اللہ کا تقرب ڈہونڈہین اور
ہر ایک رقیقہ ہے زحلیہ اوسکے مقابل ہے ہر رقیقہ کی بقا
اور تاصل اور نافذ ہونا دراز ہی زمانہ تک اور
تجرد طرف طبیعت کلیہ کے اور ایک رقیقہ ہے ملاء اعلے سے
اوسکے مقابل ہے ہمت محیط بجمیع مایلصق بہ کے وہ قالب ہے اللہ
نظر اور اوسکے عصمت کا اوسکے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملاء سافل
و مقابل ہے نور داخل ہونا ہاتون اور پاؤن اور آنکہون

[illegible]

وجميع اعضائه ورقيقة من التدلي الالهي المتدلي
الى عباد الله ينشعب منه شعبتان شعبة نور النبوة
وشعبة الولاية وبعد ذلك كله جبلت نفسه نفسا
قدسية لا يشغلها شان عن شان ولا يأتي عليها حال
من الاحوال الى التجرد الى النقطة الكلية الا وهو
خبير بها الآن وانما الآن تفصيل لاجمال او شرح
نقطة بل ورقة وليس صدور الكرامات من الفرد
لخصوصها عن غيره فان غيره يصدر منه الآثار و
الخوارق بغلبة حالة فيه حيث تحكمت على طبقات
وجوده وتسلطت ولم يكن العمدة الا هو الفرد
فكل جزء منه مستقل على شاكلته وذلك انك
قد علمت ان فيه رقايق كلية جملية جاءت من
قبل الاسماء الالهية ورقايق جاءت من قبل
نفوس الافلاك وطبايعها ورقايق جاءت من
قبل العناصر ورقايق جاءت من قبل تصنف
الكمال الحاصل له اصنافا فلا يتسلط جزء على
جزء آخر قط فلا تنعزل البهيمية عن مقتضاها
ابدا بتسلط الملكية عليها ولا تنعزل الملكية عن
مقتضاها ابدا بتسلط البهيمية عليها ولا يكون
مجردا لشيء من الكمال بحيث يخفى اثر كمال آخر بل كل
عنده بقدر فاذا ظهر منه خارق عادة فبأحد
وجهين احدهما ان يكون الله تعالى اراد بعباده
ايصال نفع دنيوي او اخروي او دفع ضرر كذلك
او اراد تعذيبهم على افعالهم فيجري على يديه
وينسب الخرق اليه وهو في الحقيقة كالميت

اور تمام اعضا میں اور ایک رقیقہ ہے تدلی آلہی کا جو متدلی ہوا
اسکے بندوں کی طرف اوس سے دو شعبے نکلتے ہیں ایک شعبہ نور نبوت
کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اسکے اوسکا نفس بالکل نفس
قدسیہ سرشت ہوا ہے کہ نہیں روکتے اوسکو کوئی شان کسی
شان سے اور اوسپر کوئی حال نہیں آتا احوال سے وقت تجرد کے
نقطہ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اوس سے اوس آن اور
تحقیق آنا اوسکا تفصیل ہے اجمال کے یا شرح ہے نقطہ کے ساتھ ورقہ
اور فرد سے ایسی کرامتیں نہیں صادر ہوتی جیسے کہ اسکے سوا کیونکہ
اوس سوا اسکے آثار اور کرامتیں صادر ہوتی ہیں غلبہ سے اوس
حالت کے جو اوس میں ہے سبب حکم کرتی ہے وہ حالت اوسکے طبقات
وجود پر اور مسلط ہوتی ہے اور نہیں ہوتی عمدہ مگر وہ ہے لیکن فرد کا
ہر جزو اپنی روش صورت پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات اسلیے ہے کہ تم
جان چکے ہو کہ اسمیں رقایق کلیہ جملیہ ہیں کہ آئی ہیں اسما الہیہ کی طرف سے
اور رقایق ہیں کہ آئی ہیں نفوس افلاک سے اور طبائع افلاک سے
اور رقایق ہیں کہ آئی ہیں جانب عناصر سے اور رقایق ہیں کہ
آئی ہیں طرح طرح کے کمالوں سے جو اوسے حاصل ہیں پس نہیں مسلط ہوتا
ایک جزو دوسرے جزو پر کبھی تو نہیں معزول ہوتی بہیمیت کبھی اپنے
مقتضا سے ملکیت کے تسلط سے اوسپر اور نہ ملکیت اپنے مقتضا سے معزول
ہوتی ہے کبھی بہیمیت کے تسلط سے اوسپر اور کبھی متجرد نہیں ہوتا
کسی کمال کیواسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسرے کمال کا اثر کم ہو جائے
بلکہ اوسکے نزدیک ہر شے اپنی مقدار سے ہے تو اوس سے جو خارق عادت
ظاہر ہو تو دو وجہیں ہیں ایک ان دو سے یہ ہے کہ ارادہ حق اپنے بندوں کو
نفع پہنچانا چاہے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے دنیا یا آخرت کا
یا انکو افعال پر عذاب دینا چاہے تو اوس فرد کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے اور
اوسکی طرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے درحالیکہ وہ فرد مانند مردہ کی ہے

في يد الغسال لا اختيار له في ذلك وثانيهما ان يتوجه
هذا الفرد الى عقله وحكمته وفراسته فاذا اراد اى
شيئا فيه نفع له او لغيره بسط رقيقة من رقائقه
الى ما يناسب هذا الشيء فظهر خارق عادة في
الناس مثلا اراد ان يخبر الناس بما سياتي من الوقايع
فبسط رقيقة من رقائقه وهي القمرية فتلقت
علما والقاه اليهم او اراد تسخير قوم فبسط رقيقة
من رقائقه وهي الشمسية فسخرت وهلم جرا و
من خواص الفرد في الحيوة الدنيا انه يأتي
لان يعبد ربه بجميع اخلاقه وجميع طبايعه و
ذلك ان الانسان في مجرى العادة يفعل افعال
الشجاعة لداعية تهجم الى جلب نفع او دفع
ضرر يوهين فاذا كان العبد فردا انعقد في الملأ
الاعلى حكم من احكام الحق فترشح منه الى
النفس وانبعث الداعية ويخدمها خلق من اخلاقه
فجرت الافعال وهو في كل ذلك فان عن مراده
باق بمراد الحق فهذا معنى عبادته باخلاقه والانسان
له طبايع ولكل طبيعة فناء وبقاء وكمال نوع تام من
ربه وافعال تجري منها بفنائها في الحق وتجليات
معنوية حاصلة من تركيب الكمال بالطبيعة
البشرية بحسب ذلك التركيب كما ان الطبيعة
الذوقية بحسب النسمية تقتضي ان يلتذ بكل حسن
بالجمال الذي خصه الله تعالى به ويرى في كل
لذة تجليا انقيادا الى الله واخباتا له فيكون
انبساطه بلذاتها والاشياء التي يلتذ بها كلها السنة

غسال کے ہاتھ میں اسکو اسمین کچھ اختیار نہیں اور دوسری وجہ
یہ ہے کہ یہ فرد رجوع ہو اپنی عقل اور حکمت و فراست کے طرف پس جب کچھ
کرکسی شی میں سکو نفع ہو یا اور دوسرے کو تو اسکے رقایق میں سے
کوئی رقیقہ انبساط کرے جو مناسب اس شے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت
لوگوں میں مثلاً وہ ارادہ کرے کہ جو وقایع آنیوالے ہیں انکی لوگونکو
خبر کرے تو انبساط کرے اسکا رقیقہ جو قمریہ ہے تو علم سے ملاقی ہو اور
لوگونکو وہ علم پہنچا دے یا ارادہ کرے وہ فرد کسی قوم کے تسخیر کا
تو انبساط کرے ایک رقیقہ رقایق میں سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرلے اور
اسیطرح اور بہت سا خیال کرو اور فرد کے خواص میں سے ہے کہ وہ زندگی
دنیا میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبایع سے اور
یہ امر اسلئے ہے کہ عادت یہی ہے کہ انسان افعال شجاعت کے کرتا ہے
واسطے ایسے داعیہ کے کہ حصول نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو
بندہ جب فرد ہوتا ہے تو ملأ اعلی میں جو حکم منعقد ہوتا ہے حق کے
احکام میں سے اسکا اثر مترشح ہوتا ہے نفس کیطرف تو اٹھتا ہے
داعیہ اور اسکے خدمت کرتا ہے کوئی خلق اسکے اخلاق میں سے
تو جاری ہوتے ہیں فعل اور وہ فرد بالکل فانی ہے اپنی مراد سے
اسکی مراد میں باقی ہے تو یہ معنے ہیں اسکی عبادت کے بجمیع اخلاق
اور انسان کے واسطے طبایع ہیں اور ہر طبیعت کے واسطے فنا و بقا ہے
اور ہر طبیعت کو ایک کمال اسکے رب کیطرف سے دیا گیا ہے اور افعال
ہیں جو اس طبیعت سے جاری ہوتے ہیں جب اسکو فنا کردے فی الحق
اور تجلیات معنوی ہیں جو ترکیب کمال سے ساتھ طبیعت بشریہ کے
حاصل ہوتی ہیں موافق اس ترکیب کے جیسے طبیعت ذوقیہ بسبب نسمیہ کے
مقتضی ہے کہ لذت اٹھاوے حسن اور جمال کی جس سے اللہ نے اسکو خاص
کیا ہے اور دیکھے ہر لذت اور ہر خوشی میں بعد اسکی اور فرد کو تمام اسکے
پس ہو جائیں سب اسکی لذتوں کی وہ شے جس سے لذت اٹھاتا ہے

تذکر اللہ تعالی فیحصل لہ حالۃ عجیبۃ یستغرق فیہا
ویسکو حینا من الدھر وقس علی ذلک کل طبیعۃ
وان شئت الحق فعبادتہ لربہ فی حقہ جریان منہ
علی مقتضی طبیعتہ واللہ حافظہ واذا اتاہ زجر
علی فعل فسببہ مخالفتہ فی ذلک للباس البسہ
اللہ تعالی ومن خواصہ فی البرزخ انہ اذا انتقل
عن ھذا البدن ھام الی الطبیعۃ العامۃ التی تعم
کل موجود ھیمان النفس الناطقۃ الی بدنہا الا ان
ھیمانہا ھیمان تدبیر وھیمانہ ھیمان عشق فحینئذ
یسری فی اجزاء العالم بہمتہ ففی الحجر حجر وفی الشجر شجر
وفی الفلک فلک وفی الملک ملک لا یصدہ طور عن
طور کھیئۃ الطبیعۃ المطلقۃ وحینئذ ربما کان
من ھذا الفرد آثار عجیبۃ واحکام غریبۃ فمنہا انہ
یعلم بالعلم الحضوری انہ القیم بالطبیعۃ الاولی کما
ان النفس یعلم انہ قائم ولیس بقائم الا الجسد
ولا یعلم بھذا العلم انہ فلان بن فلان بل ربما علم ذلک
بعلم حصولی کما یعلم ان فلانا الاجنبی ابن فلان و
منہا ان ھذہ الحقیقۃ ربما صارت معدۃ
لبعض التدبیر الکلی فیبرز بروز ما فی بعض
المواطن ویکون سببا لافاضۃ البرکات **تتمۃ**
ومن بعد ھذا ما تدق صفاتہ وما کتمہ حظی لذی واجل

تحقیق فی بیان قول السید عبد السلام بن
بشیش قدس سرہ علی مشرب القوم اللھم اجعل
الحجاب الاعظم حیاۃ روحی وروحہ سر حقیقتی
وحقیقتہ جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول اشہد

سبب کے سبب زبان میں واسطے یاد دلانے اللہ تعالی کے تو حاصل ہوا اسکو ایک
عجیب حالت کہ اسمین مستغرق ہو جاوے اور سکر مین آجاوے کچھہ وقت زمانہ
سے اور اسی پر قیاس کرلے ہر طبیعت کو اور جو تو سچ پوچھے تو اسکی
جاری ہوتا ہے اور اللہ اسکا حافظ ہے اور جسوقت کسی فعل پر اسکو
زجر آئے تو اسکا سبب اسکی مخالفت ہے اس امر مین
بسبب اس لباس کے جو اسے اللہ نے پہنایا ہے اور اس فرد
کے خواص سے ہے عالم برزخ مین کہ وہ جب انتقال کرے اس بدن سے
ہیمان کرتا ہے طرف طبیعت عامہ کے جو عام ہے ہر موجود کو جیسا
ہیمان نفس ناطقہ کو بدن سے ہے مگر نفس ناطقہ کا ہیمان ہیمان تدبیری
اور اس فرد کا ہیمان ہیمان عشق ہے تو اسوقت سریان کرتا ہے
اپنی ہمت سے اجزاے عالم مین تو حجر مین حجر ہے اور شجر مین شجر
اور فلک مین فلک ہے اور ملک مین ملک ہے نہین روکتا ہے
اسکو ایک طور دوسرے طور سے مانند ہیئت طبیعت مطلقہ کے
اور اسوقت اکثر اوقات اس فرد کے آثار عجیبہ اور احکام
غریبہ ہوتے ہین پس ان مین سے یہ ہے کہ جانتا ہے علم حضوری
سے کہ وہ قیم بالطبیعۃ الاولی ہے جیسا کہ نفس جانتا ہے کہ قائم ہے
اور وہ قائم نہین مگر جسد قائم ہے اور اس علم سے نہین
جانتا کہ وہ فلان ابن فلان ہے بلکہ بسا اوقات یہ جانتا ہے
علم حصولی سے جیسا کہ جانتا ہے کہ وہ اجنبی ابن فلان ہے اور ان مین سے ہے
یہ کہ یہ حقیقت کبھی ہوتی ہے مستعد واسطے تدبیر کلی کے پس بروز کرتا
ہے بعضے مواطن مین اور سبب ہوتی ہے افاضہ برکات کا **تتمہ**
ومن بعد ہذا ما تدق صفاتہ وما کتمہ احظی لدی واجل
یعنے اسکے بعد اسکی صفتین ظاہر نہین کیجاتی اور ہمیشہ نزدیک اسکا
چھپانا بہت خوب اور اچھا ہے **تحقیق** بیان مین قول سید عبد السلام بن بشیش
قدس سرہ کے حسب مشرب قوم کو وہ قول یہ ہے اللھم اجعل الحجاب الاعظم حیاۃ

المراد بالحجاب الاعظم ذات النبي صلى الله عليه
وسلم كما دل عليه قوله قدس سره فيما سبق و
حجابك الاعظم القائم لك بين يديك وانما عبر عنه
بالحجاب الاعظم لان حقيقته عليه الصلوة والسلام
اول المبدعات واعظمها كما ذكره القوم في
قوله صلى الله عليه وسلم اول ما خلق الله نوري و
منها انشعبت الحقائق فهي الواسطة بينه وبينها
وروحه نبي الانبياء فان ارواحهم انما اخذت العلوم
والمعارف بواسطة روحه فكما ان النبي ترجمان
الحق في قومه والواسطة بينه وبينهم فكذلك روحه
صلى الله عليه وسلم ترجمان الحق في الارواح والواسطة
بينه وبينها وفي قوله عز من قائل فكيف اذا جئنا من
كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا اشارة
الى هذا المعنى بناء على ان هؤلاء اشارة الى الشهداء
وصورته الظاهرة في الناسوت التي عليها ظهرت
المعجزات وبينت على لسانها المعارف والاحكام
واسطة بين الحق وخلقه وسبب لقربهم منه فظهر
مما بيناه انه صلى الله عليه وسلم له ثلث نشئات كلية و
ثلاثة اصناف من التوسط بحسب تلك النشئات فاولها
مرتبة تسمى عند الطائفة بالحقيقة المحمدية وهي
تعين كلي في الخارج لاحكام الاسماء الكلية وثانيها
مرتبة تسمى عندهم بالروح المحمدي وهي التعين المجازي
للحقيقة المحمدية عند تنفسها لانسان الكلي الى مظاهره
وتقيد انه وثالثها النشاة الناسوتية المنوطة بها
الكمالات الظاهرة بعد بعثته الى الخلق على راس

حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ
دلالت کرتا ہے اس پر قول اُس قدس سرہ کا ما سبق مین
وحجابک الاعظم القائم لک بین یدیک اور تحقیق ذات نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے اسواسطے کہ حقیقت
آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے مبدعات کا اول و اعظم ہے
جیسا کہ ذکر کیا ہے قوم نے بیچ اس فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے کہ اول ما خلق اللہ نوری اور اُس سے منشعب ہوئین
حقیقتین پس حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے درمیان
اللہ کے اور حقائق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نبی الانبیا ہے کہ بیشک انبیا کی روح نے اخذ کئے علوم اور معارف
بواسطہ اُس روح مبارک کے پس جسطرح نبی ترجمان حق ہے اپنی قوم
مین اور واسطہ ہے اللہ مین اور قوم مین اسی طرح روح مکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ہے ارواح مین اور واسطہ ہے
اللہ مین اور ارواح مین اور بیچ اس قول اللہ تعالی کے
فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء
شہیدا اشارہ ہے طرف اس معنے کے بنا برین کہ ہؤلاء اشارہ ہے
طرف شہدا کے اور انکی صورت ظاہر ناسوت مین جس سے معجزے ظاہر ہوئے
اور اُس صورت کی زبان سے بیان ہوئی معارف اور احکام واسطہ ہے
درمیان حق کی اور اسکی مخلوق کی اور سبب ہے مخلوق کے قرب کا
حق سے اور ظاہر ہوا اس سے جو ہمنے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
واسطے تین عالم ہین کلیہ اور تین قسم کی ہین توسطات موافق تین
نشأتوں کے تو اول وہ مرتبہ ہے جسکو قوم حقیقت محمدیہ کہتے ہین
اور وہ ایک تعین کلی ہے خارج مین واسطے احکام اسماء کلیہ کے اور دوسرا
انکی سے مرتبہ ہے جسکا نام انکے نزدیک روح محمدی ہے اور وہ تعین مجازی
حقیقت محمدیہ کے وقت تنفس کے انسان کلی کی طرف اپنی مظاہر کی

اربعین سنۃ من عمرہ من اقامۃ الامۃ العوجاء و فتح
ابصار عمی و آذان صم و قلوب غلف حتی یشہدوا
بالوحدانیۃ و یتنبہوا و یعلموا احکام اللہ المتعلقۃ
بافعال المکلفین و غیر ذلک من المعارف الجلیلۃ
و اکمل الاولیاء من کان علی قلب خاتم الانبیاء صلی
اللہ علیہ وسلم فی تلک النشآت الثلث لکن الحقائق
الجزئیۃ المستعدۃ لکمالات المحبۃ و المحبوبیۃ و ما یضاہیہما
لا یتعین الابعد اختیار الانسان الکلی بحیالہ فاول
تعینہا فی الخارج یضاہی و یسامت التعین الروحی
من الحقائق الکلیۃ فلا یظہر مدد الحقیقۃ المحمدیۃ
الواصل الی الحقائق الجزئیۃ الا بعد تعینہا و تکون
الجامعیۃ بدأنا عنہا و انعقاد الاستعدادات ہٰہنا لک
بدأنا عن الروح المحمدی فیکون مرتبۃ العطایا و لحدۃ
و اسرار وجودہا متعددۃ فاذا تمہد ہذا انتقل
الشیخ قدس سرہ یتبہل الی ربہ تبارک و تعالی با
بلسان استعدادہ ان یجعل من ورثۃ سیدنا و مولانا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحسب النشآت الثلث و
کمالاتہا المختصۃ بکل منہا فعبر عن سؤالہ میراثہ
من الکمالات الناسوتیۃ بقولہ اللہم اجعل الحجاب
الاعظم حیوۃ روحی اعنی بہا الروح المنفوخۃ
فی البدن المدبرۃ لہ المریدۃ للحس و الحرکۃ و ہی فی
الافراد الجزئیۃ المستعدۃ للکمالات الجزئیۃ التی
اشرنا الیہا بازاء الصورۃ الناسوتیۃ فی الافراد
الکلیۃ المستعدۃ للکمالات الجمعیۃ و لا یخفی حسن
تشبیہ المدد الواصل منہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب عمر مبارک چالیس برس کی ہوئی کہ گمراہوں کو راہ پر لائے
اور اندہوں کو بینائی اور بہروں کو کان اور دلوں کو ہدایت بخشی
کہ انہوں نے وحدانیت الٰہی کی گواہی دی اور تنبیہ پائی
اور جانے اللہ کے حکم جو متعلق افعال مکلفین کے ہیں اور اسکو سوا
اور معارف جلیلہ اور اکمل الاولیا وہ شخص ہی جو قلب خاتم
الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی ان تینوں نشات میں لیکن
حقائق جزئیہ مستعدہ واسطے کمالات محبت و محبوبیت اور ان
دو کے مانند کی نہیں متعین ہوتی مگر بعد جبر اختیار کرنے انسان
کلی کے اسکے مقابل میں پس اول تعین ان حقایق جزئیہ کا خارج
میں مشابہ اور ہمرو ش ہی تعین روحی کا حقائق کلیہ سی پس نہیں
ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کی جو واصل ہی طرف حقائق جزئیہ
کے مگر وقت اسکے تعین کے اور جامعیت میں شروع حقیقت محمدیہ کی
اور منعقد ہونا استعدادات کا یہاں شروع ہی روح محمدیہ سے
تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار انکے وجود کا متعدد جب
یہ بات تمہید ہولی تو اب ہم کہتے ہیں کہ شیخ قدس سرہ ابتہال
درازی کرتا ہے ربہ تبارک و تعالیٰ سے بزبان اپنی استعداد
کے کہ اللہ اسکو کرے وارثوں سے سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے بحسب نشآت ثلثہ کے اور انکی کمالات مختصہ کے جو ہر
ایک میں ہیں پس تعبیر کیا اپنے سوال سے میراث کو اسکے کمالات ناسوتیہ سے
اس قول کی ساتھ کہ اللہم اجعل الحجاب الاعظم حیوۃ روحی کہ مراد
اس سے روح منفوخہ فی البدن ہے ایسی کہ بدن کی مدبر اور آلہ
حس و حرکت کے ارادہ کرنیوالی ہے اور وہی افراد جزئیہ میں مستعد ہے
واسطے کمالات جزئیہ کے جسکا ہمنے اشارہ کیا ہی بمقابل صورت
ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد کمالات جمعیت کے ہے اور کچھ
چھپا ہوا نہیں ہے حسن تشبیہ اس مدد کا جو واصل ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

الی روح هذا المستفید بالحیوة التی هی کمال اول للروح
وعبر عن سؤاله میراثه من الکمالات الروحیة بقوله
وروحه سر حقیقته وذلک لان الحقائق الجزئیة انما
تنشأ من حیث تتعین الارواح الکلیة ولا یخفی ما
فی التعبیر عن المدد الواصل منه صلی الله علیه وسلم
الی حقیقة هذا المستفید بالسر الذی یفهم منه
الخفاء والمصدریة للآثار والکمالات وتعیین
الاستعدادات مستمرا دائما علی نمط واحد من
الحسن والبراعة وعبر عنه سؤاله میراثه بحسب
الکمالات التی ورثتها الحقیقة المحمدیة وان لم تظهر
الا فیما دون تلک المرتبة بقوله وحقیقته جامع عوالم
وذلک لان الاکملیة بهذا الوجه تلازم ظهور
دقائق کثیرة بازاء النشآت الخارجیة کل دقیقة
اجمال نشأة ومعرفة لاحوالها فالمدد الواصل منه
صلی الله علیه وسلم فی هذه المرتبة الی حقیقة
المستفید صورة جمع العوالم بهذا المعنی اجعل
ذلک کذلک بتحقیقک والتحقیق جعل الشئ متحققا فی
الخارج والمراد منه الفیض المقدس ولا یخفی ما فی
وضع المظهر مکان المضمر من الاشعار بان التحقیق
صادر منه من جهة کونه حقا ای متحققا بذاته محققا
لغیره واول الاشیاء فانه وجود الوجودات
وماهیة الماهیات تحقیق للعارف وصول الی
الذات ووصال الی الاسماء والتجلیات سواء
قلنا بان الوصول الی الذات علم بها وادراک لها
اولا وما یوهم خلاف ما ذکرنا من کلام المحققین

طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات کے ایسی حیات کہ وہ
کمال اول ہی واسطے روح کے اور تعبیر کیا اس نے اپنے سوال سے میراث
صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات روحیہ سے ساتھ اس قول کے کہ وروحہ
سر حقیقتہ اور یہ اسواسطے کہ حقائق جزئیہ بیشک ظہور کرتے ہیں
اس جگہ سے کہ متعین ہوتی ہے ارواح کلیہ اور پوشیدہ
نہیں وہ شئے کہ بیچ تعبیر مدد کی ہے ایسی مدد جو واصل ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے طرف حقیقت اس مستفید کے ساتھ اس
سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا ہے اور مصدریت واسطے آثار و کمالات
اور تعیین استعدادات مستمر و دائم نمط واحد پر حسن و براعت سے
اور تعبیر کیا اس سے سوال اسکا میراث اس کی موافق ان کمالات
کے جسکی وارث ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہیں ظاہر ہوئی
مگر بیچ سوا اس مرتبہ کے جو اسکا قول ہے وحقیقتہ جامع ہے
عوالم کا اور یہ امر اسلئے ہے کہ اکملیت ساتھ اس وجہ کے لازم ہوتی ہے
ظہور دقائق کثیرہ کے بمقابلہ نشآت خارجیہ کے ہر دقیقہ اجمال ہے
ایک نشاۃ کا اور اسکے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہے صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس مرتبہ میں طرف مستفید کے اس کی صورت
جمع عوالم ہے ساتھ اس معنی کے اجعل ذالک کذالک بتحقیقک اور
تحقیق گردانا شے کا متحقق ہے خارج میں اور مراد اس سے
فیض مقدس ہے اور مخفی نہیں وضع مظہر سے مکان مضمر میں
کہ اشعار ہے اس بات کا کہ تحقیق صادر ہے اس سے
بسبب اسکے ہونے کے حق یعنی متحقق بذاتہ محقق لغیرہ اور
اول اشیا پس بیشک وہ وجود الوجودات و ماہیت
الماہیات ہے تحقیق واسطے عارف کے ہے وصول اس کے لئے
الاسماء والتجلیات کے برابر ہے جو کہا ہے یعنی یہ کہ وصول الی الذات علم ذات
اور اسکا ادراک ہے یا نہو اور وہ جو وہم ہوتا ہے ہمارے بیان کے خلاف محققین کے

فی هذه المسئلة فمعناه نفی العلم والاحاطة لا نفس
الوصول وتفصیله ان السالک اذا وصل الی الحقیقة
التی یعبر عنها بانا وجردها عما دونها وتعلم التفات
الی التحقق والتقرر والوجود واصل ذلک کله الوجود
المطلق وله تنزلات شتیٰ وملابس کثیرة فیعرف
فی ضمن هذا الالتفات کل تنزل ولبسة لحاسة
ذلک التنزل وتلک اللبسة فلا یدرک المثال الا
بالمثال ولا الروح الا بالروح وهکذا ایرجع منصاعدا
حتیٰ یدرک الحقیقة التی لاحقیقة ورائها بتلک الحقیقة
بعینها فهنالک وصول ولیس هنا علم الا بانا ولا ادراک
الا بانا وما احسن قول الشیخ العارف عفیف الدین
التلمسانی مشیرا الی هذه النکتة **شعر** وعوا منکر
فوزی بها یتفطروا یحق لها تنبک القلوب بتفطرها
وماذا علی من صار خالا لخدها اذا خاربوها ام
تبنه جارها فالکمل متحقق لهم الوصول الی
الذات بالفعل وکذلک بالوصول الاسماء والتجلیات
فناء وبقاء وتحقق لایجوز ان یکون لهم حالة
منتظرة فی ذلک نعم بعد ذلک احکام خاصة
بکل نشاة من النشأت یعتورها الانسان مرة بعد
مرة وکانه قد احاط بها اجمالا فی دینک الوصلین
وما بقی الا التفصیل فترقیات الکمل غیر متناهیة
بهذا المعنی **تحقیق** اعلم ان الاول جل مجده
یعلم الاشیاء بوجهین احدهما الوجه الاجمالی بیانه
انه لما علم ذاته علم اقتضاء ذاته لنظام الوجود لان
العلم بالعلة التامة یکفی فی العلم بالمعلول وهذا الاشیاء

کلام سے اس مسئلہ میں تو اسکی معنی ہیں نفی علم کی اور احاطہ کی
نہ نفس وصول کی اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ سالک کو جب وصول
ہوتا ہے طرف حقیقت کے وہ حقیقت جس سے عبارت انا ہے اور وہ
حقیقت مجرد کر دیتی ہے اپنے سوا سے تو واقع ہوتی ہے اس سے
التفات طرف تحقق و تقرر و وجود کے اور اس سب کی اصل وجود مطلق ہے
اور اوسکے واسطے تنزلات ہیں بہت اور لباس ہیں کثیر پس
پہچانتا ہے اس التفات کی ضمن میں ہر تنزل و ہر لباس کو ساتھ
حاسہ اس تنزل اور اس لباس کی تو نہیں ادراک ہوتی مثال کا مگر
ساتھ مثال کے اور نہ روح مگر ساتھ روح کے اور اسیطرح رجوع کرتا ہے
صعود کرتا ہوا یہانتک کہ دریافت کرتا ہے اس حقیقت کو کہ اسکی پرے کوئی
اور حقیقت نہیں ہے ساتھ اس حقیقت کے بعینہا پس وہان وصول ہے اور
علم نہیں وہان مگر انا کا اور کوئی ادراک نہیں مگر انا کا اور کیا خوب
قول ہے شیخ عارف عفیف الدین تلمسانی کا اشارہ کرتا ہوا اس
نکتہ کی طرف **شعر** وعوا منکری فوزی بہا یتفطروا یحق
لہا تنبک القلوب بتفطرہا و ماذا علی من صار خالا لخدہا اغار
ابوہا ام تنبہ جارہا پس کاملون کے واسطے وصول متحقق ہے طرف
ذات کے بالفعل اور اسیطرح ساتھ وصول اسما اور تجلیات کے فنا و
بقا و تحققاً نہیں جائز ہے کہ ہو انکی واسطے حالت منتظرہ اس میں ہان
اسکے بعد احکام خاص ہیں ہر نشاء کے نشات سے کہ بدلتا ہے انکو انسان
ایک بعد ایک کے گویا کہ اس نے احاطہ کر لیا انکا اجمالاً ان دونوں
وصولوں میں اور نہیں باقی رہی مگر تفصیل پس کاملون کی ترقیات کو
انتہا نہیں اس معنی سے **تحقیق** اب جاننا چاہیئے کہ تحقیق اللہ
جل مجدہ کو اول علم اشیا ہے دو وجہوں سے ایک وجہ تو اجمالی ہے
اسکا بیان یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ذات کو جانا تو ذات کی اقتضا کو جانا
واسطے نظام وجود کے واسطے اسکے کہ علت تامہ کا علم کافی ہے معلول کے علم کو اور یہ اشیا کو

[illegible]

هنالك موجود بوجود الهي لا بوجود امكاني
لان كل شئ انما تحقق بتحقيق الواجب له وانما وجد
بايجاد الواجب اياه فبازاء كل شئ كمال للواجب
واقتضاء وهذه الكمالات مبداء صدور هذه
الاشياء وكنه حقايقها فكل كمال يقتضي شيئا بخصوصه
وكل شئ يحتاج الى كمال بخصوصه كان هذه الكمالات
والاشياء امر واحد غير ان هذه من لوازم الواجب
واعتبارات الذاتية بمنزلة العلم والقدرة والحيوة
وتلك معلولات له صادرة منه وثانيهما التفصيلي
بيانه ان كل موجود فانما هو معلول الواجب وما لا
يكون معلولا لا يمكن ان يتحقق وليست حاجة
هذه المعلولات اليه تعالى مثل حاجة البناء الى
البناء بل حاجتها واصل تقررها وجوهرها وتحققها
وتقومها مستمرة ما دامت موجودة وايجاده لها
وتحقيقه اياها هو كنه وجودها وتحققها لا غير
وانما منشا امتياز الماهيات بعضها من بعض امتياز
بعض انحاء الايجاد والتحقيق والتقويم من بعض
فهذا الارتباط اقوى من ارتباط الصورة بمحلها
يقتضي حصول الاشياء لفاعلها فيعلم الاول تعالى
الاشياء بتلك الاشياء لا بصورها المرتسمة في الواجب
وهذا علم الواجب لها بوجودها الامكاني سواء
في ذلك الماديات والمجردات فالحق انه لا حاجة
الى توسيط الجواهر العقلية المرتسمة فيها صور الاشياء
الا في المفروضات التي لا تحقق لها الا في فرض
الفارض كانياب الغول فتدبر الكلام حق التدبر

وہاں موجود ہیں ساتھ وجود الٰہی کے نہ ساتھ وجود امکانی کے اسلئے کہ
ہر شئے متحقق ہوتی ہے تحقیق واجب سے اُسکے اور پائی جاتی ہے ساتھ ایجاد
واجب کے پس مقابل ہر شئے کے کمال ہے واسطے واجب کے اور اقتضا اور یہ کمالات
مبدا ہیں ان اشیا کے صدور کا اور کنہ ہیں اُن کے حقایق کا تو ہر کمال
مقتضی ہے کسی شئی کا بخصوصہ اور ہر شئی محتاج ہے طرف کسی کمال کی
بخصوصہ گویا یہ کمالات اور اشیا امر واحد ہیں سوا اسکے کہ یہ لوازم
واجب سے ہیں اور اعتبارات ذاتیہ بمنزلہ علم کی ہیں اور قدرت
اور حیات کے اور یہ معلولات ہیں واسطے اسکے کہ صادر ہوئی ہیں اُس سے
اور دوسری وجہ اُنمیں سے وجہہ تفصیلی ہے بیان اُس کا یہ ہے کہ ہر موجود
معلول واجب کا ہے اور جو نہیں ہے معلول نہیں ممکن ہے اُس کا تحقق
اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف اللہ کو مثل حاجت
معمار کی طرف مکان کی بلکہ حاجت معلولات کی اور اصل اُن کی تقرر
اور جوہر اور تحقق اور تقوم کی مستمرہ ہے جب تک موجود ہیں اور
ایجاد واجب کا ہے واسطے اُنکی اور تحقق کرنا اُس کا اُن کو کنہ ہے
اُنکے وجود کا اور اُنکی تحقق کا نہ کچھہ اور جز این نیست کہ منشا
امتیاز ماہیات کا بعض سے بعض کو امتیاز ہے بعضے اقسام ایجاد کا
اور تحقق اور تقویم بعض سے پس یہ ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت سے
اپنے محل سے مقتضی ہے حضور اشیا کا واسطے اپنی فاعل کی پس جانتا ہے اول اللہ
اشیا کو ساتھہ ان اشیا کے نہ اُنکی صور مرتسمہ فی الواجب سے اور یہ علم
واجب کا واسطے اُنکی ساتھ اُنکی وجود امکانی کی ہے برابر ہے
اس میں ماویات اور مجردات پس حق یہ امر ہے کہ کچھہ
حاجت نہیں واسطے جواہر عقلیہ مرتسمہ فیہا صور الاشیا کے
مگر مفروضات میں جو متحقق نہیں ہوتے
مگر فرض فارض میں جیسے غول کے دانت پس
غور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اسکے غور کرنیکا

مشهد آخر علم ان الملل والمذاهب توصف
بالحقية يقال ملة حقة ومذهب حق وينظر الناظر
في وصف احدهما بذلك الى مطابقة الواقع له
فتأملنا حقيقة هذا الواقع الذي ان وافقه الشيء
كان حقا والا كان باطلا فوجدنا معنيين احدهما جلي
والآخر دقيق يدرك من بعد اما الجلي فان يكون
كل مسئلة من الاعتقاديات مطابقة لما عليه
المعتقد في الخارج مثلا يحكم بان الله يسخط ويغضب
ويكون الامر كذلك وبان الحشر الجسماني كائن وهو
كذلك وكل مسئلة ما يحكم فيها بوجوب وحرمة
مطابقة لما عليه الامر المنعقد في الملاء الاعلى مثلا
يحكم بان الصلوة واجبة ويكون في الملاء الاعلى نزل
مثالي من قضاء مضمونه تحسين من تلبس بها وكونها
مستلزمة لترقيه من التشبث بذيل نسمته في الدنيا
والآخرة وتكفير هيئات ظلمانية عن نسمته حاصلة
من قبل الاستغراق في الاحكام البهيمية كما يستلزم
اكل الزنجبيل تسخين البدن واذهاب البرودة عنه
فهذا النازل هنالك مطابق للحكم بوجوبها وكل
مسئلة فيها توقيت او تحديد مطابقة لقواعد
الملة كتوقيت الصلوة بالاوقات الخمس وتحديد
الزكوة بمائتي درهم وبالحول ويكون بحيث يثبت
بين الاصل وبين هذه الاشباح وجه تشبيهي
في مدارك الملاء الاعلى فيكون هذا ذاك وذاك
هذا بهذا الاعتبار فاذا كانت الملة كذلك قيل
انها حقة وكذلك معنى حقية المذهب ان يكون

مشہد آخر جاننا چاہیئے کہ ملتین اور مذاہب وصف
کی جاتی ہین ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہین کہ ملت حقہ اور مذہب حق
اور ناظر نظر کرتا ہے وصف مین ایک ان دونون کے بیچ تامل کیا حقیقت کو
اس واقع کی اگر موافق ہوا وہ اس شئے کے تو حق ہے اور نہین تو باطل تو
ہم نے دو معنے پائے ایک تو ظاہر اور روشن اور دوسرے دقیق و باریک سوجھ
مین معلوم ہونگے تو ظاہر روشن تو یہ ہین کہ اگر ہو ہر مسئلہ اعتقادیات سے
مطابق واسطے اس شے کے جسپر اعتقاد کیا ہے خارج مین مثلا حکم کیا جائے
کہ اللہ خشم کرتا ہے اور غضب ہوتا ہے اور ہے امر یونہین اور یہ کہا جائے
کہ حشر جسمانی ہونیوالا ہے اور یہ یونہین ہے اور جو مسئلہ ہووے کہ
کہ اسمین حکم وجوب حرمت ہو مطابق واسطے اس چیز کے کہ جسپر منعقد ہے
امر ملا اعلی مین مثلا کہا جاے کہ نماز فرض ہے اور ہووے بیچ ملا اعلی کے
نازل مثالی ادا کے مضمون اسکی تحسین اس شخص کہ جو متلبس ہو
اس سے اور اسکا ہونا مستلزم ہو انسان کی ترقی کا چنگل مارنے سے
اسکے دامن نسمہ مین بیچ دنیا اور آخرت کے اور تکفیر ہیئت ظلمانیہ کے
نسمہ سے کہ وہ ہیئت ظلمانیہ حاصل ہوتی ہے استغراق سے
احکام بہیمیہ مین جیسا مستلزم ہے زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو
اور دور کرنے برودت کو انسان سے تو یہ نازل وہان مطابق ہے واسطے
علم اسکے فرضیت کے اور جو مسئلہ کہ اسمین توقیت ہو یا تحدید
مطابق واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کے پانچ وقت اور زکوۃ کو
دوسو درہم اور برس بھر گذرنا اور ہو اس حیثیت سے کہ ثابت ہو
درمیان اصل اور درمیان اشباح کے وجہ تشبیہی مدارک
ملا اعلی مین تو یہ وہ ہے اور وہ یہ ہے اس اعتبار سے
پس جب ہو ملت ایسی تو کہا جائے گا
کہ ملت حقہ ہے اور اسی طرح معنی
حقیقت مذاہب کے ہین ۞

احکامہ مطابقۃ لما قالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی نفس الامر ولما کان علیہ القرون المشہود
لہا بالخیر وان کانت المسئلۃ لا نص فیہا ولا روایۃ
فحقیقتہا ان تکون محفوفۃ بقرائن تورث غالب
الظن بان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو تکلم فی المسئلۃ
لما نطق بغیر ہذا القول وان یکون وجہ الاستخراج
والاستنباط ظاہرا لا یریب فیہ المحیط باسالیب الکلام
ومقاصد الشارع فی شرع الاحکام فہذا معنی
حقیقۃ المذہب واما الدقیق الذی یبین من بعد
فان یکون الحق علم جمع شمل امۃ من الامم بان یلہم
مصطفی من عبادہ باقامۃ ملۃ من الملل فیصیر
خادما لارادۃ الحق متصبا لظہور تدبیرہ ووکرا
لفیض مددہ الغیبی فیقال فیہ من اطاعہ ہذا العبد
فقد اطاع اللہ ومن عصاہ فقد عصی اللہ فصار
الرضی مقصورا فی موافقۃ ہذا التدبیر والسخط
فی مخالفتہ ومنافاتہ واذا کان کذلک صار احکام
الملۃ جمیعا حقۃ والمنطوق فی وصفہا بالحقیقۃ
حینئذ ظہور التدبیر الالہی فی ہذا الشیء لا غیر
وکذلک المذہب ربما یکون العنایۃ المتوجہۃ
الی حفظ الملۃ متوجہۃ بحسب معداتہا
الی حفظ مذہب خاص بان یکون حفظۃ
المذہب ہم متمذہبون القائمون بالذب عن الملۃ
ویکون شعارہم فی قطر من الاقطار ہو الفارق
بین الحق والباطل فحینئذ ینعقد وجود تشبیہ
فی الملأ الاعلی والسافل بان المذہب ہذا المذہب

کہ ہون اسکے احکام مطابق واسطے اس چیز کے کہ کہا ہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے نفس الامر مین اور مطابق ہون واسطے اس
چیز کے اسپر ہین وہ قرون جنکو واسطے شہادت ہے خیر کی اور اگر ہو
مسئلہ ایسا جسمین نہ نص ہے اور نہ روایت تو اسکی حقیقت محتاج
قرائن کی ہے جو مورث ہون غالب ظن کے ساتھ اسطرح کی کہ اگر نبی
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے اس مسئلہ مین تو یون فرماتے اور یہ کہ وجہ
اسکی استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نکرے
وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کا اور مقاصد شارع کا
بیچ شرع احکام کی پس یہ معنی ہین حقیقت مذہب کے
اور وہ جو دقیق وباریک معنی ہین کہ بعد مین معلوم ہوتے ہین
وہ یہ ہین کہ ہو اللہ نے چاہا کسی امت کی چھوٹی ہوئی کو
ملانا اور جمع کرنا اس طرح سے کہ الہام کرے کسی
برگزیدہ کو اپنے بندون مین سے واسطے اقامت
کسی ملت کی کہ وہ برگزیدہ خادم ہو ارادہ
حق کا اور منصب ہو اسکی ظہور و تدبیر کا اور آشیان ہو
اسکی فیض مدد غیبی کا جسکو کہا جائے کہ جس نے اس کی اطاعت
کی اسنے اللہ کی اطاعت کی اور جسنے اس کی نافرمانی کی اسنے
اللہ کی نافرمانی کی اور ہو رضا موقوف اس تدبیر کی
موافقت پر اور غضب اسکی مخالفت اور منافات پر
اور جب اسطرح ہو تو ہونگے احکام ملت کے سب حق اور سوا اسکی حق
کہنے مین منطوق ظہور تدبیر الہی ہے بیچ اس قسم قالب کے سوا اسکے اسطرح
مذہب ہے کہ اکثر اوقات عنایت الہی متوجہ ہوتی ہے حفظ ملت کی متوجہ بحسب
معداتکے طرف حفظ مذہب خاص کی اسطرح سے کہ نگہبان مذہب کے اس دین کے ہوتے ہین
قایم واسطے ذب اور دور کرنیکے ملت سے یا انکا شعار ہوتا ہے اطراف کے کسی
طرف مین فارق درمیان حق و باطل کی اسوقت منعقد ہوتا ہے وجود تشبیہ

ویتقید احکامها الکلیة بتلك الصور الخاصة فی مدارکهم
فیصیر المذهب حقا بهذا المعنی ویکون مناط الحقیة
هذا الوجود التشبیهی اما المعنی الجلی فهو الذی یطلع
الراسخون فی العلم بعلمهم واهل الاستنباط باستنباطهم
واما المعنی الدقیق فلا یوقف علیه الا بالنور النبوی
الکاشف عن احکام التدبیر القاهر علی البشر وکذلك
قلنا ان هذا یری من بعد واذا تمهد هذا فنقول ترآی
لی ان فی المذهب الحنفی سرا غامضا ثم لم ازل اتحقق
فی هذا السر الغامض حتی وجدت ما اثبته وشاهدت
ان لهذا المذهب یومنا هذا رجحانا علی سایر المذاهب
بحسب هذا المعنی الدقیق وان کان بعضها ارجح منه
بحسب المعنی الاولی وشاهدت ان هذا السر هو الذی
ربما یدرکه صاحب الکشف نوع ادراك فیرجح هذا
المذهب علی سائر المذاهب وربما یتمثل الهاما بالتصلب
فیها ویتشبه رؤیا حاثة علی الاخذ به لکن الحق الصراح
ما قلنا فعض علیه بنواجذك فتدبر **فصل آخر**
دخلت الکعبة المشرفة وتوجهت الی باطنی هذا الله
فتجلی لی حقیقة الصراط المستقیم التی بینها النبی صلی
الله علیه وسلم بان خط خطا وخط بجنبیه خطوطا
الی آخر الحدیث فوجدتها فی حاق الوسط بین احوال
النفوس بعض ذلك فیما یلی الفوق وبعضه دون
ذلك اعنی بذلك ان کل طبقة زکیة وغبیة لها
صراط مستقیم ولیس الصراط المستقیم اسما لمرتبة
خاصة بالزکیة ووجدته نوعا من التثبت والرسوخ
فی الموافقة والانقیاد ووجدت کان المدبر یلقیه

اور مقید ہوتے ہیں اسکے احکام کلیہ ساتھ اس صورتہائے
خاص کے انکے مدارک میں تو وہ مذہب حق ہوتا ہے اس معنی سے
اور ہوتا ہے مناط حقیت یہ وجود تشبیہی ولیکن معنی جلی
وروشن وہ ہیں جنکو پہنچتے ہیں راسخون فی العلم اپنے علم سے اور
اہل استنباط اپنے استنباط سے اور معنی دقیق سے نہیں واقف ہوتا
مگر ساتھ نور نبوی کے جو کاشف ہے احکام تدبیر قاہر علی البشر
کا اور یونہی ہے جو ہمنے کہا کہ یہ ابعد کہائی دیگا اور جب یہ تمہید
ہولی تو ہم کہتے ہیں کہ دکھائی دیا ہمکو کہ مذہب حنفی میں ایک
سر غامض ہے پھر ہمیشہ میں اسمیں غور کیا کرتا تہا کہ کیا
سر غامض ہے یہانتک کہ میں نے پایا جو بیان کر چکا ہون
اور مجکو مشاہدہ ہوا کہ اس مذہب حنفی کے واسطے اس زمانہ
مین ترجیح ہے سب مذہبوں پر موافق اس معنی دقیق کے اگرچہ
بعض مذہب زیادہ ترجیح رکہتے ہیں موافق پہلے معنی کے اور مشاہدہ
کیا کہ یہ وہ سر ہے جسکو اکثر صاحب کشف دریافت کرتے ہیں ادراک
ایک نوع کا پس ترجیح ہے اس مذہب کو سب مذہبوں پر اور اکثر اوقات
متمثل ہوتا ہے الہام اسمیں مضبوط ہونیکا یا خواب میں دیکھتا ہے
اسی پر عمل کرنیکو لیکن حق صریح وہی ہے جو ہمنے کہا ہے اسکو خوب
مضبوط دانت سے پکڑ پہر غور کر خوب مشاہدہ آخر میں کعبہ مشرفہ میں
داخل ہوا اور متوجہ ہوا اپنے باطن کیطرف تو متجلی ہوئی مجکو حقیقت صراط مستقیم
کی جسکو بیان کیا ہے نبی صلعم نے اس طرح کہ ایک سیدھا خط کہینچا اور اسکے
دونون طرف اور خطوط کہینچے آخر حدیث تک تو پایا میں نے اس حقیقت کو بالکل بیچ
بیچ احوال نفوس کے کہ بعض اسکا قریب فوق کے ہے اور بعض
سوا نیچے مراد اس سے یہ ہے کہ ہر طبقہ زکی اور غبی اسکے واسطے صراط
مستقیم ہے اور نہیں ہے صراط مستقیم نام کسی مرتبہ خاص کا جو مخصوص ہو زکیت سے اور
اسکو معلوم کیا ایکطرح کا ثابت رہنا اور رسوخ موافقت اور انقیاد میں اور

الى النفوس فيتلقاها منها اكثرها قبولا للالهام الالهي
ويكون اقلها تلقيا بعيدها عن الالهام ليس الوصول
اليه بتجشم كسب من النفوس ووجدت الصراط
المنصوب على ظهر جهنم تمثالا لهذه الحقيقة بتلقيه
البارحة في الآفاق ... وبالجملة هنا في عالم الانفس
ووجدت لجوف الكعبة خصوصية بهذا الصراط
المستقيم ووجدت الاشياء التي بينها وبين امثال هذه
المعاني مناسبة كان الملة متقومة في عالم الحشر
بتقويم ... هذه المعاني بصورها وهذا اس وجود
المنبر والمسجد النبوي والاسطوانة الحنانة ههنا
ومعنى قوله صلى الله عليه وسلم ما بين منبري وبيتي
روضة من رياض الجنة **تحقيق** الافعال التي
يفعلها الانسان بالارادة والاختيار لها اسباب
توجب صدورها كالعزم على الفعل حتما من نفس
كان امرها طاعة الجوارح الى غير ذلك من الامور
الخفية التي قلما يحاط بها لغموضها اثر العزم ولكل امر من
تلك الامور له علة توجبه مثلا وجود الشوق المنبعث
من الاعتقاد الجازم او الظن من نفس كذا في حال
كذا يوجب العزم ولهذه الاسباب ايضا علل كذلك
وهلم جرا حتى ينتهي الى الوجوب الذات فهي موجودة
بايجاد الله تعالى صادرة من ارادة العبد لكن
ارادته ايضا واجبة لاسبابها ثم اذا باشرها النفس
وجب لصوقها بجوهر النفس لصدورها بقصد
منها ولانها حرفة من قواها بها ووجب ان تتالم
النفس او تتنعم اما بمحض التنبه لمخالفة هذه الاصول

نفوس میں تو اکثر نفوس اسکو قبول کر لیتے ہیں بسبب الہام
الہی کے اور قلیل ہوتے ہیں جنکو تلقی الہام سے بعید ہو
نہیں ہے وصول اسکی طرف تکلف کسب سے نفوس
کے اور میں نے پایا صراط کو جو جہنم کی پشت پر نصب کیا ہوا
تمثال اس حقیقت کے کہ ڈالا ہے اللہ تعالی نے بیچ آفاق
کے موافق اسکے جو ڈالا گیا ہو عالم النفس میں اور میں نے
پائی جوف کعبہ شریف کو خصوصیت اس صراط مستقیم سے
اور معلوم کیں میں نے بہت چیزیں کہ انمیں اور ان معانی
میں مناسبت ہے ایسا ہی متقوم عالم حشر میں ساتھ
قائم کرنے ان معانی کے انکی صورتوں سے اور یہ سبب ہے
وجود منبر و مسجد نبوی اور اسطوانہ حنانہ کا اس جگہہ اور
اسکا سر جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ما بین منبری
وبیتی روضۃ من ریاض الجنۃ **تحقیق** جو فعل انسان کرتا
ہے اپنے ارادہ اور اختیار سے ان فعلوں کے واسطے سبب
ہیں کہ موجب ہوتی ہیں انکی صدور کے جیسے عزم کسی
فعل کا ضروری نفس سے ایک طرح کا ساتھ اطاعت
اعضا کے اور اسکے سوا بہت امور خفیہ جنکا کم احاطہ ہو سکتا
ہے انکی غامض ہونیکے سبب یکایک انمیں سے عزم ہوا اور ہر امر
ان امور میں سے جو ہو اسکے واسطے ایک ایسی علت ہے کہ اسکو
واجب کرتی ہو مثلا ہونا شوق کا ایسا شوق کہ برانگیختہ ہوا
ہے اعتقاد جازم یا ظن سے ایسے نفس سے ایسے حال میں
کرنا ہے عزم کو اور ان اسباب کے واسطے بھی علتیں ہیں اسی طرح
اور یہہ جہاں تک چاہو نکالتے چلے جاؤ جب تک کہ منتہی ہو
وجوب ذاتی تک پس وہ موجود ہیں اللہ تعالی کے ایجاد
سے صادر ہیں بندہ کے ارادہ سے لیکن اسکا ارادہ بھی واجب ہے

اسکے سببوں سے ... پھر جب وقت ارادہ کے مباشر ہو انسان واجب ہے اسکا ملصوق جوہر نفس کا ہو واسطے صدور کے قصد ...

لها او موافقة بها او بتقريبات خارجية بان يكون مثاله
المقيد شبيها بالمثال المطلق فينعقد في المطلق صورة
التنعم والتألم ويجد منها الملائكة الملهمون من تلك الحضرة
فيحصل اسباب السرور والالم او بان يكون ارادة الخير
بالناس رحمة في حقه او نقمة كل ذلك اما في الدنيا
او في الآخرة وكل احتمال من هذه الاحتمالات علل
موجبة فلا يكون في الوجود الا ما يجب وكذلك ظهور
الشرائع واجب من المبدء اذا علم الخير يومئذ محصورا
في هذه الصورة فيكون وجود الاعتقاد الجازم
بحسبها في النفوس الصالحة غير المتدنسة بادناس
الشيطنة واجبا عند ظهور المعجزات ودلالة
العقل الصريح على صدق المخبر بها وتلقيها من حضرة
الغيب ويكون الصرف الارادة والعزم الى
الجريان على حسب الاعتقاد الجازم واجبا في الكل
النفوس فيظهر رحمة الله ببعث الرسل وانزال
الكتب وتتم النعمة ولله الحجة البالغة

اُس سے یا موافقت سے ساتھ اُسکی یا کسی تقریبات خارجیہ کے
ساتھ اِس طور سے کہ ہو مثال اُسکی مقید درحالیکہ شبیہ ہو
ساتھ مثال مطلق کے تو منعقد ہو مطلق میں صورت تنعم
یا الم کے اور اسکی خادم ہوں وہ ملائکہ جو الہام کیے جاتے ہیں
اُس درگاہ سے تو حاصل ہو اسباب سرور یا الم یا یہ کہ ہو
ارادہ لوگوں سے خیر کا رحمت اُسکے حق میں یا عذاب اور یہ سب
یا دنیا میں ہو یا آخرت میں اور ہر احتمال کیواسطے اُن احتمالوں
سے علل موجبہ ہیں پس نہیں آسکتے وجود میں کوئی چیز مگر
جو واجب ہو اور اسیطرح ظہور شرائع واجب ہوتا ہے مبدء سے جب جانتا ہے خیر
اس روز محصور اس صورت میں پس ہوتا ہے وجود اعتقاد جازم کا اُسکے موافق
نفوس صالحہ میں جو آلودہ ہوا نجاستوں شیطنت سے نہیں واجب وقت ظہور
معجزات کے اور دلالت عقل کے صریح اوپر صدق اُس شے کے
جسکی خبر دی ہے اور تلقی اُسکی درگاہ غیب سے اور ہوتا ہے پھرنا ارادہ
اور عزم کا طرف جاری ہونے کے موافق اعتقاد جازم کے واجب سب
نفوس میں پس ظاہر ہوتی ہے اللہ کی رحمت ساتھ بھیجنے رسولوں
او نازل کرنے کتابوں کے اور تمام کرنے نعمت اور اللہ ہی کے
واسطے ہے حجت بالغہ ؎ تمام شد بستم شعبان روز جمعہ

خاتمۃ الطبع

حمد لله الذي جعل اهل العلوم اشرف الاشخاص خصوصًا اهل العلوم الشرعية والمعاد والصلوة والسلام على سيد الانبياء
والمرسلين المصطفى وعلى آله المجتبى واصحابه المقتدى على هذا الكتاب المستطاب المسمى بفيوض الحرمين وقد وقع
الفراغ من اهتمامه في الشهر المحرم الحرام ۱۳۰۸ ثمانية وثلثمائة بعد الالف من هجرة النبي صلى الله عليه وآله وسلم
بعد حمد و صلوۃ کے عرض کرتا ہے بندہ سید ظہیر الدین عرف سید احمد نبیرہ مولوی سید ناصر الدین صاحب نواسہ مولانا
شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ جب سے حضرت مولانا اسحاق صاحب محدث دہلوی بیت اللہ
کو ہجرت فرما گئے اور مولوی محمد مخصوص اللہ صاحب خلف مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا انتقال ہو گیا مدرسہ کہنہ
حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کا تخمینا چالیس سال سے غیر آباد پڑا ہے اگرچہ اولاد مولانا

شاہ رفیع الدین صاحب ممدوح سے چند اشخاص جو وارث حضرت مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
صاحب رحمہما اللہ کے تہے مدرسہ موصوفہ مین سکونت پذیر رہے مگر بوجہ نہ جاری ہونے سلسلہ درس و تدریس کے اکثر احباب اور متوسلین
خاندان کو معلوم نہی رہا کہ اولاد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی انکا قدیم مسکن و درسگاہ مین رہتی ہو اس اثنا مین مکان مدرسہ
بہی ایام غدر مین منہدم ہو گیا تہا بعد اسکے مدت معدودہ کے مسبب الاسباب نے داعیہ تعمیر اور آبادی اس مدرسہ مذکورہ کا جو در حقیقت
منبع علم دین ہندوستان مین ہے اس کمترین کے دلمین ڈالا تو بہونہ لگا دن رات اسکی آبادی کی کوشش مین ہون اور شب و روز
مجیب الدعوات سے دست بدعا ہون کہ اسے قاضی الحاجات اس اجڑے ہوئے چمن کو دوبارہ سرسبز کر دے اور یہ جو نام اس خاندان کا
مفقود ہوا جاتا ہے اسکے باقی رہنے کی کوئی تدبیر کرا اور اسمین سلسلہ درس و تدریس کا جاری کرا اور اس مدرسہ موصوفہ کا مشغل اور مدرسین
اسکا کوئی ہے کچہ کفاف مقرر نہین ہے اور خاص یہ شہر تو سرپرستی یا ہمی سے خالی ہو گیا ہے اور میرے پاس اسوقت
اسقدر سرمایہ نہین کہ سلسلہ درس و تدریس کا شروع کرون اور طلبا کی اعانت کر سکون تو دل نے چاہا کہ
اس خزانہ گوہر بیبہا کو جو عرصہ دراز سے محفوظ چلا آتا ہے نکالیے اور اسکو حلیہ طبع سے جلا دیکر جوہریان بازار
کو دکہائیے اور جو اسکا نفع ہو مدرسہ موصوفہ مین صرف ہو اور زر قدری دو بر طرف ہو تو اس کمترین نے یہ چند رسالہ
کہنہ نکالکر حلیہ طبع سے آراستہ کر کے ہدیہ شائقین کئے ایک مسمی بہ الطاف القدس در بیان اصول تصوف فارسی دوم
مسمی بہ سطعات مع حزب اللطیف و بیان سلاسل الہی فارسی تیسرا مسمی مکتوبات مع فضیلت ابی عبد اللہ محمد اسمعیل بخاری فارسی
فارسی چوتہا مسمی بہ سعادت کونین المعروف بہ فیوض الحرمین مترجم اردو پانچوان مسمی در ثمین فی مبشرات النبی الامین
چہٹا مسمی مجموعہ ارشاد و اوائل و تراجم البخاری و فیما یجب حفظہ للناظر ساتوان مسمی تاویل الاحادیث آٹہوان
مسمی ہوامع شرح حزب البحر فارسی نوان مسمی وصیت نامہ مترجم دسوان مسمی بہ مجموعہ فتاوی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
صاحب گیارہوان مسمی عجالہ نافعہ اصول حدیث فارسی ان رسالونکے مضامین کے بیان کی یہہ پر چہ گنجائش نہین
دیکہنے سے تعلق رکہتے ہین موافق اس مصرعہ کے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید اور انشاء اللہ رسالے مدد
کے جو کہ میرے پاس رسائل قلمی بہت موجود ہین سب رفتہ رفتہ چہاپے جائینگے اور ایک کتب خانہ اور ایک مطبع
سر انجام اعانت مدرسہ موصوفہ کے جاری کیا ہے جن صاحبونکو جس قسم کی کتاب علاوہ انگریزی و ناگری کے درکار ہو یا کو
چہپوانی منظور ہو تو مدرسہ موصوفہ مین بنام اس عاجز کے خط و کتابت کرین بحد ارادہ کیا ہے کہ خوشخبری دون
کو اور حصہ انکو جو اہل فیض باب میں اس خاندان کے وہ مثل جوارح کے ہین اسکی سعی مین مشل انکی کہ جس کے جو کچہ
سے بن سکے ہاتہ سے یا اپنی زبان سے اس کار خیر مین مدد کرین بقولہ تعالی وتعاونوا علی البر والتقوی اس لکہنے مین یہ چند
خانمہ تاکہ اطلاع ہو اس عاجز کے محبان خاندان کو اور ہمت کرین اس کار خیر مین اور تاجران کتب سے ملتمس ہون کہ رسائل مذکورہ بالا
مذکور کے جو لکہی گئی ہین انکی فہرست رسالہ جات کیا گیا ہے اور اجازت اس احقر کے قصد چہاپنے کا جسکو انکی ضرورت ہو رسالہ درکار ہو یا اور قسم

المشتہر
بندہ سید ظہیر الدین عرف سید احمد نواسہ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب اور سب رسالے تصنیف حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب ونیز ہر قسم کی کتابین شہر دہلی مدرسہ کہنہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے بکفایت مل سکتی ہین ۔